جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ۝

حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل تو یقیناً مٹنے ہی والا ہے

انکشافات

(قاری) عبد الحمید

اِتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت،
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ

اِنکشافات

:مُرتّبہ:

مبلّغِ اسلام قاری عبدالحمید صاحب مدظلّہ العالی

صدر دارالتبلیغ بنّوں



:ناشر:

مسعود الحسن ناظم دارالتبلیغ بنّوں سٹی

(مغربی پاکستان)

بارسوم ۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک ہزار ایک سو ۔۔ ۔۔ مارچ ۱۹۶۵ء

ناشر ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ مسعود الحسن ناظم دار التبلیغ بنوں

:- منجانب :-

دار التبلیغ بنوں

قیمت ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ساڑھے تین روپے

کتابۃ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ محمد یوسف نگینہ

پرنٹنگ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ چٹان پرنٹنگ پریس لاہور

:- لاہور میں ملنے کا پتہ :-

مکتبہ جدید چوک انارکلی مقابل مسلم مسجد لاہور

فہرستِ مضامین

صفحہ ۹۳ تک مسٹر مودودی کی صرف مذہبیات، اعتقادیات، ایمانیات، اسلامیات اور اُن کی دینیات (بہ الفاظِ دیگر کفریات) پیش کی گئی ہیں۔ صفحہ ۹۳ کے بعد بعنوان "محیّر العقول جواہر پارے" یعنی اُن کی اجتہادیات، فقہیات، اخلاقیات، سیاسیات اور جمہوریات (بہ الفاظِ دیگر مودودیات) درج کی گئی ہیں۔ لیکن مناسب ہوگا اگر ان سب سے پہلے صفحہ ۲۰ پر چند سطور بعنوان "ضروری وضاحت اور چیلنج" بھی ملاحظہ فرمالی جائیں۔ اور مودودی صاحب کی کتابوں کے پیش کردہ اقتباسات کے خلاصوں یا اُن کے موضوعات کی مفصّل فہرست صفحہ ۱۷۵ سے ملاحظہ فرمائیں۔

۴۶	ہندوستان پاکستان کے مسلمانوں میں آپس میں نکاح کرنا قرآن کی منشا کے خلاف ہے (مودودی)	۱۱۷	۹۳
۴۷	مشرق سے لے کر مغرب تک سوائے جماعتِ اسلامی کے، باقی تمام گروہ اور طبقے اسلام کی حقیقت اور اس کی رُوح سے ناواقف ہیں۔ (مودودی)	۱۱۷	۹۴
۴۸	غالب مرحوم کا آبائی پیشہ اُن سے تعلق رکھنے والوں کے لیے بھی باعثِ شرم تھا لیکن غالب بجائے ڈوب مرنے کے اُس پر فخر کرتا تھا۔ (مودودی)	۱۱۸	۹۶،۹۵
۴۹	پیشۂ سپاہ گری کوئی فخر کی بات نہیں بلکہ باعثِ ننگ اور ڈوب مرنے کی بات ہے (مودودی)	"	
۵۰	مکہ معظمہ کے قریب ساحل سے گذر جانے کے باوجود جو لوگ حج نہیں کرتے وہ ہرگز مسلمان نہیں جو انہیں مسلمان سمجھے وہ قرآن سے جاہل ہے۔ (مودودی)	۱۱۹	۹۷
۵۱	اِسلام اب کہیں نہیں مسلمانوں میں نہ اسلامی سیرت ہے، نہ اسلامی اخلاق، نہ اسلامی افکار، نہ اسلامی جذبہ، حقیقی اِسلامی رُوح نہ اُن کی مسجدوں میں ہے، نہ مدرسوں میں، نہ خانقاہوں میں۔ مسلمانوں کی افسردہ، جامد اور پسماندہ تہذیب کا مقابلہ ایک ایسی تہذیب سے ہے جس میں زندگی ہے، حرکت ہے، روشنئ علم ہے، گرمئ عمل ہے۔ (مودودی)	۱۲۰	۹۸
۵۲	اجتہاد ضروری ہے اور علماء اجتہاد کو حرام کر چکے ہیں اسلام کی تعلیمات اور اُس کے قوانین بیان کرنے کا جو طریقہ ہمارے علماء نے اختیار کر رکھا ہے وہ قابلِ نفرت اور صدائے بے ہنگام ہے۔ (مودودی)	۱۲۰	۹۹
۵۳	متبحر اور مقدس علماء کی شان میں انتہائی دریدہ دہنی اور شدید قسم کی ناقابل برداشت اور شرافت سے گری ہوئی لایعنی اور قابلِ لعنت بکواس (مودودی)	۱۲۱ و ۱۲۵	۱۰۰،۱۰۱ و ۱۰۳
۵۴	عام طبقوں کو بلا تخصیص "بے غیرت" "بندۂ نفس" "روٹی اور عزت کے بھوکے" "کتوں کی طرح لپکنے والے" وغیرہ وغیرہ (شرافت اور ادبیت اور تقدس کا جنازہ نکال کر مودودی صاحب نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں) (مودودی)	۱۲۴	۱۰۲

دُعا

بدرگاہِ مجیبُ الدعوات

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَولَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مَولَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اے اللہ، اے علیمٌ خبیرٌ! میں نے مودُودی کو پُوری تحقیق کے بعد تیرے دین کا خطرناک دشمن سمجھ اور جان کر عوام کو اُس کی بے راہروی اور اُس کے گمراہ کُن باطل اجتہاد کے شر سے بچانے کے لیے یہ کتاب لکھی ہے! اور تیری ہی خوشنودی اور تیری ہی رضا اور تیرے ہی دین کی سربلندی کے لیے ہر قسم کے خوف و خطر سے بے نیاز ہو کر اور تیرا ہی سہارا لے کر لکھی ہے!

اے اللہ، اے مجیبُ الدعوات اور اے ہادیٔ راہِ مستقیم! اگر میرا یہ اقدام صحیح ہے اور خلوص پر ہی محمول ہے تو تُو میری اس سعی کو قبول فرما اور میری مدد فرما اور اس کتاب کو مودُودی کے گمراہ کیے ہوئے اور راہِ حق سے بھٹکائے ہوئے نیک نیت مسلمانوں کی اصلاح اور اُن کی ہدایت کا ذریعہ بنا! (آمین)

اے اللہ، اے احکم الحاکمین! مملکتِ اسلامیہ پاکستان کو دشمنانِ اسلام کے تباہ کُن عزائم سے محفوظ و مامون رکھ اور دشمنانِ اسلام اور دشمنانِ پاکستان کو ہمیشہ ہمیشہ مغلوب اور ذلیل و خوار رکھ۔ (آمین)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَولَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مَولَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

مُرتّب

اِنتباہ

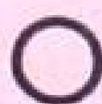
★ **اگر** آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے اور پھیلائے ہوئے ساڑھے تیرہ سو سالہ اُسی کامِل اِسلام پر ایمان رکھتے ہیں ؛ تو پڑھیے !



★ **اگر** احکم الحاکمین کی عدالت میں پیش ہونے کا یقین اور ایمان نہیں ہے ؛ تو نہ پڑھیے !



★ **اگر** آپ صحابۂ کرام کو نظر انداز کر کے مودودی کو معیارِ حق سمجھتے ہیں ؛ تو نہ پڑھیے !



★ **اگر** آپ فرمانِ رسول اور اقوالِ صحابہ کے مقابلے میں ہفواتِ[1] مودودی کو مقدس سمجھتے ہیں ؛ تو ہرگز نہ پڑھیے !

(مرتّب)

---

[1] مغلظات - ۱۲

پیش لفظ

حقیقت میں یہ کتاب صرف کتاب ہی نہیں ہے بلکہ اُن خوابیدہ اور غافل قسم کے سیاسی اور مذہبی حیثیت رکھنے والے ممتاز علماء کے لیے ایک مفصّل اور بیدار کن "تعزیری استفتاء" اور مودُودی کی اسلام کُش تخریبی سرگرمیوں اور اُس کی بدعقیدگی کی ایک بالاختصار اور "مُفصّل فہرست" بھی ہے جو مذہبی اور سیاسی طبقوں میں خصوصی اور ذمّہ دارانہ حیثیت رکھنے کے باوجود مجدّد الضالین ابوالافتراق مودُودی کی مودودیت سے اب تک بصحیح طور پر بے خبر اور غیر متعلق رہے ہیں اور جو مودُودی کی بدعقیدگی اور ضلالت و بے راہ روی اور اس کے عالم اسلام میں تجدید و احیائے دین و اقامتِ دین کے محض نمائشی اور خوشنما مگر انتہائی پُردجل و پُرفریب ڈھونگ کا مکمل طور پر مطالعہ نہ ہونے کے باعث چند علمائے کرام ہی کی خدمات کو مودودیت کے استیصال کے لیے کافی تصوّر کرتے رہے ہیں۔

اِس میں شک نہیں کہ بعض علمائے کرام اور بعض ایسے حضرات جو ایمان اور حُبِّ رسولؐ سے عاری اور محض ریاکارانہ سنجیدگی کو ہی ایمانِ کامل تصوّر کرتے ہیں وہ میرے تبصروں کے الفاظ کو ابتداءً ضرور ثقیل اور کرخت محسوس کریں گے لیکن اگر اُن کے سینوں میں عقل و علم، دیانت و انصاف کی کوئی عظمت اور حیثیت ہو گی اور ملک و ملّت کی بھی ان کے دلوں میں کوئی قدر و قیمت ہو گی تو یقیناً اُن کو میرے تبصروں کے وہ ثقیل اور کرخت الفاظ مودُودی کے اِن تمام پیش کردہ اقتباسات کی صحت کا اصل عبارتوں سے موازنہ کر لینے کے بعد میری کتاب میں کسی جگہ کوئی ثقالت اور کرختگی محسوس ہونے کے بجائے مودُودی کے اقتباسات

ہیں ہی شدید قسم کا تعفّن اور نمایاں قسم کا کفر نظر آئے گا۔

نیز میں اس حقیقت کو بھی ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میرے ان تبصروں میں جتنے الفاظ بھی گراں بار اور ثقیل قسم کے استعمال ہوئے ہیں وہ سب کے سب بالکل بے ساختہ اور غیر اختیاری طور پر ہی استعمال ہوئے ہیں جن میں فی الحقیقت میرے ارادے کو کوئی دخل نہیں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ تبصروں میں استعمال کردہ وہ غیر اختیاری یا بہ الفاظ دیگر اِلقائی خطابات بظاہر قواعدِ صرف اور ترکیبِ نحوی سے تو کچھ آزاد سے نظر آتے ہیں لیکن مودُودی صاحب کا اپنا ذاتی اور الہامی خطابی اسم "ابوالاعلیٰ" تو ہر قسم کی پابندیوں سے آزاد نظر آتا ہے! اور جس طرح مودُودی صاحب اپنے اس خطابی اِسمِ خاص کو تبدیل کرنے یا اس کا جوازِ شرعی بتلانے سے قاصر یا عاجز ہیں ٹھیک اُسی طرح میں بھی اُن کے اِن غیر اختیاری اِلقائی خطابات کو تبدیل یا حذف کرنے یا اُس کا جواز بتلانے سے عاجز اور قاصِر ہوں۔ لیکن کسی فیصل بورڈ میں مودودی صاحب اگر بالمقابل بیٹھنے کی جرأت اور ہمت کر سکتے ہیں تو مَیں اپنے تمام پیش کردہ اِلقائی خطابات کا نہ صرف جواز ہی بلکہ اُن کے استعمال کی فرضیت بھی ثابت کر سکتا ہوں۔

خادم الاسلاف عبدالحمید غفراللہ عنہٗ

۱۷ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۶ جولائی ۱۹۶۴ء بنّوں سٹی۔ مغربی پاکستان

ؔ اور اس بات سے تو کوئی بھی ذی عِلم اَور موحّد مومن انکار نہیں کر سکتا کہ عالمِ اسلام میں تجدید و احیائے دین و اقامتِ دین کے ایک علمبردار اور عظیم دعوے دارِ مجدّدِ اعظم کے لیے اپنے موروثی اسم خاص "ابُوالاَعلیٰ" کو پسند اور قبول کیے رکھنا فرعونِ مصر کے "اَنَارَبُّکُمُ الاَعلیٰ" جیسے مشرکانہ اور کافرانہ دعوے سے کہیں زیادہ قابلِ لعنت کفر اور گناہِ اکبر ہے۔ ۱۲

اندازِ تخاطب

تم دوسروں کے مذہب و ملت اور اُن کے بزرگوں کی شان میں بُرے الفاظ مت استعمال کرو کہیں وہ بھی تمہارے مذہب اور تمہارے بزرگوں کی شان میں بُرے اور نازیبا الفاظ استعمال نہ کرنے لگیں۔ (خلاصہ فرمانِ نبویؐ)

۲۵ سال سے مسلسل علماءِ کرام اور دیگر اہلِ علم و قلم حضرات مودودی اور اُس کی پُرفتنہ جماعت کی اِصلاح کے لیے نہایت ہی متین اور سنجیدہ مصلحانہ اور مشفقانہ و مفاہمانہ انداز میں کتابیں اور رسالے، اداریے اور مراسلے، مضامین اور کتابچے لکھ لکھ کر شائع کرتے اور کراتے رہے ہیں مگر اِسلام کا باغی اور مغربی ایجنٹ، ناخلف اور گستاخ مودودی اور اس کے مغربی دلدادہ اور سرکش جماعتی افراد اپنی مذہبی اور ملی سرگوشیوں اور تخریبی سرگرمیوں سے باز نہ آسکے۔ اس لیے جہاں حکومتِ پاکستان نے اُنکی اسلام کش اور ملکی تخریبی سرگرمیوں کو شدت کے ساتھ محسوس کیا اور فوری طور پر اُن کے خلاف تادیبی اور اصلاحی اقدام کو ضروری سمجھا، میں نے بھی اسلام اور علماءِ اسلام اور ملتِ اسلامیہ کی بقا اور اس کی عزت کے پیشِ نظر سختی کے ساتھ ہی قلم اٹھانا اس لیے ضروری اور مفید سمجھا کہ ان شاطروں پر کلام نرم و نازک بے اثر ثابت ہوچکا ہے لیکن یہ بھی ممکن ہے بعض ریاکار اور محض سنجیدگی کی پرستش کرنے والے حضرات میرے اس غیر اختیاری اور والہانہ اندازِ تخاطب کو بیجا اور ناروا تصور کریں اس لیے میں ان کی خدمت میں یہ بات ضروری طور پر پیش کروں گا کہ مودودی اور اُس کے پرفتنہ خصوصی جماعتی افراد انتہائی دجل و فریب سے کام لے رہے ہیں اگر وہ خود کو اُمتِ مسلمہ سے علیحدہ ظاہر کرتے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے علی الرغم کسی نئے دین کے مدعی ہوتے اور نفاق و دجل سے کام لینے کے بجائے کھل کر واشگاف الفاظ میں اپنے پُردجل و پُرفریب دشمن مانے اسلام اور ایمان کا اِعلان کرتے تو یقیناً میرا یہ اندازِ تخاطب نہ ہوتا اور میں اپنے اس اندازِ خطاب کو فرمانِ نبویؐ کے خلاف سمجھتا مگر وہ چونکہ خود کو بظاہر اسی دین کا علمبردار کہتے ہیں جسے خدا کے

آخری پیغمبرؐ نے دنیا کے سامنے پیش کیا اور فی الحقیقت باطن میں اس دین کی جڑوں کو کاٹ رہے ہیں جیسا کہ مسٹر مودودی کی تحریفِ قرآنی، توہینِ رسالت، تنقیصِ صحابہ، تضحیکِ سلف الصالحین، تذلیلِ اکابرینِ امت اور تخریبِ ملک و ملت جیسی ناقابلِ برداشت جرأت وجسارت سے ظاہر ہے[1]۔ اِس لیے ۲۵ سالہ تمام مصلحانہ کوششوں سے گذر جانے کے بعد تشدّد اختیار کرنا بھی اسی طرح ضروری ہوچکا ہے جس طرح کسی مسلمان کے مرتد ہوجانے کی صورت میں شرعاً اس کا قتل ضروری ہوجاتا ہے۔ میری اس کتاب کو مکمل پڑھ لینے کے بعد میرے اندازِ تخاطب کو بیجا اور ناروا کہنے والے صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں کہ جن کا دل و دماغ اور جن کا سینہ نہ صرف ایمان اور حُبِّ رسول سے عاری اور صحابۂ کرام و سلف الصالحین کی عقیدت سے ہی محروم اور کورا ہوگا بلکہ مملکتِ پاکستان اور ملتِ اسلامیہ کی محبت اور ہمدردیوں سے بھی خالی اور بیگانہ ہوگا۔

لیجیے میں اپنے اندازِ تخاطب کی صحت اور اُس کے جواز میں "فرمانِ مودودی" بھی پیش کیے دیتا ہوں، ملاحظہ فرمایئے:

(۱) (رسائل مسائل حصہ اول ص ۲۳۷ بعنوان "جزئیاتِ شرع اور مقتضیاتِ دین")

مجھے یہ معلوم کر کے تعجب ہُوا کہ آپ اہلِ دین کے ساتھ بھی چاہتے ہیں کہ وہی سلوک کیا جائے جو منکرین کے ساتھ ہونا چاہیے نیز یہ کہ آپ نے فقط نرمی ہی کو تقاضائے حکمت سمجھا ہے، حالانکہ قرآن و سنت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حق کے ماننے والوں سے جب خلافِ حق اقوال کا صدور ہو تو اُن کے ساتھ اُن لوگوں کی بہ نسبت مختلف برتاؤ کیا جاتا ہے جو سرے سے حق کو نہ ماننے والوں کے ساتھ کیا جاتا ہے نیز یہ کہ اللہ اور رسُول نے جہاں بعض مواقع پر انتہائی نرمی برتی ہے اور وہ عین مقتضائے حکمت ہے بعض دوسرے مواقع پر سخت لب و لہجہ بھی اختیار کیا ہے اور تیز و تند الفاظ سے بھی کام لیا ہے اور وہ بھی مقتضائے حکمت[2] ہی رہا ہے۔ ("فرمانِ مودودی")

---

[1] مسٹر مودودی کی یہ تمام جرأت وجسارت کتاب ہذا میں بالتشریح و بالوضاحت معہ حوالجات و اقتباسات مدلل اور مکمل طور پر ناقابلِ تردید انداز میں ثابت کی گئی ہے۔ ۱۲۔ [2] دارالاسلام پٹھانکوٹ میں مودودی صاحب کی کسی تقریر کے اندازِ تخاطب پر شدید قسم کی نکتہ چینی ہوئی تھی جس کے جواب میں یہ فرمانِ مودودی جاری ہُوا تھا۔

تشکّر - تمہید - اِلتماس

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور درُود علیٰ نبیّنا محمدٍ و آلہٖ و اصحابہٖ و اہلِ بیتہٖ کے بعد سب سے پہلے میں حکومتِ پاکستان کو مودُودی اور جماعتِ مودُودی کے خلاف بروقت تادیبی کارروائی کرنے پر بخلوصِ قلب مبارک باد پیش کرتا ہوں اور بارگاہِ مجیب الدعوات میں دست بہ دُعا ہوں کہ اے اللہ تو حکومتِ پاکستان کے اس مبارک اِقدام کو عالمِ اسلام میں پھیلائی جانے والی مودُودی کی اس سِلام کش خفیہ سازش اور اس کی تخریبی سرگرمیوں کے خاتمے کا کامیاب ذریعہ بنا۔ (آمین)

ناظرینِ کرام! اب مودُودی کی تصنیفات و تالیفات اور اُس کے بعض غیر شعوری اخباری بیانات اور اُس کی منظم اور خفیہ تخریبی سرگرمیوں سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مودودی اور اس کی جماعت کے خصوصی افراد نہ صرف اِسلام اور ملّتِ سِلامیہ کے لیے ہی بلکہ مملکتِ پاکستان کے لیے بھی چھپے ہوئے اور خطرناک دشمن ہیں۔ اور اب یہ حقیقت ناقابلِ تردید صورت میں واضح ہو چکی ہے کہ مودودی اور مودودی کی ماڈرن ٹائپ جماعت کے خصوصی افراد اپنی حاصل کردہ خفیہ طاقت اور ملحدانہ و پُرفریب طرز و تنظیم اور اسلام کُش مطبوعہ تصنیفات کے ذریعہ امریکی اور فرنگی ساختہ ماڈرن اسلام پھیلا کر نہ صرف ملّتِ سِلامیہ کے قلوب سے رُوحِ اِسلام ہی نکال دینا چاہتے تھے بلکہ لفظِ سِلام اور جمہوریہ اسلامی اقتدار کے خوشنما نعروں کے سہارے مملکتِ اِسلامیہ پاکستان کی جڑوں پر بھی درپردہ کلہاڑے چلا رہے تھے۔ اس لیے تمام علماءِ پاکستان کا اوّلین فرض ہے کہ وہ فوراً ہی شریعتِ محمدی کا پوسٹ مارٹم کرنے والے تجدید و احیائے دین اور اقامتِ دین کے دعویدار مودودی کے گمراہ کُن عقائد اور اس کی اسلام کش تخریبی سرگرمیوں کو منظم اور متحد ہو کر عوام میں بے نقاب کریں تاکہ ناواقف اور سادہ لوح عوام باخبر ہو کر مودودی کی بدعقیدگی اور ضلالت و بے راہروی سے نہ صرف خود محفوظ رہ سکیں بلکہ حکومت سے اس کی تمام گمراہ کُن مطبوعات بھی ضبط و تلف کرائیں اور دیگر ممالک سِلامیہ کے عوام کو بھی مودُودی کی اِسلام کُش تنظیم اور خفیہ سازش سے

باخبر کرا سکیں۔ مقامِ حیرت اور افسوس ہے کہ بعض ذی اثر اور مقتدر علماءِ حق تو اپنے کثرتِ مشاغل اور انہماکِ درس و تدریس کے باعث مودودی کی تصنیفات و تالیفات کا مطالعہ کرنے سے قاصر رہے۔ اور بعض ذی اثر مگر زمانہ سازی سے بے نیاز سادہ لوح اور صوفی منش علماءِ حق نے مودودی کی تصنیفات و تالیفات کے مطالعہ کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ اور بعض زمانہ ساز اور حق گوئی سے محروم، علماءِ عصر مودودی کی ذاتی وجاہت و ٹیپ ٹاپ اور کر و فر اور اس کی پُر فریب و خوشنما ادارت سے مرعوب و متاثر ہو کر اس کے خلاف قلم اٹھانے کی جرأت نہ کر سکے۔ اور بعض علماء نے کسی خاص خوشگمانی اور مدارسِ عربیہ کے لیے عرب کے شاہی خزانوں سے دلائی ہوئی لاحاصل امدادی امیدوں کے باعث اس کے خطرناک معائب اور عزائم سے باخبر ہونے کے باوجود نہ صرف بے نقاب کرنے کی خود کوششیں نہیں کیں، بلکہ بعض اُن بیدار مغز مجاہد اور ہوشمند علمائے حق کے قلم و سخن کو بھی روکنے کی تدبیریں کیں جنہوں نے مودودی کی بدعقیدگی، کفریات و ضلالت اور اور اس کی بے راہروی کا بہ نظرِ غائر مطالعہ کر کے اس کی ماڈرن مجددیت اور جدید اسٹائل کی اپٹوڈیٹ مہدیت کو تاڑا اور بھانپا اور منظرِ عام پر لانے کی کامیاب کوششیں کیں اور معقول انداز میں خفیہ سرمائے سے بے نیاز رہنے کے باوجود حسبِ استطاعت کتابیں لکھیں اور شائع کرائیں۔ میں انتہائی سنجیدگی اور دعوے سے کہتا ہوں کہ صرف مودودی جماعت کے چند وظیفے خوار ہمدرد و ہمنوا ایمان فروش اور عقل و ایمان سے کور محض نام نہاد علمائے متفقین کے سوا تمام عالمِ اسلام کے اکابر علماءِ کرام و مفتیانِ عظام میں کوئی بھی عالم اور مفتیِ دین ایسا نہیں جو مودودی کی خصوصی تصنیفات و تالیفات کے کفریہ اور گمراہ کن اقتباسات کا مطالعہ کر لینے کے بعد باخبر ہو کر بھی مودودی یا اس کی جماعت کے خصوصی افراد کو مسلمان یا راہنمائے اسلام کہنے کی جرأت اور جسارت کر سکے۔

مودودی کی تصنیفات و تالیفات اور اس کے بعض جرائدی اقتباسات اور غیر شعوری متضاد اخباری بیانات نہ صرف کفریہ ہی ہیں بلکہ اس قدر ذلیل اور رکیک، لغو لایعنی بھی ہیں کہ جن کو پڑھنے کے بعد ہر سمجھ دار پڑھا لکھا حق پرست انسان مودودی کو بے ساختہ فاترالعقل اور پاگل

کہنے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض علماءِ کرام نے مودودی پر فاتر العقل اور پاگل ہونے کے ہی شبے میں کفر کا حکم لگانے سے گریز کیا ہو کیونکہ مودودی نے خود بھی اپنی کتاب "مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش" حصہ سوم میں اپنے پاگل ہونے کا پختہ یقین دلانے کیلئے ایک ایسا ناقابلِ تردید گر بتلا دیا ہے کہ جس کو پڑھ لینے کے بعد مجال نہیں کہ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا ڈاکٹر یا بیرسٹر یا بڑی سے بڑی ہائی اتھارٹی بین الاقوامی عدالت کا کوئی بڑے سے بڑا چیف جسٹس بھی مودودی کے پاگل اور فتوری ہونے میں شک پیدا کر سکے[1]! بہرحال شرعی حیثیت سے مودودی پر کفر کا حکم لگانے میں تقویٰ اور احتیاط کے تحت صرف فاتر العقل اور پاگل ہونے کا ہی سہارا لیا جا سکتا ہے۔ لیکن مودودی کے بتلائے ہوئے گر سے بے نیاز ہو کر اگر حقیقت اور واقعیت پر غور کیا جائے تو مودودی کو فاتر العقل اور پاگل سمجھنے اور کہنے کے بجائے فی الحقیقت وفی المعنیٰ وفی الواقعہ مخربِ اسلام، مفسدِ دین، رقیبِ اعظم، علمائے حق کا دشمن، بے عمل مکار ملا، ملک و ملت کا خطرناک دشمن، ہوسِ اقتدار میں عقل و شعور، دین و ایمان کھو بیٹھنے اور ہار دینے والا ناکام سیاسی شاطر، گرے ہوئے درجے کا تخریبی لیڈر یا مغربی ممالک کا خفیہ ایجنٹ ہی سمجھا اور کہا جا سکتا ہے! لیکن بعض لوگ جو ایمان اور اسلامی حمیت سے بیگانہ اور حبِ رسول سے عاری اور محض ریاکارانہ سنجیدگی کو ہی ایمان کا حاصل سمجھتے ہیں وہ مودودی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے خلاف قلم کی شہ زوری، صحابۂ کرام پر تنقید، تابعین، تبع تابعین، مجتہدین، محدثین اور فقہائے امت کی بے جا اور بے باکانہ تنقیص اور علمائے متقدمین و متاخرین اور صلحائے امت و مجددِ دینِ زمانہ کی ناجائز تضحیک و توہین کو جزوِ ایمان، خدمتِ دین اور اقامتِ دین کا ذریعہ تصور کرتے ہیں (لعنت ہو اللہ کی ایسی آزاد اور ذلیل ذہنیت اور گمراہ کن شریر جماعت پر)۔ لیکن مودودی کے خلاف اگر جائز اور ضروری تنقید کی جائے یا ان کے مراتب اور صحیح استحقاق کے مطابق ناقابلِ تردید اور حقیقی خطابات سے تخاطب کیا جائے تو فوراً ہی چیں بجبیں اور سیخ پا ہو جاتے ہیں اور نہ صرف کھمبے ہی نوچتے پھرتے ہیں بلکہ در و دیوار سے اشتہارات اور پوسٹر بھی

---

[1] دیکھیے اقتباس نمبر ۱۲۹ مع تبصرہ اول اور آخر۔

پھاڑتے پھڑواتے اور نوچتے نچواتے پھرتے ہیں اور بعض کج فہم لوگ جو محض ریاکارانہ سنجیدگی یا صرف مودودی کے احترام کو ہی ایمان کا حاصل اور اسلام کامل تصور کرتے ہیں، وہ اداریے اور مراسلے لکھ لکھ کر چیخنا چلّانا اور واویلا شروع کر دیتے ہیں کہ "دیکھو جی یہ دقیانوسی پرانی روش والے لکیر کے فقیر مولوی، حضرت مولانا قبلہ کی شان میں کیسی کیسی گستاخیاں اور نارواحملے کر رہے ہیں اور بے بنیاد الزامات لگا کر ہماری دینی خدمات اور اقامتِ دین کی راہ میں روڑے اٹکا رہے ہیں"! ایسے لوگوں کو چاہیے کہ وہ پہلے اپنے ایمانوں کا صحیح طور پر جائزہ لیں اُس کے بعد اپنے پیرِ مغاں مودُودی کی نہ صرف دریدہ دہنی، بدلگامی اور قلمی ہفوات کا ہی بلکہ ان کی عربی دانی اور فصاحت وبلاغت اور اسلوبِ زبان کا اور ان کے علم وتقدس اور ہوسِ اقتدار کا بھی محاسبہ کریں اور دیانت داری سے فیصلہ کریں اور جائزہ لیں کہ آپ کے قبلہ حضرت مولانا نے دین میں فتور پیدا کرنے اور ملّتِ اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے پیشوایانِ اسلام کی شان میں کس درجہ رکیک اور بیہودہ حملے کیے ہیں اور اسلام اور علماءِ اسلام کے خلاف منافرت اور بغاوت پھیلانے کے کیسے کیسے خطرناک گمراہ کن اور اسلام کش تخریبی طور طریقے سُجھائے اور پھیلائے ہیں۔ جس کے استیصال کے لیے جواباً ۲۵ سال تک انتہائی سنجیدگی اور اعلیٰ اسلوبِ زبان کے ساتھ بااصول اور معقول انداز میں علماءِ کرام اور دیگر اہل علم وقلم حضرات کی طرف سے بھی بے شمار کتابیں اور رسالے لکھے گئے ہیں جن کی ایک مختصر فہرست بھی رسالہ ہٰذا کے آخر میں مفصّل درج کر دی گئی ہے۔ اگر حق پرستی اور صداقت شعاری اور ایمان کا ادنیٰ حصّہ بھی حاصل تھا تو بجائے رونے دھونے اور سیخ پا ہو جانے یا عقل وشعور کھو بیٹھنے اور شرافت کے خلاف حیا اور ایمان سوز مغلظات بکنے کے کسی ایک ہی الزام کی صحیح طور پر تردید کر کے اپنے اور مودودی کے نہ صرف سچے اور صحیح مسلمان ہونے کا ہی ثبوت پیش کرتے بلکہ مودودی کی عربی دانی اور اس کے مستند عالم ہونے کا بھی ثبوت پیش کرتے۔ مودودی یا جماعتِ مودودی کے "پیشوائے اعظم آنجہانی ابراہام لنکن (سابق صدر امریکہ) کے مقولے اپنی کتاب کے سرورق

پرپیش کرنے سے ملت اسلامیہ اور امت محمدیہ ہرگز یہ نہیں سمجھ سکتی کہ مودودی کی جماعت اسلامی جماعت ہے۔[1] اسی طرح دفتر جمعیۃ العلماء ہند دہلی میں روزنامہ اخبار الجمعیۃ کی ساٹھ روپے ماہوار نوکری کے ذریعہ علماء کرام کے دسترخوان کی ریزہ چینی کرنے یا ان کا پس خوردہ کھا لینے سے اور مولانا احمد سعید ناظم جمعیۃ العلماء ہند مرحوم دہلی کے خصوصی اور مشفقانہ رجحان اور التفات سے مستفیض ہو ہو کر کچھ عربی زبان سیکھ لینے سے مودودی کو بھی مستند عالم یا ماہر عربی داں نہیں سمجھا جا سکتا اور رابطۂ عالم اسلامی (مکہ معظمہ) کی مجلس تاسیسی کی ممبری کے پروپیگنڈا کرتے رہنے سے بھی مودودی کو مستند عالم یا ماہر عربی داں نہیں سمجھا جا سکتا! مودودی صاحب کی عربی دانی اور ان کے عالمانہ رنگ و روپ کا پول تو ان کی لغو، لایعنی اور گمراہ کن بست پارہ تفسیر تفہیم القرآن سے ہی کھل چکا تھا اور عرب جا جا کر ہمیشہ اردو زبان میں ہی تقریریں کرتے رہنے اور عربی زبان کا مترجم ساتھ رکھنے سے تو مودودی صاحب کی عربی دانی کا رہا سہا بھانڈا بھی پھوٹ گیا۔ اب تو یہ بات ایک معمولی پڑھا لکھا انسان بھی اچھی طرح سمجھ چکا ہے کہ جب کہ مودودی صاحب نہ عربی زبان بول سکتے ہیں، اور نہ عربی زبان میں تقریریں کر سکتے ہیں اور نہ عربی زبان میں لکھی ہوئی کوئی تقریر بھی معقولیت کیساتھ صحت الفاظ سے پڑھنے کی صلاحیت اور استعداد رکھتے ہیں تو پھر انکے قرآن کریم کے ترجمے اور ان کی

---

[1] "وزیر داخلہ کے الزامات اور ان کی حقیقت" نامی ایک لایعنی اور پُر دجل کتاب سید کاظم علی صاحب نے جنوری ۱۹۶۴ء میں جماعت اسلامی کراچی یعنی عالم اسلام میں تجدید و احیائے دین و اقامت دین کے علمبرداروں کی طرف سے "مشہور پریس" کراچی سے چھپوا کر شائع کی ہے جس کے سرورق پر بجائے آیت قرآنی یا حدیث رسول یا فرمان صحابۂ کرام، اپنی حقیقی اور فطری اور خلقی جبلت اور پولیٹکل روایات کے مطابق ابراہام لنکن کا ایک مقولہ بشکل حدیث درج کیا ہے اور اس کے نیچے "ابراھیم لنکن" عربی رسم الخط میں اور ایسے انداز میں لکھا ہے کہ معمولی پڑھا لکھا نیک نیت اور خوش گمان مسلمان اس کو پڑھ کر بے ساختہ یہی تصور کرے گا کہ "ابراہیم لنکن" اس مندرجہ حدیث کے راوی کسی صحابی کا نام ہوگا۔ (مرتب)

تفسیر تفہیم القرآن کو کیسے صحیح سمجھا جا سکتا ہے؟ جبکہ قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر لکھنے کے لیے نہ صرف عربی زبان کے بولنے اور لکھنے پر ہی قادر ہونا ضروری ہے بلکہ کسی ایسے ماہر اور کامل العلم راسخ العقیدہ، صالح الاعمال استاد کی شاگردی بھی ضروری ہے جو تفاسیر و احادیث کے درس و تدریس پر بھی پورا پورا عبور رکھتا ہو! چونکہ مودودی صاحب ایسے حامل الصّفات استاد کامل کی شاگردی سے بھی محروم اور آزاد ہیں اور عربی زبان بولنے اور لکھنے پر بھی قادر اور ماہر نہیں ہیں اس لیے مودودی صاحب کا کیا ہوا، قرآن کریم کا بے روح و بے جان، بھونڈا اور کثیر الاغلاط و لایعنی ترجمہ اور ان کی گمراہ کن تفسیر یقیناً سمندر ہی کی نذر کر دیے جانے کے قابل سمجھی جا سکتی ہے! لیجیے مودودی صاحب کے ادبی، مذہبی اور سیاسی تجرّد اور تجدّد کا صحیح، مکمل اور مدلّل خلاصہ اور اُن کی فصیح و بلیغ، شستہ و شائستہ عبارتیں بغیر کسی ترمیم و تنسیخ اصل مفہوم کے ساتھ اور نادر قسم کے ادبی، مذہبی اور سیاسی شہ پارے بھی معہ مفصل حوالجات علی الترتیب اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیے اور دیانت داری سے اور ایمان کی روشنی میں فیصلہ فرمائیے کہ مودودی صاحب فی الحقیقت کن خطابات اور کس قسم کی تواضع اور خدمات یا صلے کے مستحق ہیں اور ساتھ ہی مودودی صاحب کے خصوصی صالحین و قانتین اور ان کے ہمدرد و ہمنوا مجسمۂ خلوص علماء متفقین کے ایمانوں کا بھی اندازہ لگائیے کہ اُن کے سینوں میں بھی صحیح عقل و ایمان اور دیانت کا کوئی ذرّہ یا شائبہ نظر آتا ہے؟ یا محض ریاکارانہ طور پر اسلام اسلام پکار کر جھوٹی دینداری اور نام نہاد اسلام پرستی کا ڈھونگ کسی خاص اور خفیہ پالیسی اور تجارتی مقاصد کے لیے ہی رچایا جا رہا ہے۔

مودودی صاحب کی گمراہی اور اُن کے اسلام کُش تجرّد اور تجدّد کا خلاصہ

(۱) پیغمبرانہ منصب کو چیلنج کر کے من گھڑت قاعدے کُلیوں کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کی قائم کردہ حدود توڑ کر موجودہ دور میں شرابیوں کو درّوں کی اور زانیوں کو سنگسار کرنے

کی چوروں کو ہاتھ کاٹ دینے کی قرآنی سزاؤں کو نعوذ باللہ ظلم اور دُہرا ظلم قرار دینے اور انکے نفاذ کو ناقابلِ عمل ثابت کرنے والے مخربِ اسلام اور مفسدِ دین کو کون سے اسلامی اور شرعی قاعدے یا لالچ یا خوف یا مصلحت کے تحت مسلمان سمجھا جا سکتا ہے ؟ اور عالمِ اسلام کا وہ کون سا عالم یا مفتیٔ دین ہے جو قرآنی حدود کو ظلم اور ان کے نفاذ کو ناقابلِ عمل کہنے والے گمراہ اور فتنۂ اعظم کو مسلمان کہہ سکتا ہے ؟

(۲) سورۃ البقر کی ۲۹ ویں، سورۃ بنی اسرائیل کی ۴۴ ویں، سورۃ حٰمٓ سجدہ کی ۱۲ ویں اور سورۃ الملک کی تیسری اور سورۂ نوح کی ۱۵ ویں آیات شریف اور دیگر بے شمار ہم معنیٰ آیاتِ قرآنی کے معانی اور مسلّمہ مفہوم و تفسیر میں صریح تحریف کر کے سات آسمانوں کے مسلّمہ اور متفقہ عقیدے میں ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد امّتِ محمدیہ میں پہلی بار اختلاف اور فتور پیدا کرنے والا اور سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیثِ صحیحہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ واقعۂ معراج کی تفصیل کو ٹھکرا کر ملحدینِ زمانہ کی کھلی تائید کرنے والا کیا مخربِ اسلام، مفسدِ دین اور فتنۂ اعظم نہیں ؟

(۳) سُورۃ البقر کی ۶۳ ویں ۹۳، سورۃ النساء کی ایک سو ۵۵ ویں، سورۃ اعراف کی ایک سو ۱۷ ویں آیاتِ شریف کی تفسیر میں قرآنی مطالب اور مفہوم کے صریح خلاف اور تمام علمائے جمہور کی متفقہ تفاسیر اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیان کردہ روایات اور توضیحات کے خلاف بغیر کسی حوالہ و استدلالِ دینیہ رفعِ طور کا بصورتِ دجل انکار کرنے والا کیا مخربِ اسلام، مفسدِ دین و ایمان اور فتنۂ اعظم نہیں ؟

(۴) سورۂ آلِ عمران کی ۳۷ ویں آیت شریف کے ترجمے میں (فصاحت و بلاغت کا لامتناہی گھمنڈ رکھنے کے باوجود) گستاخانہ اور بھونڈا لب و لہجہ اور بے ہودہ اندازِ بیان اختیار کر کے اس کی تفسیر میں حضرتِ مریم علیہ السلام کے سرپرست حضرت زکریا علیہ السلام کی نبوّت کا انکار کرنے والا کیا مخربِ اسلام و مفسدِ دین اور فتنۂ اعظم نہیں ؟

(۵) سورۃ النساء کی ایک سو ۱۵۸ ویں آیت شریف کی تفسیر میں نہ صرف تمام علماء امت اور تابعین وصحابہ کرامؓ کے ہی بلکہ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک کے بھی صریح خلاف حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کے عقیدے کا بصورتِ دجل انکار کر کے اس میں شکوک وخلفشار پیدا کرنے والا کیا مخرب اسلام ومفسدِ دین وایمان نہیں ؟

(۶) سورۃ النجم کی تیسری، چوتھی اور دیگر ہم معنیٰ آیات شریف کو صریح ٹھکرا کر اللہ کے رسُول کی بیان کردہ واضح اور متعدّد اور مسلسل پیشین گوئیوں کو نعوذ باللہ محض قیاس، اندیشہ اور افسانہ ثابت کرنے والا کیا مخربِ اسلام اور منکرِ حدیث نہیں ؟

(۷) محض اپنی ذاتِ گرامی کو آٹومیٹک طریقے پر نہ صرف مجدّدِ کامل ہی بلکہ نیو اسٹائل مہدی بھی منوانے اور ظاہر کرنے کے لیے ایک حدیثِ رسول کے مفہوم کو (اپنی گمراہ کن زورِ بیانی کے ذریعہ اس کے مشہور معانی پر تنقید اور اس کی پُر پیچ تشریحات کر کے عام ذہنوں کو اپنا اور اپنی جماعت کا گرویدہ اور معتقد بنانے کے لیے) غلط استعمال کرنے والا، اور امام مہدی علیہ السلام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ تفصیلات وعلامات کو بصورتِ دجل لاعلمی ظاہر کر کے جھٹلانے والا کیا مخربِ اسلام اور مفسدِ دین وایمان اور منکرِ حدیث اور زندیق نہیں؟

(۸) خانۂ کعبہؐ اور حرمِ پاک کے مقدّس ماحول کی شرمناک اور غیر مہذب اور ناقابلِ برداشت حقارت آمیز الفاظ میں (بہ مشابہ اعدائے دین) تذلیل وتوہین کر کے ارضِ بیت اللہ کو عبادت کی روح سے ہی خارج اور محروم بتلانے والا اور منتظمینِ کعبہؐ کی شان میں خالص اپنے ہی عیوب اور اپنی ہی اسلام فروشی اور قرآن فروشی اور دین فروشی کا عکس تھوپ کر اُن کی شانِ مقدس میں بنارس اور ہردوار کے پنڈتوں اور جوگیوں کے توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے والا اور حج بیت اللہ کے فضائل ومناسک کی تبلیغ وتلقین کرنے والے علماء کرام کی شان میں ذلیل ورکیک بلکہ واجب التعزیر الفاظ میں دریدہ دہنی کرنے والا کیا دشمنِ اسلام مفسدِ دین وایمان، بدلگام اور فتّینِ اعظم نہیں ؟

(۹) پیغمبرِ خدا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی وضع قطع، لباس و تمدن اور طرزِ معاشرت اختیار کرنے کو محض ڈرامے کی حیثیت بتلا کر سنتِ نبوی اور اسوۂ رسولؐ سے روگردانی اور آثارِ صحابہ کے انکار کا فتنہ کھڑا کرنے والا کیا مخربِ اسلام اور مفسدِ دین دایمان نہیں؟ اور کیا شعارِ اسلام اور سنتِ رسولؐ کا کھلا دشمن نہیں؟

(۱۰) کنزالدقائق، ہدایہ، بدائع اور عالمگیری وغیرہ فقہ کی تمام کتب سے نفرت دلا کر قرآن و سنتِ رسولؐ کی تعلیم کے لیے تمام سابقہ تفسیروں اور احادیثِ نبوی کے ذخیروں کو بلا استثنار بیکار قرار دے کر قرآن کریم کو بغیر کسی استاد و تفسیر محض بہ نظرِ غائر مطالعہ کیے ہوئے پروفیسر کو ہی تعلیم قرآن اور روحِ اسلام سمجھانے کے لیے کافی بتلانے والا کیا مخربِ اسلام، منکرِ حدیث، مفسدِ دین و ایمان نہیں؟ اور کیا علماءِ امت کا دشمن اور مغربی مبلغ نہیں؟ اور کیا ملتِ اسلامیہ کی تاریخ میں مودودی کی اس حمیتِ جاہلیہ کی اس سے بدتر بھی کوئی مثال مل سکتی ہے؟

ضروری وضاحت اور چیلنج

مندرجۂ بالا قائم کردہ الزامات سے متعلق مودودی صاحب کی کتابوں کے اقتباسات انتہائے طوالت کے پیشِ نظر بالاختصار مگر بغیر کسی ترمیم و تنسیخ ان کے اصل مفہوم کے مطابق پیش کرتا ہوں۔ البتہ انکے حوالجات مکمل اور نہایت واضح تفصیل کے ساتھ معہ عنوانات پیش کر رہا ہوں تاکہ ناظرین حضرات بہ آسانی مودودی صاحب کی کتابوں اور رسالوں میں اصل عبارتوں کو سیاق و سباق کے ساتھ پڑھ کر اور ملا کر اطمینان اور یقین حاصل کر سکیں کہ فی الحقیقت یہ پیش کردہ عبارتیں مودودی صاحب کی ہی اصل عبارتوں، اور ان کے مفہوم کے عین مطابق ہی بغیر کسی

ترمیم و تنسیخ درج کی گئی ہیں۔ اور مسٹر مودودی کی دائمی شاطرانہ پہلوتہی کا بھانڈا پھوڑنے اور پردہ چاک کرنے کے لیے ببانگ دہل کھل کر (بتائید حق) چیلنج بھی کرتا ہوں کہ مسٹر مودودی اگر بحالت موجودہ خود (جیسا کہ اُن کو اجازت حاصل ہے) یا کسی کی دساطت سے یا رہائی کے بعد تین ماہ کے اندر اندر میری اس کتاب میں پیش کردہ ماخوذ اقتباسات کو اپنی اصل عبارتوں کے خلاف یہ ثابت کر دیں کہ میری عبارتوں کو توڑ موڑ کر پیش کیا گیا ہے یا عبارتوں کو اُن کے مفہوم کے خلاف[1] پیش کیا گیا ہے تو اُن کو ہر ایسے مسخ شدہ اقتباس پر ایک ایک ہزار روپیہ علی الاعلان جلسۂ عام میں حاصل کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہوگا۔ آؤ میدان میں اور کرو تردید اگر حق و صداقت اور ایمان و دیانت کا کوئی ذرہ یا شائبہ سینے میں موجود ہے!

(مرتب)

الزام ۱ معہ استدلال و تشریحات

"پیغمبرانہ منصب کو چیلنج کر کے من گھڑت قاعدے کلیوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود توڑ کر موجودہ دور میں شرابیوں کو دُرّوں کی اور زانیوں کو سنگسار کرنے کی، چوروں کو ہاتھ کاٹ دینے کی قرآنی سزاؤں کو نعوذ باللہ ظلم اور دوہرا ظلم قرار دینے اور ان کے نفاذ کو ناقابلِ عمل ثابت کرنے والے مخرب اسلام اور مفسدِ دین کو کون سے اسلامی اور شرعی قاعدے یا لالچ یا خوف یا مصلحت کے تحت مسلمان سمجھا جا سکتا ہے؟ اور عالمِ اسلام کا وہ کون سا عالم یا مفتیٔ دین ہے جو قرآنی حدود کو ظلم اور ان کے نفاذ کو ناقابلِ عمل کہنے والے گمراہ اور فتنۂ اعظم کو مسلمان کہہ سکتا ہے؟

مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ۝

(تفہیمات جلد دوم صفحہ ۲۸۰ بعنوان قطع ید اور دوسرے شرعی حدود)

(۲) تعزیرات کے باب میں سب سے پہلے اس قاعدے کلیے کو ذہن نشین کر لینا

---

[1] سہوِ کتابت اس اعلان سے مستثنیٰ سمجھا جائے۔ ۱۲

چاہیے کہ ہاتھ کاٹنے کی سزا اور دوسری شرعی حدیں صرف اسی جگہ نافذ کرنے کے لیے مقرر کی گئی ہیں جہاں مملکت کا نظم و نسق اسلامی اصولوں پر ہو اور تمدن و معاشرت کی ترتیب و تنظیم اسی طرز پر کی گئی ہو جو اسلام نے تجویز کیا ہے۔ اسلام کے اصول اور قوانین ناقابلِ تجزیہ ہیں۔ یہ صحیح نہیں کہ بعض اصول اور قوانین تو نافذ کیے جائیں اور بعض کو چھوڑ دیا جائے۔ (مودودی)

سب سے پہلے تو اس سلسلے میں (نعوذ باللہ) ابوالانبیاء صاحب مودودی سے یہ بات دریافت طلب ہے کہ کیا قرآن کریم کے احکام میں کہیں کوئی قاعدہ کلّیہ شارعِ اسلام رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پیش کیا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا جناب کا درجہ اور منصب نعوذ باللہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بلند و بالا نہیں ہوا؟ جبکہ قاعدے کلّیوں کے ذریعہ احکامِ خداوندی میں بھی تغیر اور تبدل کر دینے کے خصوصی اختیارات جناب والا کو حاصل ہیں! یا عالمِ اسلام میں تجدید و احیائے دین اور اقامتِ دین کی اہم ترین ضرورتوں کے لیے جناب والا کو ہائی اسٹینڈرڈ پیمانے پر فل پاور ماڈرن ٹائپ مجدد اور نیو اسٹائل مہدی بنا دیے جانے کے باعث قرآنی احکام میں ترمیم و تنسیخ کر دینے کے یہ ضروری اور خصوصی اختیارات تفویض فرمائے گئے ہیں؟

دوسری بات قابلِ استفسار یہ ہے کہ کیا کسی انجمن یا جماعت کی طرف سے کسی صوبائی یا قومی اسمبلی میں کہیں کوئی ایسی تجویز یا تحریک پیش ہوئی تھی کہ تمام فواحش اور منکرات اور صنفی محرکات اور غیر شرعی دستور اور ظالم سوسائٹیاں تو بجنسہٖ قائم اور جاری رکھی جائیں لیکن صرف زانیوں کو سنگسار کرنے اور چوروں کو ہاتھ کاٹ دینے اور شرابیوں کو دُرّے لگانے کی ان تین قرآنی سزاؤں کو ہی لازمی طور پر نافذ اور واجب العمل قرار دیا جائے؟ یا بغیر کسی تفصیل، محض بعض اصول و قوانین نافذ کرنے اور بعض کو چھوڑ دینے کا کسی جگہ کوئی مطالبہ یا احتجاج کیا گیا تھا جو جناب کو یہ قاعدہ کلّیہ اختراع فرمانے اور ذہن نشین کرانے کی زحمت گوارا کرنی پڑی۔

تیسری بات یہ بھی استفسار طلب ہے کہ شاہ سعود نے یہ تینوں قرآنی اور شرعی سزائیں

بھی ایسے گندے حالات میں خلافِ قاعدہ کیوں نافذ کی ہوئی ہیں کہ جہاں آپ کے اِلزام کے مُطابق نہ اِسلام کا علم ہے، نہ اسلامی اخلاق نہ اِسلامی زندگی بلکہ ہرطرف جہالت، گندگی، طمع، بے حیائی، دنیا پرستی، بداخلاقی، بدانتظامی اور عام باشندوں کی ہرطرح کی گری ہوئی حالت نظر آتی ہے[۱] یعنی ہندوستان اور پاکستان سے بھی کہیں زیادہ گرا ہوا معاشرہ سعودی عرب میں موجود ہے تو کیا جناب کی غم خواری کے مُطابق وہاں کے عام لوگوں کی پیٹھیں روزانہ کوڑوں سے داغدار کی جاتی ہیں؟ اور کیا وہاں ہزاروں لوگوں کے روزانہ ہاتھ کاٹے جارہے ہیں؟ اور کیا وہاں سینکڑوں آدمیوں کو روزانہ سنگسار کیا جاتا ہے؟ اگر نہیں تو جناب کا یہ قاعدہ کلّیہ لغو و لایعنی اور مخربِ اسلام کیوں نہیں؟ (مرتّب)

(تفہیمات جلد دوم ص۲۸۱ بعنوان قطع ید اور دُوسرے شرعی حدود)

(۳) جہاں ہرطرف بے شمار صنفی محرکات پھیلے ہوئے ہوں اور ازدواجی رشتے کے بغیر خواہشات کی تسکین کے لیے ہر قسم کی سہولتیں بھی موجود ہوں، جہاں معیارِ اخلاق بھی "اتنا پست ہو کہ ناجائز تعلقات کو کچھ بہت معیوب نہ سمجھا جاتا ہو" ایسی جگہ زنا اور قذف کی شرعی حد جاری کرنا بلاشُبہ ظلم ہوگا۔ اس لیے کہ وہاں ایک معمولی قسم کے معتدل مزاج اور سلیم الفطرت آدمی کا بھی زنا سے بچنا مشکل ہے، اور ایسے حالات میں کسی شخص کا مبتلائے گناہ ہونا یہ نتیجہ نکالنے کے لیے کافی نہیں ہے کہ وہ غیر معمولی قسم کا اخلاقی مجرم ہے۔ رجم اور کوڑوں کی سزا درحقیقت ایسے گندے حالات کے لیے اللہ نے مقرر ہی نہیں کی ہے۔

(مودودی)

واضح مطلب یہ ہے کہ رجم اور کوڑوں کی سزا اللہ نے صرف نیک لوگوں اور نیکوں کے

---

[۱] اگلے صفحات میں اقتباس ۳۵ معہ تبصرہ ملاحظہ فرمائیے۔

زمانے میں محض بزرگوں اور اولیاء اللہ لوگوں کے لیے ہی مقرر فرمائی ہیں۔ (مرتب)

(مطابق بحوالہ بالا ص ۲۸۱ تا ص ۲۸۲)

(۴) حقیقت میں ہاتھ کاٹنے کی سزا اس ظالم سوسائٹی کے لیے مقرر ہی نہیں کی گئی ہے جس میں سُود جائز ہو، زکوٰۃ متروک ہو، انصاف قیمتاً فروخت کیا جاتا ہو، ٹیکسوں کی بھرمار سے ضروریاتِ زندگی نہایت گراں ہوگئی ہوں اور تمام ٹیکس چند مخصوص طبقوں کے لیے سامانِ عیش فراہم کرنے پر صرف ہوتے ہوں ایسی جگہ تو چوری کے لیے ہاتھ کاٹنا ہی نہیں بلکہ قید کی سزا بھی بعض حالات میں ظلم ہوگی .... (آگے چل کر زانیوں کی غم خواری میں مودودی صاحب رقمطراز ہیں) کہ اگر ان حالات میں اسلامی قانون فوجداری رائج کر دیا جائے تو شائد کوئی پیٹھ بھی کوڑوں سے نہ بچ سکے، ہزارہا آدمیوں کے ہاتھ روزانہ کٹنے لگیں، اور ہر روز سینکڑوں آدمی سنگسار کیے جائیں۔

(مودُودی)

بظاہر عقل کا تقاضا تو یہ تھا کہ مودُودی صاحب بجائے ظلم لکھنے کے یہ لکھتے کہ ایسے حالات میں ایک ہاتھ ہی نہیں، دونوں ہاتھ کاٹ دینے کی سزا دینا ضروری ہے تو عین ممکن تھا کہ کچھ عقلیں تسلیم بھی کر لیتیں! مگر جہاں اکثریت کو راضی اور خوش رکھنے اور ہموار رکھنے کا ہی پروگرام بن رہا ہو اور حصولِ اقتدار کے لیے ووٹ حاصل کرنے کی ہی مہم اور اسکیم پیشِ نظر ہو وہاں کسی دُوسری سطح پر کیسے سوچا جا سکتا ہے اور کیونکر زانیوں، شرابیوں اور چوروں کی حوصلہ شکنی کرکے ان کو اپنے سے ناراض اور بیگانہ بنایا جا سکتا ہے؟

زانیانِ اسلامستان	بادہ نوشانِ اسلامستان
زندہ باد	زندہ باد
سارقانِ اسلامستان	شرابیوں، زانیوں اور چوروں کے رہنما
زندہ باد	زندہ باد

الزام ۲ معہ استدلال و تشریحات

"سورۃ البقر کی ۲۹ ویں، سورۃ بنی اسرائیل کی ۴۴ ویں، سورۃ حم سجدہ کی ۱۲ ویں اور سورۃ الملک کی تیسری اور سورۃ نوح کی ۱۵ ویں آیات شریف اور دیگر بے شمار ہم معنیٰ آیات قرآنی کے معانی اور مستند مفہوم و تفسیر میں صریح تحریف کر کے سات آسمانوں کے مسلّمہ اور متفقہ عقیدے میں ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد امّت محمّدیہ میں پہلی بار اختلاف اور فتور پیدا کرنے والا اور سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی متعدّد احادیث صحیحہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ واقعہ معراج کی تفصیل کو ٹھکرا کر ملحدینِ زمانہ کی کھلی تائید کرنے والا کیا مخرب اسلام، مفسدِ دین اور فتّینِ اعظم نہیں؟

مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؀

(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۶۱ حاشیہ ۳۴)

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ (سورۃ البقر ۲۹ ویں آیت شریف)

(۵) پھر اوپر کی طرف توجّہ فرمائی اور سات آسمان[۳۴] استوار کیے (ترجمہ مودودی)

۳۴ سات آسمانوں کی حقیقت کیا ہے اُس کا تعین مشکل ہے۔ انسان ہر زمانے میں آسمان، یا بالفاظ دیگر ماورائے زمین کے متعلق اپنے مشاہدات یا قیاسات کے مطابق مختلف تصوّرات قائم کرتا رہا ہے جو برابر بدلتے رہے ہیں۔ لہٰذا اُن میں سے کسی تصوّر کو بنیاد قرار دے کر قرآن کے ان الفاظ کا مفہوم متعین کرنا صحیح نہ ہوگا۔ بس مجملاً اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ یا تو اس سے مراد یہ ہے کہ زمین سے ماوریٰ جس قدر کائنات ہے اسے اللہ نے سات محکم طبقوں میں تقسیم کر رکھا ہے یا یہ کہ زمین اُس کائنات کے جس حلقے میں واقع ہے وہ سات طبقوں پر مشتمل ہے۔ (تفسیری حاشیہ مندرجہ بالا مودودی)

ماڈرن مجدّد صاحب مودودی خط کشیدہ عبارت سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ قرآن کے ان الفاظ سے آسمان یا آسمانوں کی تعداد کا تعین کسی مفسّر نے انسان کے قیاسی تصوّرات کو بنیاد قرار دے کر کیا ہے یعنی قرآن کے ان الفاظ سے آسمان یا آسمانوں کی تعداد کا تعین ثابت نہیں ہو رہا ہے۔ نعوذ باللہ اس ضلالت، بے راہروی، کورپن جہالت اور اس عظیم جسارت کو ملاحظہ فرمائیے، قرآن کریم کے واضح اور صریح مفہوم کو "مجمل" تصوّر کرا کر اور ناقابلِ فہم، لغو، لایعنی اور مہمل عبارت لکھ کر خواہ مخواہ ذہنوں کو شکوک اور اُلجھنوں میں مبتلا کرا رہا ہے۔ بھلا قرآن کے ان الفاظ یا اس کے ترجمے سے ماڈرن مجدّد مسٹر مودودی کی اس لایعنی تفسیری عبارت کا کوئی جوڑ یا کوئی تعلق معلوم ہوتا ہے؟ یا مودودی کی اس تفسیری عبارت کا آیت کے ترجمے سے غیر متعلق ہی کوئی بامعنی مفہوم نکلتا ہے؟ یا محض ملّا آں باشد کہ چپ نہ شود کے مصداق منشی آں باشد کہ ضرور میئویسد والی بات تو نہیں ہے کہ لکھو چاہے کچھ بھی لکھو کوئی یہ نہ کہدے کہ منشی جی نے یہاں کچھ نہیں لکھا۔ لیجیے اسی مفہوم کی چند واضح آیتیں معہ ترجمہ پیش کرتا ہوں، جن کو پڑھنے کے بعد زمین و آسمان وغیرہ کی ترتیبِ تخلیق میں محض تقدیم و تاخیر کا کچھ ابہام سا معلوم ہوتا ہے، مگر آسمانوں کے مفہوم میں قطعاً کسی قسم کا کوئی اجمال یا ابہام نہیں کہا جا سکتا۔

(۱) اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ
(سورۃ یونس آیت ۳)

بلاشبہ تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا، اور وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے

(۲) تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ
(بنی اسرائیل آیت ۴۴)

اُس کی پاکی بیان کر رہے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جتنے اُن میں موجود ہیں۔

(۳) فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ

سو دو[۲] روز میں اُس کے سات آسمان بنا دیے

وَاَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَھَا ؕ وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ○ (سورۃ حٰمٓ سجدہ آیت ۱۲)

اور ہر آسمان میں اُس کے مناسب اپنا حکم بھیج دیا۔ اور ہم نے اس قریب والے آسمان کو ستاروں سے زینت دی اور اُس کی حفاظت کی۔ یہ تجویز زبردست واقف الکل کی ہے۔

(۴) اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ (سورۃ الملک آیت ۳)

جس نے سات آسمان اُوپر نیچے پیدا کیے۔

(۵) اَلَمْ تَرَوْا کَیْفَ خَلَقَ اللّٰہُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ○ (سورۃ نوح آیت ۱۵)

کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان اوپر نیچے پیدا کیے۔

ان پانچوں آیاتِ مبارک کو کسی تفسیری ترجمے والے قرآن کریم میں اوّل آخر آیات کی بھی تفسیر اور ترجمہ کے ساتھ پڑھیے تاکہ ابوالاختلاف صاحب مودُودی کی کج عقیدگی اور کج علمی اور کج فہمی کا مزید انکشاف ہو سکے۔

پھر غور فرمائیے مودُودی صاحب کی تفسیری عبارت کو ان آیات سے کوئی تفسیری نسبت ہے قرآن تو صاف اور صریح الفاظ میں کہتا ہے کہ اللہ نے سات آسمان بنائے اور مودُودی صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن کے الفاظ کا مفہوم متعیّن کرنا صحیح نہ ہو گا۔ بس مجملاً سمجھ لینا چاہیے کہ زمین کے علاوہ جس قدر کائنات ہے اللہ نے اسے سات محکم طبقوں پر تقسیم کر رکھا ہے۔ ابوالمفسر صاحب مودُودی نے اپنی اس تفسیری مجمل عبارت سے جو مجملاً سمجھنے کا ایک اجمالی درس دیا ہے۔ اُس سے انہوں نے اپنی ضلالت اور بے راہروی و بدعقلی اور کج فہمی کے کیسے کیسے عجیب و غریب کمالات و رموز و نکات کے دریا بہائے ہیں کہ اب اُس کے بعد کسی مزید توضیح یا استدلال کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ کیا سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا سفر معراج میں ہر آسمان پر علیحدہ علیحدہ انبیاء علیہم السلام سے مُلاقات کرنے کا تفصیلی بیان بھی آسمانوں کے وجود اور اُن کی تعداد کے تعیّن کے لیے کافی نہیں؟ کیا اُس کے بعد بھی کسی صاحبِ ایمان مومن کے قلب و دماغ

میں آسمانوں کے طبقات کے تعین اور اُن کے وجود میں شک و شبہ کرنے کا داعیہ پیدا ہو سکتا ہے ؟ اور کیا اُس کے بعد بھی کسی دُوسرے تصوّر کا سُننا کوئی صاحب ایمان مومن گوارا کر سکتا ہے ؟ اگر نہیں تو پھر فیصلہ کیا جائے کہ آیا ابوالاختلاف صاحب مودودی کے سینے میں ایمان کا کوئی ذرّہ ہے ؟ اگر نہیں تو پھر ایسے بے ایمان کی ہفوات کو کیسے خاموشی سے گوارا کیا جا سکتا ہے ؟

الزام ۳ معہ استدلال و تشریحات

" سُورۃ البقر کی ۶۳ ویں ۹۳ ' سُورۃ النساء کی ایک سو ۵۵ ویں ' سُورۃ اعراف کی ایک سو ۷۱ ویں آیاتِ شریف کی تفسیر میں قرآنی مطالب اور مفہوم کے صریح خلاف اور تمام علمائے جمہور کی متفقہ تفاسیر اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیان کردہ روایات اور توضیحات کے خلاف بغیر کسی حوالہ و استدلال دینیہ رفع طُور کا بصورتِ دجل انکار کرنے والا کیا مخربِ اسلام مفسدِ دین و ایمان اور فتنِ اعظم نہیں ؟

مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۝

(تفہیم القرآن ج ۱ ص ۸۳ معہ تفسیری حاشیہ ۸۱ سورۃ البقر آیت ۶۳)

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ۶۳

(۶) یاد کرو وہ وقت ' جب ہم نے طور کو تم پر اٹھا کر تم سے پختہ عہد لیا تھا اور کہا تھا[۸۱] کہ " جو کتاب ہم تمہیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی کے ساتھ تھامنا اور جو احکام و ہدایات اس میں درج ہیں انہیں یاد رکھنا۔ اسی ذریعہ سے توقع کی جا سکتی ہے کہ تم تقوے کی روش چل سکو گے "۔ (ترجمہ مودودی)

[۸۱] اس واقعہ کو قرآن میں مختلف مقامات پر جس انداز سے بیان کیا گیا ہے اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اُس وقت بنی اسرائیل میں یہ

ایک مشہور و معروف واقعہ تھا۔ لیکن اب اُس کی تفصیلی کیفیت معلوم کرنا مشکل ہے بس مجملاً یوں سمجھنا چاہیے کہ پہاڑ کے دامن میں میثاق لیتے وقت ایسی خوفناک صورتِ حال پیدا کر دی گئی تھی کہ اُن کو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا پہاڑ اُن پر آپڑے گا۔ (تفسیری حاشیہ مودودی)

(تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۹۴ تا ۹۵ معہ حاشیہ ۱۳۲ سورۃ اعراف آیت ۱۷۱)

وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ ۚ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ع (سورۃ اعراف آیت ۱۷۱)

(۷) انہیں وہ وقت بھی کچھ یاد ہے جبکہ ہم نے پہاڑ کو ہلا کر اُن پر اس طرح چھا دیا تھا کہ گویا وہ چھتری ہے اور یہ گمان کر رہے تھے کہ وہ اُن پر آپڑیگا اور اس وقت ہم نے اُن سے کہا تھا کہ جو کتاب ہم تمہیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی کے ساتھ تھامو اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اسے یاد رکھو، توقع ہے کہ تم غلط روی سے بچے رہو گے ع ۱۳۲ (ترجمہ مودودی)

۱۳۲ اشارہ ہے اُس واقعہ کی طرف جو موسیٰ علیہ السلام کو شہادت نامے کی سنگین لوحیں عطا کیے جانے کے موقع پر کوہِ سینا کے دامن میں پیش آیا تھا۔ بائیبل میں اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے :۔

" اور موسیٰ لوگوں کو خیمہ گاہ سے باہر لایا کہ خدا سے ملائے اور پہاڑ کے نیچے آ کھڑے ہوئے اور کوہِ سینا اوپر سے نیچے تک دھوئیں سے بھر گیا کیونکہ خداوند شعلہ میں ہو کر اس پر اُترا اور دھواں تنور کے دھوئیں کی طرح اوپر کو اٹھ رہا تھا اور وہ سارا پہاڑ زور سے ہل رہا تھا۔"

(خروج ۱۹ : ۱۷-۱۸)

اس طرح اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل سے کتاب کی پابندی کا عہد لیا

اور عہد لیتے ہوئے خارج میں اُن پر ایسا ماحول طاری کر دیا جس سے

اُنہیں خدا کے جلال اور اُس کی عظمت اور برتری اور اس کے عہد کی اہمیت کا پورا پورا احساس ہو اور وہ اس شہنشاہِ کائنات کے ساتھ میثاق استوار کرنے کو کوئی معمولی سی بات نہ سمجھیں اس سے یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ وہ خدا کے ساتھ میثاق باندھنے پر آمادہ نہ تھے اور اُنہیں زبردستی خوف زدہ کر کے اس پر آمادہ کیا گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ سب کے سب اہلِ ایمان تھے اور دامنِ کوہ میں میثاق باندھنے ہی کے لیے گئے تھے، مگر اللہ تعالےٰ نے معمولی طور پر ان سے عہد و اقرار لینے کے بجائے مناسب جانا کہ اس عہد و اقرار کی اہمیت ان کو اچھی طرح محسوس کرا دی جائے تاکہ اقرار کرتے وقت انہیں یہ احساس رہے کہ وہ کس قادرِ مطلق ہستی سے اقرار کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ بد عہدی کرنے کا انجام کیا کچھ ہو سکتا ہے۔ (تفسیری حاشیہ مودودی)

دونوں آیتوں کا ترجمہ اور دونوں تفسیری حاشیے اور خط کشیدہ سطور بغور پڑھیے تو ابُوالفتر صاحب مودُودی کا باطل اور گمراہ کُن نظریہ خود بخود جھلک اُٹھے گا۔ ترجمے میں الفاظ کے معانی کو مودُودی صاحب نے بدل ڈالنے کی بڑی حد تک کوشش کی مگر اپنی منشا کے مطابق خاطر خواہ کام نہ چلا سکے اور چونکہ صراحتاً معانی بدل ڈالنے کے نتائج سے واقف تھے اِس لیے خائف ہو کر ترجمے میں صرف ہیر پھیر پر ہی اکتفا کرنا پڑا اور کلّی طور پر مودُودی صاحب اپنا ملحدانہ نظریہ ترجمے میں پیش کرنے سے قاصر و عاجز رہے۔ اِس لیے کہ کوہِ طور کا اپنی جگہ سے اٹھ کر محاذات میں معلق بصورتِ چھت اور سائبان ہو جانا قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر صاف اور صریح واضح ترین الفاظ میں بیان کیا گیا ہے لیکن پھر بھی مودُودی صاحب نے باوجود صحابۂ کرامؓ کی روایات اور عرب و عجم کی تمام بڑی سے بڑی اور مستند تفاسیر کی واضح اور مفصّل تصریحات کے اپنے تفسیری حاشیے میں قرآنِ کریم کے اصل مفہوم کو بائیبل کی غیر محفوظ روایات کا سہارا لے کر کافی

حد تک مجمل بنانے اور ثابت کرنے کی کوشش کی۔ مودودی صاحب کی تفسیر میں اکثر استدلال بائیبل اور تورات وغیرہ جیسی غیر محفوظ اور منسوخ و مسخ شدہ کتب کے درج ملیں گے۔ احادیث سے تو بہ امر مجبوری ہی جبکہ اپنے کسی مسلک اور نظریے کو تقویت ہی احادیث سے ملتی ہو تو ایسی جگہ احادیث سے استدلال پیش فرمائیں گے ورنہ کیا مجال کہ حدیث یا صحابۂ کرام کی کسی روایت کو پیش کر دیں جیسا کہ کوہِ طور کو اٹھائے جانے، سائبان اور چھت کی صورت میں بلند اور معلق ہو جانے کے استدلال کے لیے احادیثِ رسول سے اعراض اور انحراف کیا اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایتوں سے اجتناب کیا اور تاریخ اسلام کے بڑے بڑے عظیم المرتبت مفسرین کے اقوال سے گریز کیا۔ اور بے چارے مفسرین کے اقوال کو ٹھکرانا تو مودودی صاحب کی صرف فطرتِ ثانیہ ہی نہیں بلکہ عین مذہب اور عقیدۂ خاص ہے اور اپنی جماعت کا، جس کے ساتھ لفظِ اسلامی بھی لگایا ہوا ہے اُس کا تو در پردہ نصب العین ہی یہی ہے کہ تمام پرانی تفسیروں اور احادیث کے ذخیروں کا جس طرح ہو سکے قلع قمع اور خاتمہ کرایا جائے! اور اسلام اور ملتِ اسلامیہ کے عقائد اور ایمانوں کو مودودی کے دریائے تجدد و تجزّی میں غسل دے کر ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کی اسلامیت اور ایمانیت کی پرانیت اور اُس کی زنگ آلودگیت دھو ڈالی جائے اور امریکی اور فرنگی نیو اسلام ساز فیکٹریوں میں اسلام اور پرانے ایمانوں پر تجدید و احیاء کا نکل کرا کر صاف ستھرا اور چمک دار قابلِ قبول نیو ٹائپ اسلام تمام عالم میں قلم فروشی کے ذریعہ پھیلایا جائے!

الزام ۴ معہ استدلال و تشریحات

"سورۃ آلِ عمران کی ۳۷ ویں آیت شریف کے ترجمے میں (فصاحت و بلاغت کا لامتناہی گھمنڈ رکھنے کے باوجود) گستاخانہ اور بھونڈا لب و لہجہ اور بے ہودہ اندازِ بیان اختیار کر کے اس کی تفسیر میں حضرت مریم علیہا السلام کے سرپرست حضرت زکریا علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرنے والا کیا مخربِ اسلام و مفسدِ دین اور فتنۂ اعظم نہیں؟"

مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ۝

اس جگہ سب سے پہلے ابوالمفسّرِ صاحب مودُودی کی تفسیر تفہیمُ القرآن کے اُس مقدس اور معظّم دیباچے کا وہ ابتدائی عظیم حصّہ بطور اقتباس پیش کرتا ہوں جس میں ابوالمفسّرین صاحب مودودی نے اپنے تفسیر و ترجمہ لکھنے کا اصل سبب بیش فرمایا ہے۔ یہ ایک ناقابلِ انکار اور صحیح حقیقت ہے کہ اس مقدس اقتباس کو پڑھنے کے بعد ہر شخص یقیناً یہی محسوس کرے گا کہ مودُودی صاحب کا ترجمہ نہ صرف روانی عبارت، زورِ بیان، بلاغتِ زبان اور تاثیرِ کلام کا ہی ایک نادر اور عدیم المثال نمونہ ہوگا بلکہ اُن کا ترجمہ ایک ایسی جاندار عبارت کا بھی حامل ہوگا کہ جس کو پڑھتے ہی پڑھنے والے کی رُوح پر وجد طاری ہو جائے گا، رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے، آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں گے اور اُس کے جذبات میں ایک طوفان برپا ہو جائے گا۔ اور اس کو یہ محسوس ہونے لگے گا کہ جیسے کوئی چیز اُس کی عقل و فکر کو تسخیر کرتی ہوئی قلب و جگر کو چیرتی چلی جا رہی ہو بلکہ مودُودی صاحب کا ترجمہ پڑھ کر ہی اس بات کا یقین ہو گا کہ واقعی یہی ہے وہ کتاب جس کی نظیر لانے کے لیے دنیا بھر کو چیلنج دیا گیا تھا کیونکہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کی تند و تیز اسپرٹ بھی ابوالمفسّرِ صاحب مودُودی کے ترجمہ میں بدرجۂ اتم چھلک اور دمک رہی ہوگی۔

(دیباچہ تفہیمُ القرآن جلد اوّل صـ۶)

(۸) جو مقصد میں نے اس (تفہیم القرآن کے) کام میں اپنے سامنے رکھا ہے وہ یہ ہے کہ ایک عام ناظر اس کتاب کو پڑھتے ہوئے قرآن کا مفہوم و مدعا بالکل صاف صاف سمجھتا چلا جائے اور اس سے وہی اثر قبول کرے جو قرآن اس پر ڈالنا چاہتا ہے۔ نیز دورانِ مطالعہ میں جہاں جہاں اسے الجھنیں پیش آسکتی ہوں وہ صاف کر دی جائیں اور جہاں کچھ سوالات اُس کے ذہن میں پیدا ہوں اُن کا جواب اسے بروقت مل جائے یہ میری کوشش ہے اب اس امر کا فیصلہ عام ناظرین ہی کر سکتے ہیں کہ میں اس میں

کہاں تک کامیاب ہوا ہوں۔ (مودودی)

اس کے بعد ابوالمفسرؔ صاحب مودودی آگے چل کر مزید وضاحت کے بعد اصل سبب پیش فرماتے ہیں، ذرا غور سے پڑھیے۔

(دیباچہ تفہیم القرآن جلد اوّل صٹ)

(۹) کچھ ضروری باتیں ایسی ہیں جو لفظی ترجمے سے پوری نہیں ہوتیں اور نہیں ہو سکتی ہیں۔ انہی کو میں نے ترجمانی کے ذریعہ پورا کرنے کی کوشش کی ہے لفظی ترجمے کا اصل فائدہ یہ ہے کہ آدمی کو ہر ہر لفظ کا مطلب معلوم ہو جاتا ہے اور وہ ہر آیت کے نیچے اُس کا ترجمہ پڑھ کر جان لیتا ہے کہ اُس آیت میں یہ کچھ فرمایا گیا ہے لیکن اس فائدے کے ساتھ اس طریقے میں کئی پہلو نقص کے بھی ہیں جن کی وجہ سے ایک غیر عربی داں ناظر قرآن مجید سے اچھی طرح مستفید نہیں ہو سکتا۔ پہلی چیز جو ایک لفظی ترجمے کو پڑھتے وقت محسوس ہوتی ہے وہ روانیٔ عبارت، زورِ بیان، بلاغتِ زبان اور تاثیرِ کلام کا فقدان ہے۔ قرآن کی سطروں کے نیچے آدمی کو ایک ایسی بیجان عبارت ملتی ہے جسے پڑھکر نہ اُس کی رُوح وجد میں آتی ہے، نہ اُس کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، نہ اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں، نہ اُس کے جذبات میں کوئی طوفان برپا ہوتا ہے، نہ اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ کوئی چیز عقل و فکر کو تسخیر کرتی ہوئی قلب و جگر تک اترتی چلی جا رہی ہے اس طرح کا کوئی تأثر رونما ہونا تو درکنار، ترجمے کو پڑھتے وقت بسا اوقات آدمی یہ سوچتا رہ جاتا ہے کہ کیا واقعی یہی وہ کتاب ہے جس کی نظیر لانے کے لیے دُنیا بھر کو چیلنج دیا گیا تھا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظی ترجمے کی چھلنی صرف دوا کے خشک اجزاء ہی کو اپنے اندر سے گذرنے دیتی

ہے۔ رہی ادب کی وہ تند و تیز اسپرٹ جو قرآن کی اصل عبارت میں بھری ہوئی ہے، اس کا کوئی حصہ ترجمے میں شامل ہونے نہیں پاتا.........

آگے چل کر لکھتے ہیں :۔

(دیباچہ تفہیم القرآن جلد اوّل صنا/۱۱)

(۱۰) اسلوبِ بیان میں ترجمہ پن نہ ہو، عربی مبین کی ترجمانی اردوئے مبین میں ہو، تقریر کا ربط فطری طریقے سے تحریر کی زبان میں ظاہر ہو اور کلام الٰہی کا مطلب و مدعا صاف صاف واضح ہونے کے ساتھ اس کا شاہانہ وقار اور زورِ بیان بھی جہاں تک بس چلے ترجمانی میں منعکس ہو جائے۔ (مودودی)

لیجیے اب اس کے بعد ابوالمغرور صاحب مودودی کے ترجمے اور تفسیر کے اقتباسات پیش کرتا ہوں، ذرا خوب سنبھل کر اور سنبھال کر بغور پڑھیے اور پھر اپنے اور ہمارے تأثرات عوام تک پہنچا کر اللہ کے حضور سے اجرِ عظیم حاصل کیجیے۔ (مرتّب)

(تفہیم القرآن ص ۲۴۸/ج ۱ حاشیہ ۳۵ سورۃ آلِ عمران آیت ۳۷)

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يَٰمَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (سورۃ آلِ عمران آیت ۳۷)

(۱۱) زکریا[۳۵] جب کبھی اُس کے پاس محراب میں جاتا تو اس کے پاس کچھ نہ کچھ کھانے پینے کا سامان پاتا۔ پوچھتا مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ وہ جواب دیتی اللہ کے پاس سے آیا ہے، اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔ (ترجمہ مودودی)

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

یہ ہے وہ فصیح و بلیغ اور سلیس، آسمانی الفاظ کے مقابلے میں رُلا دینے والا، ہلا دینے والا، کون و مکان اور زمین و آسمان کو لرزا دینے والا، وجد آفرین اور پُر کیف ترجمہ، جس کا تفہیم القرآن کے دیباچے میں ڈھنڈورا پیٹا گیا تھا ؛ ع

تفو بر تو اے چرخِ گردوں تفو

لیجیے اس بھونڈے اور غلط ترجمے کی صحت اور فصاحت کا موازنہ کیجیے۔ یہ ایک قاعدہ ہے کہ ترجمہ کرنے کے لیے اور بالخصوص قرآنِ کریم کا بامحاورہ اور سلیس ترجمہ کرنے کے لیے ترجمے کی عبارت میں متن کے الفاظ کا نفسِ مفہوم اور ربطِ عبارت قائم رکھتے ہوئے بعض مقامات میں ضروری طور پر ایسے الفاظ کا اضافہ کرنا پڑتا ہے جو بظاہر تو متن کے الفاظ سے زائد معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ اضافی الفاظ ہی متن کے اصل الفاظ کے معنی اور مفہوم کی رُوح اور جزو ہوتے ہیں جس کو صرف و نحو اور ادب کے ماہر ہی خوب سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ بات قطعاً ناممکن ہے کہ ترجمے کی عبارت میں متن کے الفاظ کا ترجمہ بالکل ہی چھوڑ کر جملے کا اصل مفہوم اپنی تمام معنوی خصوصیات کے ساتھ واضح کیا جا سکے۔ لیکن فصیح اللسان، بلیغ الکلام، ابوالمترجم صاحب مودودی نے اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ کے ترجمے میں "اِنَّ" اور "یَرْزُقُ" کے معانی کو ساقط اور نظر انداز کر کے بھی قرآنِ کریم کے اصل الفاظ کی ادبی تند و تیز اسپرٹ کو ترجمے کی چھلنی سے گذار کر اپنے شارٹ کٹ اور طوفان انگیز ترجمے سے پڑھنے والوں کے رونگٹے کھڑے کر کے دکھا دیے! لیجیے اب اسی آیت شریفہ کا عالمِ اسلام کے ایک بڑے عالم کا کیا ہوا ترجمہ پیش کرتا ہوں پڑھ کر دونوں ترجموں کی صحت اور فصاحت کا موازنہ کیجیے :-

"جب کبھی حضرت زکریا ان کے پاس مخصوص مکان میں تشریف لے جاتے تو اُن کے نزدیک کچھ نہ کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے۔ فرماتے 'اے مریم! یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آئیں ؟ وہ کہتیں اللہ کے پاس سے آئیں۔ بیشک اللہ تعالٰے

جسے چاہتے ہیں بے اِستحقاق رزق عطا فرماتے ہیں۔ (ترجمہ سَلَف)

ان دونوں ترجموں کو بار بار غور سے پڑھیے اور صحت و فصاحت کا ایمانداری سے فیصلہ فرمائیے اس کے بعد اسی آیت شریفہ کا ابوالمفسِّر صاحب مودُودی کا تفسیری حاشیہ نمبر ۳۵ بھی ملاحظہ فرمائیے اور حضرت زکریا علیہ السلام کے نبوّت سے اخراج و انکار کا جدید تحقیقی اور عظیم نکتہ پڑھ کر اپنے خوابیدہ ایمان کو جِلا اور تازگی بخشیے۔ (مرتّب)

(حاشیہ متعلقہ اِقتباس ۱۲)

(۱۲) اب اس وقت کا ذکر شروع ہوتا ہے جب حضرت مریم سِنِّ رُشد کو پہنچ گئیں اور بیت المقدّس کی عبادت گاہ (ہیکل) میں داخل کر دی گئیں اور ذکرِ الٰہی میں شب و روز مشغول رہنے لگیں۔ حضرت زکریا جن کی تربیت میں وہ دی گئی تھیں غالباً رشتے میں ان کے خالو تھے اور ہیکل کے مجاوروں میں سے تھے، یہ وہ زکریا نبی نہیں ہیں جن کے قتل کا ذِکر بائیبل کے پُرانے عہد نامے میں آیا ہے۔ (تفسیری حاشیہ مودودی)

یہ ہے تفسیری حاشیہ جس میں ابوالمفسِّر صاحب مودودی نے علیٰ وجہ البصیرت نکات اور رموزِ قرآنی کے دریا بہائے ہیں اور شانِ نزول کی علیٰ وجہ البصیرت محقّقانہ توضیحات پیش فرمائی ہیں۔ اِنتہائی حیرت اور افسوس ہے کہ مودُودی صاحب اپنی اس لایعنی تفسیر پر کس قدر نازاں ہیں۔ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ تاریخ اِسلام میں کسی مفسّر نے بھی ایسی لغو، لایعنی اور مہمل تفسیر نہیں لکھی اور نہ کسی مفسّر نے اپنے دیباچے میں ایسے پُرغرور اور متکبّرانہ بلکہ ابلیس اعظم کو بھی شرما دینے والے الفاظ اِستعمال کیے ہیں۔ دیکھیے اسی آیت شریفہ کی تفسیر میں دُوسرے مفسّرین حضرات نے کیسے کیسے لطیف اور اچھُوتے انداز میں حضرت مریم علیہ السلام کی کرامت اور حق تعالےٰ کی طرف سے غیب سے رزق عطا فرمائے جانے کے تذکرے اور نعمتوں کے غیر فصلی ہونے کے نکات بیان کیے ہیں لیکن "ابُوالمفسّر"

صاحب مودودی اِن محیر العقول چیزوں کے بیان کرنے والے مفسّرین پر ایسے برستے اور بگڑتے ہیں کہ اگر ابُوالمغرور صاحب مودودی کا بس چل جائے تو ایسے نکات یا رموز بیان کرنے والوں کی گردنیں اُڑوا دیں! ثبوت کے لیے ملاحظہ فرمائیے تفہیمات جلد دوم کا مضمون بعنوان "بے اصل فتنے" جس میں حضرت یوسُف علیہ السلام کے شاہد کو بھی گہوارے کا بچّہ لکھنے والے مفسّرین پر جن میں بعض تابعین کے تو نام لکھ لکھ کر اور بعض صحابۂ کرام پر بغیر نام لیے لفظ "وغیرہم" کا سہارا لے کر ابوالمغرور صاحب مودودی ایسے سنگین اور دلخراش انداز میں برسے ہیں کہ اگر خدانخواستہ کہیں کسی جگہ سامنے نظر پڑ جاتے تو گردنیں ہی نہیں بلکہ ایک ایک کی کھال ہی کھچوا کر دم لیتے! لیجیے علی الترتیب اِن دونوں واقعات کی عبارتیں ملاحظہ فرمائیے اور ابُوالمغرور صاحب مودودی کے تحریری تیور بھی ملاحظہ فرمایئے۔ درسلف الصّالحین سے ابوالمغرور صاحب مودودی کی محبت اور اُنس کا بھی اندازہ لگائیے۔ (مرتّب)

(تفہیمات جلد دوم صفحہ ۱۳۴ بعنوان "بے اصل فتنے")

(۱۳) آیت کے الفاظ صرف یہ کہتے ہیں کہ "حضرت زکریّا جب کبھی حضرت مریم علیہا السلام کے پاس محراب میں جاتے تو ان کے پاس کچھ نہ کچھ کھانے کا سامان موجود پاتے اور جب حضرت مریم سے پُوچھتے کہ یہ کہاں سے آیا؟ تو وہ جواب دیتیں کہ خدا کے پاس سے"۔ اب رہا یہ امر کہ وہ کھانے کا سامان دراصل گرمی کا میوہ جاڑے میں اور جاڑے کا گرمی میں ہوتا تھا، تو یہ نہ قرآن میں مذکور ہے اور نہ کسی حدیثِ صحیح میں، بلکہ یہ قتادہ، عکرمہ، سعید بن جبیر اور ضحاک وغیرہم کا بیان ہے۔ تو کیا اب ان لوگوں کی رائے سے اختلاف کرنے والے بھی کافر بنائے جائیں گے؟ (مودودی)

کچھ توضیحات و تشریحات و استدلالی تفصیلات کے بعد آگے چل کر غیر فصلی میووں پر مزید فلسفیانہ مگر پُرجلال انداز میں روشنی ڈال کر گویا ہوتے ہیں:۔

(بحوالہ بالا صـ ۱۳۴ تا صـ ۱۳۵)

(۱۴) گرمی کا میوہ جاڑے میں اور جاڑے کا گرمی میں ملنا بجز خرقِ عادت کے
اور کون سی خوبی اپنے اندر رکھتا ہے؟ اللہ نے جو میوہ جس موسم میں پیدا
کیا ہے وہ اسی موسم کے لیے نعمت ہے، کیونکہ وہ اس موسم کی طبیعت
کے لحاظ سے پیدا کیا گیا ہے۔ دوسرے موسم میں اس میوہ کا ملنا عجوبہ
تو ہو سکتا ہے مگر نعمت نہیں۔ (مودودی)

کیا یہ غیر فصلی میووں کی فلسفیانہ مگر متعصبانہ اور لایعنی کھود کرید کسی ملتِ اسلامیہ کے فرد کو زیب دیتی ہے؟ یہ ہے "جناب قبلہ حضرت مولانا مولوی" ملا مودودی صاحب کا شستہ و شائستہ اندازِ تحریر اور مہماتِ امورِ دینیہ کا ایک عالمانہ اور محققانہ نمونہ، کہ غیر فصلی میووں کے عظیم الشان نکتے کو (بلا وجہ محض سلف الصالحین اور صحابۂ کرام سے بغض و عناد کے باعث) ٹھکرا کر کتنے گرے ہوئے لب و لہجے میں لکھتے ہیں کہ "کیا اب ان "لوگوں" کی رائے سے اختلاف کرنے والے بھی کافر بنائے جائیں گے" جیسے شاید یہ قتادہ اور عکرمہ یہ سعید بن جبیر اور یہ ضحاک وغیرہم میکلوڈ روڈ یا مال روڈ کے کوئی دکاندار ہیں جو اُن سے اختلاف رکھنے پر کافر بنا دیے جانے کے خطرے یا شبے میں تعزیری استفسار ہو رہا ہے۔ میں ابو النقاد صاحب مودودی سے پوچھتا ہوں کہ کیا صرف وہی امور قابلِ اجتناب یا قابلِ گرفت ہوتے ہیں کہ جن کے ارتکاب سے انسان کافر ہو جاتا ہے؟ اچھا لیجیے ذرا قلب و نظر کو وسیع کر کے معقولیت کے ساتھ جواب دیجیے کہ اگر جناب کی جماعت کا کوئی صالح رُکن جناب کے چہرہ مبارک پر برسرِ عام تھوک دے اور جناب کی ناک پکڑ کر ایک دو طمانچے بھی اِدھر اُدھر رسید کر دے تو کیا جناب اور جناب کے دیگر صالحین و قانتین جماعتی افراد اپنے اُس طمانچے باز صالح رُکن کی اس حرکتِ قبیحہ کے ارتکاب پر کوئی نوٹس نہیں لیں گے۔ اس لیے کہ اُس نے کوئی کفریہ ارتکاب نہیں کیا؟ اب ابو النقاد صاحب مودودی کے جلال و غضب کا دوسرا نمونہ بھی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کے خلاف ملاحظہ فرمائیے۔ (مرتب)

(بحوالہ بالا ص ۱۳۷)

(۱۵) اس میں یہ سوال کہ شاہد کی عمر کیا تھی بالکل غیر اہم تھا اس لیے قرآن نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ مگر بعض مفسرین نے شاہد کی عمر کا کھوج لگانا بھی ضروری سمجھا۔ ایسی باتوں سے جس شخص کو دلچسپی ہو وہ مفسرین کے اقوال کو قبول کرنے کا اختیار رکھتا ہے لیکن یہ کیا ظلم ہے کہ جو لوگ ان اقوال کو نظر انداز کر دیں اور صرف اُنہی امور تک تفسیر کو محدود رکھیں جنہیں قرآن نے بیان کیا ہے تو اُن کی تکفیر کی جائے اور پھر تکفیر بھی اس بنیاد پر کرتم نے سلف کے قول سے انحراف کیا ہے! آخر معلوم تو ہو کہ یہ "سلف" کون سے انبیاء تھے جن پر ایمان لانے کی مسلمانوں کو تکلیف دی گئی ہے؟

(مودودی)

دیکھا مودودی صاحب کا جلال — فرماتے ہیں کہ "یہ کیا ظلم ہے کہ اگر صرف اُنہی امور تک تفسیر کو محدود رکھا جائے جنہیں قرآن نے بیان کیا ہے تو اُن کی تکفیر کی جائے اور پھر تکفیر بھی اس بنیاد پر کہ تم نے سلف کے قول سے انحراف کیا ہے"۔ حالانکہ مودودی صاحب اچھی طرح جانتے ہیں اور ہر پڑھا لکھا سمجھدار مسلمان بھی جانتا ہے کہ قرآن کریم میں صدہا مقامات ایسے مجمل طور پر وارد ہوئے ہیں کہ جن کی وضاحت شارعِ اسلام حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ صحابۂ کرام نے اور صحابۂ کرام کے ذریعہ دیگر تابعین و محدثین و مفسرین حضرات نے ہی کی ہے۔ لیکن مودودی صاحب تو کسی مفسر کو بھی چاہے وہ صحابۂ کرام ہی کیوں نہ ہوں اُنہیں سلف کا درجہ بھی دینے کے لیے تیار نہیں کیونکہ خط کشیدہ عبارت سے مودودی صاحب کا اصل عقیدہ اور گمراہ کُن نظریہ صاف ظاہر اور عیاں ہو رہا ہے کہ سلف صرف انبیا ہی ہوتے ہیں جن پر ایمان لانے کی مسلمانوں کو تکلیف دی گئی ہے! اور جن کو عام اِصطلاح میں سلف کہا جاتا ہے یعنی صحابۂ کرام یا تابعین وغیرہم۔ تو اُن کے اقوال سے اِنحراف کرنے والوں کو تو کافر کسی حالت میں بھی نہیں کہا جا سکتا چاہے اُن کے وہ

اقوال احادیثِ رسُول سے ہی مستنبط کیوں نہوں !

اُس کے بعد قرآن کریم کا گہرا مُطالعہ رکھنے والے اور تفسیر بین حضرات کے لیے مودُودی صاحب کا ایک لطیف اور نایاب مگر لایعنی تفسیری تخیل پیش کرتا ہُوں جو یوسُف علیہ السلام کے شاہد کے متعلق وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے خلاف پیش کیا ہے۔

(تفہیم القرآن جلد دوم صہ ۳۹۵ حاشیہ ۲۴ سُورۂ یوسُف)

(۱۶) شاہد نے قرینے کی جس شہادت کی طرف توجہ دلائی ہے وہ سراسر ایک معقول شہادت ہے اور اس کو دیکھنے سے بیک نظر معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ شخص ایک معاملہ فہم اور جہاندیدہ آدمی تھا جو صورتِ معاملہ سامنے آتے ہی اُس کی تہہ کو پہنچ گیا۔ بعید نہیں کہ وہ کوئی جج یا مجسٹریٹ ہو۔ (تفسیری حاشیہ مودُودی)

ملاحظہ فرمائیے ابوالنقاد صاحب مودُودی کی عقل کے خلاف اس بلند پروازی کو کہاں صحابۂ کرام کا شاہد کے متعلق گہوارے کے شیر خوار بچے کا تصوّر اور کہاں مسٹر مودُودی کا ایک جہاندیدہ جج یا مجسٹریٹ کا تلبیسانہ اور لایعنی تخیل !

ناظرین حضرات غور فرمائیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس غیب سے پہنچنے والے میووں کا غیر فصلی ہونا اور حضرت یوسُف علیہ السلام کی بے گناہی کی اعجازی شہادت دینے والے کے متعلق بچہ ہونے کی تصدیق" یہ دونوں واقعات احادیث صحیحہ اور صحابۂ کرام کے متعدد اقوال سے مستند طور پر ثابت ہیں۔ یہ دونوں محیر العقول واقعات (یعنی میووں کا غیر فصلی ہونا جو نعمتوں کا غیب سے آنے کا ثبوت ہے اور یوسُف علیہ السّلام کے شاہد کا شیر خوار بچہ ہونا جو اُن کی بے گناہی کا غیر مشکوک اور ناقابلِ تردید ثبوت ہے) درحقیقت منجانب اللہ اُن کی معجزانہ حیثیت کا اظہار اور حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت یوسُف علیہ السّلام کے غیر معمولی مراتب اور اُن کے تقدس کا ظہور ہیں۔ لہٰذا احادیث اور مستند روایتوں کی موجودگی میں ان دونوں چیزوں سے

اختلاف کرنا یا اُن کی تحقیر کرنا یا اُن کو معمولی اور غیر اہم ثابت کرنے کی کوشش کرنا یقیناً کم علمی و کوتاہ عقلی اور تلبیسانہ ذہنیت کا کھلا ثبوت ہے۔ (مرتّب)

الزام ۵ معہ استدلال و تشریحات

"سورۃ النساء کی ۱۵۸ ویں آیت شریف کی تفسیر میں نہ صرف تمام علماء امت اور تابعین و صحابہ کرامؓ کے ہی بلکہ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے فرمانِ مبارک کے بھی صریح خلاف حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کے عقیدے کا بصورتِ دجل انکار کر کے اس میں شکوک و خلفشار پیدا کرنے والا کیا مخربِ اسلام و مفسدِ دین و ایمان نہیں؟

مَنۡ یَّہۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۝

(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۲۰ معہ تفسیری حاشیہ ۱۹۵ متعلقہ سورۃ النسا آیت ۱۵۸)

بَلۡ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیۡہِ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیۡزًا حَکِیۡمًا ۝ (سورۃ النسا آیت ۱۵۸)

۱۷ بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا[۱۹۵]۔ اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے۔ (ترجمہ مودودی)

۱۹۵ یہ اس معاملہ کی اصل حقیقت ہے جو اللہ تعالےٰ نے بتائی ہے، اس میں جزم اور صراحت کے ساتھ جو چیز بتائی گئی ہے وہ صرف یہ ہے کہ حضرت مسیح کو قتل کرنے میں یہودی کامیاب نہیں ہوئے اور یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اب رہا یہ سوال کہ اٹھا لینے کی کیفیت کیا تھی، تو اُس کے متعلق کوئی تفصیل قرآن میں نہیں بتائی گئی۔ قرآن نہ اس کی تصریح کرتا ہے کہ اللہ اُن کو جسم و رُوح کے ساتھ کرۂ زمین سے اُٹھا کر آسمانوں پر کہیں لے گیا، اور نہ یہی صاف کہتا ہے کہ انہوں نے زمین پر طبعی

موت پائی اور صرف اُن کی رُوح اٹھائی گئی۔ اِس لیے قرآن کی بنیاد پر نہ تو اُن میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی نفی کی جا سکتی ہے اور نہ اثبات۔ لیکن قرآن کے اندازِ بیان پر غور کرنے سے یہ بات بالکل نمایاں طور پر محسوس ہوتی ہے کہ اٹھائے جانے کی نوعیّت و کیفیّت خواہ کچھ بھی ہو، بہر حال مسیح علیہ السلام کے ساتھ اللہ نے کوئی ایسا معاملہ ضرور کیا ہے جو غیر معمولی نوعیّت کا ہے۔ اس غیر معمولی پن کا اظہار تین چیزوں سے ہوتا ہے۔

(مودُودی)

اس کے بعد غیر معمولی پن کی تینوں چیزوں کو مودودی صاحب نے بڑی طویل بحث کے ساتھ پیش کیا ہے مگر قابلِ حیرت بات یہ ہے کہ مودودی صاحب نے غیر معمولی پن کی تینوں چیزیں تقریباً وہی بیان کی ہیں جو رفع جسمانی کے ہی ثبوت کے لیے معقول دلائل ہو سکتے ہیں مگر نہ معلوم مودُودی صاحب کی عقل کو دیمک نے چاٹ لیا ہے یا اللہ کی ہی مار اور پھٹکار ہوئی ہے کہ جب اُن تینوں غیر معمولی پن کی چیزوں کو بیان کر کے خلاصہ نکالتے ہیں تو پھر وہی (ڈھاک کے تین پات جو اُن کی گھٹی اور سرشت میں کج عقلی و کج فہمی و کج علمی کے باعث مستقل طور پر ٹھسا اور گھُسا ہوا ہے) پیش فرماتے ہیں کہ :-

(بحوالا بالا صـ ۴۲۱ خلاصہ تفسیری حاشیہ ۱۹۵ متعلقہ سُورۃ النساء)

(۱۸) پس قرآن کی رُوح سے زیادہ مطابقت اگر کوئی طرزِ عمل رکھتا ہے تو وُہ صرف یہی ہے کہ رفع جسمانی کی تصریح سے بھی اجتناب کیا جائے اور موت کی تصریح سے بھی، بلکہ مسیح علیہ السلام کے اٹھائے جانے کو اللہ تعالےٰ کی قدرتِ قاہرہ کی ایک غیر معمولی ظہور سمجھتے ہوئے اس کی کیفیت کو اسی طرح مجمل چھوڑ دیا جائے جس طرح خوُد اللہ تعالےٰ نے مجمل چھوڑ دیا ہے۔

(تفسیری حاشیہ مودُودی)

کاش کہ ابوالاجمال صاحب مودودی نے صرف ونحو کی دو تین کتابیں کافیہ، شافیہ اور شرح جامی وغیرہ ہی کسی ماہرِ فن اُستاد سے سمجھ کر پڑھ لی ہوتیں تو بھی ممکن تھا کہ ضلالت کے اس عمیق غار میں نہ گرے ہوتے! لیکن اگر بفرمانِ خداوندی (خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰی سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ۫ تا سورۃ البقرآیت ۷) گمراہی کی مُہر ہی لگ چکی ہے تو بھلا بچاری صرف ونحو کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے جیسا کہ ابوالاجمال صاحب مودودی آیت ہٰذا کے اس تفسیری حاشیہ ۱۹۵ میں اور دیگر متعلقہ آیات وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وغیرہ کی تشریحات میں خود بھی بیان کیا ہے کہ عیسٰے علیہ السلام نہ قتل ہی کیے گئے اور نہ سُولی ہی پر چڑھائے گئے اور نہ ہی عام انسانوں کی طرح انہوں نے طبعی موت پائی اور عام انسانوں کے مرجانے کے بعد جو الفاظ" اٹھا لیے گئے "کے بولے جاتے ہیں اور اُس کے معنی مرنے کے ہی لیے جاتے ہیں۔ عیسٰے علیہ السلام کے لیے یہ الفاظ ان معنوں میں بھی استعمال نہیں ہو سکتے یہ سب کچھ لکھنے کے بعد بھی خلاصہ وہی کہ عیسٰے علیہ السلام کے ساتھ غیر معمولی نوعیت کا کوئی (ناقابلِ فہم) معاملہ پیش آیا جس کو اللہ تعالےٰ کی قدرتِ قاہرہ کا غیر معمولی ظہور سمجھ کر مجمل ہی چھوڑ دینا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ ابوالاجمال صاحب مودودی نے جگہ بہ جگہ قرآن کریم کے واضح ترین مسائل کو مجمل قرار دے دے کر ایک عام انسان کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کو قرآنِ کریم میں ان واقعات کی تشریحات یا حقیقت سمجھنے کی کسی نے درخواست کی تھی تو پھر مجمل کیوں بیان کیے گئے اور اگر کسی نے درخواست نہیں کی تھی بلکہ اللہ تعالےٰ نے ہی اِن واقعات کو سمجھانا یا بتلانا چاہا تھا تو پھر مجمل طور پر بیان کر کے ادھورا کیوں چھوڑ دیا گیا۔ جس کا کھلا مطلب نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ یہی نکلے گا کہ اللہ تعالےٰ کو صاف اور سلجھی ہوئی عبارت میں اپنا مطلب ظاہر کرنے تک کا سلیقہ نہیں ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ! اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ ؕ! حالانکہ فرمانِ خداوندی لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَيْهِمْ کے بعد کوئی اجمال باقی نہیں رہنا چاہیے اور اگر پھر بھی بوجہ ناقص العقل یا کم علمی کوئی مقام سمجھ میں نہ آسکے تو اُس کو اللہ کے رسُول کے اقوال کی روشنی میں سمجھنے اور

سمجھانے کی کوشش کرنا چاہیے لیکن ابوالاجمال صاحب مودودی کی ضلالت اور جسارت ملاحظہ فرمائیے کہ اللہ کے رسُول کے اقوال سے سمجھنے اور سمجھانے کے بجائے قرآنِ کریم کے واضح اور کھُلے ہوئے مطالب کو مجمل ہی ثابت کرنے کے لیے اپنی قابلیت اور محقق ہونے کا مظاہرہ کر رہے ہیں کتنے ظلم کی بات ہے کہ ابوالاجمال صاحب مودُودی خود تو عربی زبان پر عبور نہ رکھنے کے باعث قرآنِ کریم کے اہم اور بلیغ مقامات سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے مگر حکم لگا دیتے ہیں کہ اللہ نے جس طرح اس کو مجمل چھوڑ دیا ہے تم بھی اسی طرح اسکو مجمل ہی چھوڑ دو! "ناچ نہ آوے آنگن ٹیڑھا"

مودُودی صاحب! اگر آپ کو مفسّرِ قرآن بھی کہلانے کا شوق تھا تو جس طرح آپ نے اپنی دیگر اردو کی کتابوں کا عربی زبان میں جناب عاصم حداد صاحب وغیرہ جیسے اعلیٰ عربی دان ماہرین سے تراجم کرا کر ممالکِ عرب بھیجی ہیں اسی طرح کسی اعلیٰ عربی دان ماہر قرآن وحدیث استاد سے تفسیر قرآن بھی کرا لیتے تو اس گناہِ عظیم سے تو بچ جاتے اور آپ کے نام کی شہرت اُسی طرح ہو جاتی جس طرح آپ کے نام کی شہرت دُوسروں سے عربی زبان میں ترجمہ کرائی ہوئی کتابوں سے ہو رہی ہے۔ (دیکھیے تردید اگر صداقت اور جراتِ ایمانی حاصل ہے) (مرتّب)

اِلزام ۶ معہ اِستدلال وتشریحات

"سُورۃ النجم کی تیسری، چوتھی اور دیگر ہم معنیٰ آیات شریف کو صریح ٹھکرا کر اللہ کے رسُول کی بیان کردہ واضح اور متعدد اور مسلسل پیشین گوئیوں کو نعوذ باللہ محض قیاس، اندیشہ اور افسانہ ثابت کرنے والا کیا مخربِ اسلام اور منکرِ حدیث نہیں؟

مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۝

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ (سورۃ النجم آیات ۳-۴)

اور آپ اپنی خواہش سے باتیں نہیں بناتے آپ کا ارشاد تو نری وحی ہے جو آپ پر بھیجی جاتی ہے۔ (ترجمہ آیات غیر مودُودی)

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس مفہوم کو انتہائی وضاحت اور تشریح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ لوگ آپ کی ہر قسم کی باتوں کو سچی اور صحیح سمجھیں اور آپ کی ہر قسم کی باتوں کو عین وحی سمجھیں اور آپ کے ہر قسم کے ارشاد اور فرمان پر بلاشک وشبہ یقین اور ایمان رکھیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

لیکن افسانہ و اندیشہ نویس صاحب مودودی کی نظر میں اللہ اور رسول کے فرمان کی جو حیثیت ہے وہ اُن کے اقتباسات سے ظاہر ہے، پڑھیے اور فیصلہ کیجئے اور اس کا نشر عوام کو گمراہی سے بچانے کے لیے اپنا فرض سمجھئے۔ (مرتب)

۱۹ (رسائل مسائل حصہ اول صہ ۴۶ بعنوان "قرآن وحدیث اور سائنٹیفک حقائق") یہ کانا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ ان چیزوں کو تلاش کرنے کی ہمیں کوئی ضرورت بھی نہیں عوام میں اس قسم کی جو باتیں مشہور ہوں، اُن کی کوئی ذمہ داری اسلام پر نہیں ہے اور ان میں سے کوئی چیز اگر غلط ثابت ہو جائے تو اُس سے اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ (مودودی)

رسائل مسائل حصہ اول صہ ۴۹ بعنوان "تحقیق حدیث دجال"

۲۰ کیا ساڑھے تیرہ سو برس تک بھی اس شخص کا ظاہر نہ ہونا جسے حضرت تمیم نے جزیرے میں محبوس دیکھا تھا یہ ثابت کرنے کے لیے کافی نہیں ہے کہ اس نے اپنے دجال ہونے کی جو خبر حضرت تمیم کو دی تھی وہ صحیح نہ تھی؟ حضور کو اپنے زمانے میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجال آپ کے عہد ہی میں ظاہر ہو جائے یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانے میں ظاہر ہو، لیکن کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ساڑھے تیرہ سو برس گذر چکے ہیں اور ابھی تک دجال نہیں آیا ہے؟ (مودودی)

دجال کے متعلق تقریباً تیس روایتیں متعدد احادیث بخاری شریف، مسلم شریف، ابوداؤد شریف اور ترمذی شریف وغیرہ میں موجود ہیں جن کی صحت میں کلام ہی نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن مودودی صاحب کی نظر میں سب سے بڑی اصح الکتب بعد از کتاب اللہ یعنی بخاری شریف کی جو وقعت ہے وہ بھی

8052 D

درج کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیے۔ (مرتب)

(رسائل مسائل حصہ دوم صہ۴۴ بعنوان "چند احادیث پر اعتراض اور اُس کا جواب)

(۲۱) یہ دعویٰ کرنا صحیح نہیں کہ بخاری میں جتنی احادیث درج ہیں اُن کے مضامین کو بھی جُوں کا توں بلا تنقید[1] قبول کر لینا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں یہ بات بھی جان لینے کی ہے کہ کسی روایت کے سنداً صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا نفسِ مضمون بھی ہر لحاظ سے صحیح اور جُوں کا توں قابلِ قبول ہو۔ (مودودی)

(رسائل مسائل حصہ اول صہ۲۳۳ بعنوان "خلافیات")

(۲۲) آپ کے نزدیک ہر اُس روایت کو حدیثِ رسُول مان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیں۔ لیکن ہم سند کی صحت کو حدیث کے صحیح ہونے کی لازمی دلیل نہیں سمجھتے۔ ہمارے نزدیک سند کسی حدیث کی صحت معلوم کرنے کا واحد ذریعہ نہیں ہے۔ اُس کے ساتھ ہم یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ متن پر غور کیا جائے۔ قرآن و حدیث کے مجموعی علم سے دین کا جو فہم ہمیں حاصل ہُوا ہے اس کا لحاظ بھی کیا جائے۔ (مودودی)

(ماہنامہ رسالہ ترجمان القرآن ج ۶۱ عدد ۱ صہ۲۲ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

(۲۳) جہاں تک اسناد کا تعلق ہے اُن میں سے اکثر روایات کی سند قوی ہے اور باعتبار روایت اس کی صحت میں کلام نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن حدیث کا مضمون صریح عقل کے خلاف ہے اور پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ہرگز نہ فرمائی ہوگی۔ (مودودی)

اب میں شیخ الحدیث والتفسیر کہلانے والے ممتاز علماء اسلام اور دیگر محققین و متکلمین حضرات سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا ان مندرجہ بالا اقتباسات پڑھنے اور سمجھنے کے بعد بھی مخرب حدیث ابوالنقاد مودودی کے کورِ ایمان اور منکرِ حدیث ہونے میں مزید کوئی کسر باقی ہے؟ اور کیا منکرِ حدیث ثابت ہونے کے لیے مودودی کی پیشانی پر دو عدد سینگوں کا پیدا ہونا ضروری ہے؟ یا آسمان سے مودودی کے منکرِ حدیث ہونے کی ندا آنا ضروری ہے؟ اگر نہیں تو پھر از روئے حدیثِ نبوی علماء اسلام کی ایسی بے معنیٰ خاموشی پر کیا قیامت کو اُن کے مُنہ میں آگ کی لگام نہیں ڈالی جائے گی؟ جبکہ اس بے معنیٰ خاموش رہنے کے اسباب بھی باقی نہ رہے ہوں۔ (مرتب)

---

[1] صفحہ ۱۵۵ پر اقتباس نمبر ۱۴۶ ملاحظہ فرمائیے جسمیں ایک مشہور حدیث کا صریح مذاق اڑایا ہے۔

اِلزام ۔ معہ اِستدلال و تشریحات

"محض اپنی ذاتِ گرامی کو آٹومیٹک طریقے پر نہ صرف مجدّدِ کامل ہی بلکہ نیو اسٹائل مہدی بھی منوانے اور ظاہر کرنے کے لیے ایک حدیثِ رسُول کے مفہوم کو (اپنی گمراہ کن زورِ بیانی کے ذریعہ اس کے مشہور معانی پر تنقید اور اس کی پُرپیچ تشریحات کرکے عام ذہنوں کو اپنا اور اپنی جماعت کا گرویدہ اور معتقد بنانے کے لیے) غلط استعمال کرنے والا اور امام مہدی علیہ السلام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ تفصیلات وعلامات کو بصورت دجل لاعلمی ظاہر کرکے جھٹلانے والا کیا مخربِ اسلام اور مفسدِ دین وایمان اور منکرِ حدیث نہیں؟

مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ

(تجدید واحیائے دین صہ ۴۹ بعنوان مجدّدِ کامل کا مقام)

۲۴ تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجدّدِ کامل پیدا نہیں ہوا ہے۔ قریب تھا کہ عمر ابن عبدالعزیز اس منصب پر فائز ہوجاتے، مگر وہ کامیاب نہ ہوسکے۔ اُن کے بعد جتنے مجدّد پیدا ہُوئے اُن میں سے ہر ایک نے کسی خاص شعبے یا چند شعبوں ہی میں کام کیا۔ مجدّدِ کامل کا مقام ابھی تک خالی ہے۔ مگر عقل چاہتی ہے، فطرت مطالبہ کرتی ہے اور دنیا کے حالات کی رفتار متقاضی ہے کہ ایسا "لیڈر" پیدا ہو۔ (مودودی)

اب اس کے بعد ایک حدیثِ صحیح پیش کرتا ہوں جو ابوالمجدّد صاحب مودودی کی احادیث کے پُرانے ذخیروں سے چھانٹی اور چُنی ہُوئی ایک پسندیدہ حدیث ہے، ملاحظہ فرمائیے:۔

(حدیث ابوداؤد شریف بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا

دِیْنَھَا۔ (حدیث)

(۲۵) اللہ ہر صدی کے سر پر اس امت کے لیے ایسے لوگ اٹھاتا رہے گا جو اس کے لیے اس کے دین کو تازہ کریں گے۔ (ترجمہ مودودی۔ تجدید احیائے دین ص۴۲ بعنوان شرح حدیث)

یہ حدیث شریف اُن خوش نصیب حدیثوں میں سے ایک ہے کہ جن کو ماڈرن مجدد اعظم مودودی نے مزاج شناس رسول ہونے کی حیثیت سے بہ اعتبار سند اور صحت لفظی وصحت مفہوم درست اور صحیح قرار دے کر شرفِ قبولیت بخشا ہوا ہے نیز ابوالمجدد صاحب مودودی نے اس حدیث شریف کا لفظی ترجمہ کرنے کے بعد ساتھ ہی اُس کے تفسیری ترجمے میں اصلاحی تنقید اور نکاتی تبصرہ فرما کر اپنی جماعت کو مجددین کا گروہ اور اپنی ذاتِ گرامی کو مجددِ کامل یا ابوالمجدد سمجھانے کا ایک لطیف اندازِ تحریر اختیار فرمایا ہے جو بغور اور بہ تکرار قابلِ ملاحظہ ہے جس کو پڑھ کر مرزا غلام احمد قادیانی کے لاہوری گروہ کو یقیناً اپنے مجدد کے نہ صرف غیر کامل معلوم ہونے پر ہی بلکہ اُن کو اپنے مجدد کی تجدیدی لاولدی پر بھی سخت خفت اور ندامت محسوس ہوئی ہو گی۔

(مرتب)

(تجدید واحیائے دین ص ۴۲/۴۳ بعنوان "شرح حدیث")

(۲۶) مگر اس حدیث سے بعض لوگوں نے تجدید اور مجدد دین کا بالکل ہی ایک غلط تصور اخذ کر لیا۔ اُنہوں نے علیٰ رأس کل مأۃ سے صدی کا آغاز یا اختتام مراد لے لیا، اور من یجدد لھا کا مطلب یہ سمجھا کہ اِس سے مراد لازماً کوئی ایک ہی شخص ہے۔ اسی بناء پر انہوں نے تلاش کرنا شروع کر دیا کہ اسلام کی پچھلی تاریخوں میں کون کون ایسے اشخاص ملتے ہیں جو ایک ایک صدی کے آغاز یا اختتام پر پیدا ہوئے یا مرے ہوں اور انہوں نے تجدید دین کا کام بھی کیا ہو۔ حالانکہ نہ رأس کے معنیٰ سر کے ہیں اور صدی کے سر پر کسی شخص یا گروہ کے اٹھائے جانے کا مطلب صاف طور پر یہ ہے کہ وہ اپنے

دور کے علوم، افکار اور رفتارِ عمل پر نمایاں اثر ڈالے گا۔ اور مَن کا لفظ عربی زبان میں واحد اور جمع دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، اس لیے مَنْ سے مراد ایک شخص بھی ہو سکتا ہے، بہت سے اشخاص بھی ہو سکتے ہیں، اور پورے پورے ادارے اور گروہ بھی ہو سکتے ہیں۔ حضورؐ نے جو خبر دی ہے اُس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ انشاء اللہ اسلامی تاریخ کی کوئی صدی ایسے لوگوں سے خالی نہ گذرے گی جو طوفانِ جاہلیت کے مقابلے میں اٹھیں گے اور اسلام کو اُس کی اصلی رُوح اور صورت میں از سرِ نو قائم کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ ضروری نہیں کہ ایک صدی کا مجدّد ایک ہی شخص ہو۔ ایک صدی میں متعدد اشخاص اور گروہ یہ خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ تمام دنیائے اسلام کے لیے ایک ہی مجدّد ہو۔ ایک وقت میں بہت سے ملکوں میں بہت سے آدمی تجدیدِ دین کے لیے سعی کرنے والے ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ شخص جو اس سلسلہ کی کوئی خدمت انجام دے "مجدّد" کے خطاب سے نوازا جائے یہ خطاب تو صرف ایسے اشخاص ہی کو دیا جا سکتا ہے جنہوں نے تجدیدِ دین کے لیے کوئی بہت بڑا اور نمایاں کارنامہ انجام دیا۔ (تشریح حدیث مودودی)

اِس اقتباس کی پہلی خط کشیدہ سطور بغور ملاحظہ فرمائیے۔ اُس میں ابوالمجدّد صاحب مودودی فرماتے ہیں کہ "نہ رأس کے معنی سر کے ہیں" اور پھر رأس کے معنیٰ بتائے بغیر پوری حدیث کے مفہوم کو بصورتِ معانی سمجھانا شروع کر دیا جس کا لغت یا محاورات سے تو کوئی تعلق ہو ہی نہیں سکتا صرف یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ ابوالمجدّد صاحب مودودی کو اچانک کشف یا الہام ہوا اور حدیث شریف کے ترجمے کی پوری عبارت کا یہ نیا "صاف مطلب" بذریعہ کشف یا الہام ہی حاصل کر کے بتلا دیا۔ اُس کے بعد پھر ابوالمجدّد صاحب مودودی اُسی حدیث شریف کا "واضح مفہوم" بھی اگلی خط کشیدہ سطور میں تحریر فرماتے ہیں اس کو بھی بغور ملاحظہ فرمائیے پھر بقیہ عبارت

کو پڑھ کر دوبارہ از سرِ نو پُورا اقتباس بنظرِ غائر پڑھتے ہوئے اگلے اقتباس میں مجدد کی تعریفیں ملاحظہ فرمائیے۔

(تجدید واحیائے دین ص۴۵ بعنوان "مجدد کی تعریف")

(۲۷) تعریفِ مجدد از مودودی	وضاحت تعریف مجدد از مرتب
مجدد کی تعریف مجدد نبی نہیں ہوتا مگر اپنے مزاج میں مزاجِ نبوت سے بہت قریب ہوتا ہے۔	یعنی مزاج شناسِ رسُول ہوجاتا ہے۔
نہایت صاف دماغ،	یعنی اعتکاف، چلّہ کشی، وظیفوں اور نوافل وغیرہ کے چکّروں سے دماغ صاف رکھتا ہے۔
حقیقت رس نظر، ہر قسم کی کجی سے پاک	یعنی تصوف، عبا، قبا، اور عماموں و جبوں وغیرہ کی "کج ذہنیت" اور "لغویت" سے پاک
بالکل سیدھا ذہن، افراط و تفریط سے بچ کر توسط و اعتدال کی سیدھی راہ دیکھنے اور اپنا توازن قائم رکھنے کی خاص قابلیت، اپنے ماحول اور صدیوں کے جمے اور رچے ہوئے تعصبات سے آزاد ہو کر سوچنے کی قوت۔	یعنی پرانی تفسیروں اور حدیثوں کے پرانے ذخیروں میں الجھے ہوئے "دقیانوسی" علمائے زمانہ کے ساتھ اہم سے اہم تر مسئلوں اور مرحلوں میں اہم سے اہم تر موقعوں پر تعاون یا اتحاد یا مصالحت کرنے سے بے نیاز رہنے کی "قابلیت" اور "قوت" کا حامل۔
زمانے کی بگڑی ہوئی رفتار سے لڑنے کی طاقت و جرأت، قیادت و رہنمائی کی پیدائشی صلاحیت، اجتہاد اور تعمیرِ نو کی غیر معمولی اہلیت۔	یعنی فلم بینی اور انگریزی بالوں کے جائز کرنے اور داڑھی وغیرہ جیسے شعار اسلام کو غیر ضروری قرار دینے کی بدرجۂ اتم صلاحیت اور اہلیت،
اور ان سب باتوں کے ساتھ اسلام میں	یعنی عملاً صورۃً اور لباساً چاہے پُورا مسا ن

مکمل شرح صدر، نقطۂ نظر اور فہم و شعور میں پورا مسلمان ہونا۔	نہو لیکن نقطۂ نظر اور فہم و شعور میں پورا مسلمان ہو اور شرح صدر ایسا ہو کہ بیک نظر قرآن کریم کے بیان کردہ قوانین کو دورِ حاضرہ کے تقاضوں کے مطابق ناقابلِ عمل قرار دینے کے لیے علمائے امّت کے مقابلے میں سینہ سپر ہو سکتا ہو۔
باریک سے باریک جزئیات تک میں اسلام اور جاہلیت میں تمیز کرنا اور مدتہائے دراز کی الجھنوں میں سے امرِ حق کو ڈھونڈ کر الگ نکال لینا۔	یعنی طلاق، عدّت، خلع اور مُتعہ وغیرہ جیسے فقہ کے مدتہائے دراز کے پھیلے ہُوئے دقیانوسی مسائل کی تباہ کاریوں اور اُن کی اُلجھنوں میں سے امرِ حق ڈھونڈ کر مہماتِ امورِ دینیہ کو آسان کر سکتا ہو۔
یہ وہ خصوصیات ہیں جن کے بغیر کوئی شخص مجدد نہیں ہو سکتا اور یہی وہ چیزیں ہیں جو اِس سے بہت زیادہ بڑے پیمانے پر نبی میں ہوتی ہیں۔	
(مودُودی)	(مرتّب)

یہ تمام صفات شاہ ولی اللہ اور مجدّد الف ثانی رحمہم اللہ وغیرہ کے نقائص نکالنے والے ابوالمجدّد صاحب مودُودی میں بدرجۂ اتم موجود ہیں اور یہ تمام تعریفات چونکہ حقائق پر محمول اور کشف و الہام سے متعلق ہیں اِس لیے حوالجات کی نہ ضرورت ہی ہے اور نہ ابوالمجدّد صاحب مودُودی جیسی بلند و بالا شخصیت سے حوالجات کا مُطالبہ کیا جا سکتا ہے۔

لیجیے اب ابوالمجدّد صاحب مودُودی کی تجدّد نوازی اور ...یادلی ملاحظہ فرمائیے مگر مذکورہ بالا ابُوداؤد شریف کی حدیث کا پُورا مضمون اور مندرجۂ بالا مجدّد کی تعریف کا مکمل اقتباس بغور پڑھ کر اور اس کو ذہن میں محفوظ رکھ کر پڑھیے تاکہ مزید نکات و رمُوز

سے خود بخود مستفیض ہوسکیں۔

(تجدید و احیائے دین ص۱۳۷ بعنوان منصب تجدید اور امام مہدی)

(۲۸) ہمارے علم میں جس شخص نے بھی دین کو از سر نو تازہ کرنے کی کوئی خدمت انجام دی ہو، ہم اسے مجدّد کہہ سکتے ہیں اور دوسرے شخص کی رائے میں اگر اُس کا کارنامہ اس مرتبہ کا نہ ہو تو وہ اسے اس لقب کا مستحق ٹھہرانے سے انکار کرسکتا ہے۔ نادان لوگوں نے اس معاملے کو خواہ مخواہ اہم بنا دیا ہے۔ نبی صلعم نے جو خبر دی تھی وہ صرف یہ تھی کہ اللہ تعالےٰ اس دین کو مٹنے نہیں دے گا بلکہ ہر صدی کے سر پر ایسے شخص یا اشخاص کو اٹھاتا رہے گا جو اس کے دھندلے ہوتے ہوئے آثار کو پھر سے تازہ کر دے گا یا کر دیں گے۔ حدیث میں مَن کا لفظ عربیت کے لحاظ سے اس بات کا متقاضی نہیں ہے کہ ضرور کوئی ایک ہی شخص ہو اس کا اطلاق متعدد اشخاص پر بھی ہوسکتا ہے اور حدیث میں کوئی لفظ ایسا بھی نہیں ہے جس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکے کہ مجدّد کو اپنے مجدّد نہ ہونے کا شعور بھی ہونا چاہیے، یا یہ کہ لوگوں کے لیے مجدّد کا پہچاننا بھی ضروری ہے۔ (مودُودی)

اب اس کے بعد بغیر دعوے کیے آٹومیٹک طریقے پر مجدّد کامل بننے کے ثبوت میں ایک اور اہم اقتباس پیش کرتا ہوں جو ابوالمجدّد صاحب مودُودی نے مجدّد کامل ہونے کی حیثیت سے پُرجلال انداز میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور مجدّد الف ثانی سرہندی رحمہم اللہ علیہم کے بنیادی نقائص میں سے ایک مزید فتنہ اٹھانے والا متعدی نقص کا اظہار فرمایا ہے۔

(مرتب)

(تجدید و احیائے دین ص۱۴۷ بعنوان کشف و الہام کی حقیقت)

۲۹ میں تو یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ان دونوں بزرگوں کا اپنے مجدّد ہونے کی خود تصریح کرنا اور بار بار کشف و الہام کے حوالہ سے اپنی باتوں کو پیش کرنا ان کے چند غلط کاموں میں سے ایک ہے۔ اور اُن کی یہی غلطیاں ہیں جنہوں نے بعد کے بہت سے کم ظرفوں کو طرح طرح کے دعوے کرنے اور امّت میں نت نئے فتنے اٹھانے کی جرأت دلائی۔ (مودُودی)

دیکھا آپ نے ابوالمجدّد صاحب مودُودی کی تجدیدی ذہنیت کا تلبیسی تیر؟ جو اُن دونوں بزرگوں کے ہی تقدس کو مجروح کرنے کے لیے نہیں بلکہ آخری منزل تک پہنچانے کے لیے چھوڑا گیا ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ ذَالِکْ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ ذَالِکْ کیونکہ خط کشیدہ عبارت کا مطلب تو صاف یہی نکلتا ہے کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکْ اگر تمام انبیاء علیہم السلام اور خاتم الانبیاء، سردارِ دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بھی نبوّت کے دعوے نہ کیے ہوتے تو دُوسرے فِتّین و کذّاب اور کم ظرف لوگوں کو بھی نبوّت کے جھُوٹے دعوے کر کر کے نت نئے اور عظیم فتنے اٹھانے کی ہرگز جرأت نہ ہوئی ہوتی۔ (مرتب)

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے متعلق جو علامتیں مشکوٰۃ شریف، ابُوداؤد اور ترمذی شریف وغیرہ احادیث میں منقول ہیں اور عام طور پر مشہور بھی ہیں وہ یہ ہیں کہ "امام مہدی علیہ السلام سیّد اور اولادِ فاطمۃ الزہرا میں ہوں گے، آپ کا ذاتی نام محمّد ہوگا، والد کا نام عبداللہ، والدہ کا نام آمنہ ہوگا، آپ کا قدِ مبارک قدرے لمبا ہوگا، بدن چست، رنگ صاف کھلا اور نکھرا ہوا ہوگا، اونچی ناک اور کشادہ پیشانی ہوگی، چہرہ مبارک سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے مشابہ ہوگا، آپ کے اخلاق و عادات

بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے ہوں گے، آپ کی زبان مبارک میں لکنت ہوگی جس کی وجہ سے کبھی عاجز ہو کر رانوں پر ہاتھ مارا کریں گے، آپ کا علم خداداد ہوگا بیعت کے وقت عمر چالیس سال ہوگی اور بیعت سے قبل رمضان شریف میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکا ہوگا اور آپ اپنے آپ کو انتہائی چھپائے رکھنے کی کوششیں بھی کریں گے، لیکن بعض اہل اللہ احادیث کی علامات دیکھ کر آپ کو رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے پہچان لیں گے اور جبراً وکرہاً آپ سے لوگ بیعت کریں گے اور بیعت کے وقت آسمان سے صاف یہ ندا آئے گی هٰذَا خَلِيْفَةُ اللهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا (ترجمہ' یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں سنو ان کی اور اطاعت کرو) جس کو تمام خاص وعام لوگ سنیں گے" اب اس کے بعد ابوالمجدد صاحب مودودی کی ایمانیات ملاحظہ فرمائیے اور نورِ مودودی سے قلب کو منور کیجیے۔ (مرتب)

(تجدید واحیائے دین صـ۵۲ بعنوان "الامام المہدی")

(۳۰) مسلمانوں میں جو لوگ الامام المہدی کی آمد کے قائل ہیں وہ بھی ان متجددین سے جو اس کے قائل نہیں ہیں، اپنی غلط فہمیوں میں کچھ پیچھے نہیں ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ امام مہدی کوئی اگلے وقتوں کے مولویانہ وصوفیانہ وضع قطع کے آدمی ہوں گے۔ تسبیح ہاتھ میں لیے یکایک کسی مدرسے یا خانقاہ کے حجرے سے برآمد ہوں گے۔ آتے ہی انا المہدی کا اعلان کریں گے۔ علماء اور مشائخ کتابیں لیے ہوئے پہنچ جائیں گے اور لکھی ہوئی علامتوں سے اُن کے جسم کی ساخت وغیرہ کا مقابلہ کر کے انہیں شناخت کریں گے، پھر بیعت ہوگی اور اعلانِ جہاد کر دیا جائے گا۔ چلّے کھینچے ہوئے درویش اور سب پرانے طرز کے "بقیۃ السلف" اُن کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔ تلوار تو محض شرط پوری کرنے کے لیے برائے نام چلانی پڑے گی۔

اصل میں سارا کام برکت اور روحانی تصرّف سے ہوگا۔ پھونکوں اور وظیفوں کے زور سے میدان جیتے جائیں گے۔ جس کافر پر نظر ڈال دیں گے تڑپ کر بے ہوش ہو جائے گا اور محض بد دُعا کی تاثیر سے ٹینکوں اور ہوائی جہازوں میں کیڑے پڑ جائیں گے۔ (مودُودی)

یہ ہے ابوالمجدّد صاحب مودودی کی بچی بچی، صاف صاف، ایمانیات کی ادنیٰ سی جھلک! فرمایئے؟ اتباعِ رسُول کی اس "تحمید و تکریم" سے اور مسلم شریف کی دمِ عیسٰے والی صحیح حدیث کی اس "تقدیس و توقیر" سے قلب میں کچھ نُور پیدا ہوُا؟ ایمان میں کچھ تازگی محسوس ہوئی؟ اگر نہیں تو لیجیے ابوالمجدّد صاحب مودُودی کے خصوصی اور تجلیاتی و ایمانی تصوّرات بھی ملاحظہ فرمالیجیے تاکہ کسی صاحبِ مکاشفہ، عابد و زاہد اور رُوحانی متصرّف بزرگ کی کرامتوں کا شکار ہو کر ابوالمجدّد صاحب کی قائم کردہ جدید قسم کی اسلامی اسٹیٹ میں کسی خسارے سے دوچار ہو جانا نہ پڑے۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۳۱) عقیدۂ ظہور مہدی کے متعلق عام لوگوں کے تصوّرات کچھ اسی قسم کے ہیں مگر میں جو کچھ سمجھا ہوں اس سے مجھ کو معاملہ بالکل برعکس نظر آتا ہے۔ میرا اندازہ یہ ہے کہ آنے والا اپنے زمانے میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا۔ وقت کے تمام علومِ جدیدہ پر اس کو مجتہدانہ بصیرت حاصل ہوگی۔ زندگی کے سارے مسائلِ مہمہ کو وہ خوب سمجھتا ہوگا۔ عقلی ذہنی ریاست سیاسی تدبر اور جنگی مہارت کے اعتبار سے وہ تمام دنیا پر اپنا سکہ جما دے گا اور اپنے عہد کے تمام جدیدوں سے بڑھ کر جدید ثابت ہوگا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اُس کی "جدتوں" کے خلاف مولوی اور صوفی صاحبان ہی سب سے پہلے شورش برپا کریں گے۔ پھر مجھے یہ بھی

امید نہیں کہ اپنی جسمانی ساخت میں وہ عام انسانوں سے کچھ بہت مختلف ہوگا کہ اس کی علامتوں سے اُس کو تاڑ لیا جائے، نہ میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنے مہدی ہونے کا اعلان کرے گا۔ بلکہ شاید اُسے خود بھی اپنے مہدئ موعود ہونے کی خبر نہ ہوگی اور اس کی موت کے بعد اُس کے کارناموں سے دنیا کو معلوم ہوگا کہ یہی تھا وہ خلافت کو منہاج النبوۃ پر قائم کرنے والا، جس کی آمد کا مژدہ سنایا گیا تھا۔ جیسا کہ میں پہلے اشارہ کر چکا ہوں، نبی کے سوا کسی کا یہ منصب نہیں ہے کہ دعوے سے کام کا آغاز کرے اور نہ نبی کے سوا کسی کو یقینی طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کس خدمت پر مامور ہوا ہے۔ مہدیت دعویٰ کرنے کی چیز نہیں، کرکے دکھا جانے کی چیز ہے۔ اس قسم کے دعوے جو لوگ کرتے ہیں اور جو ان پر ایمان لاتے ہیں میرے نزدیک دونوں اپنے علم کی کمی اور ذہن کی پستی کا ثبوت دیتے ہیں۔ مہدی کے کام کی نوعیت کا جو تصوّر میرے ذہن میں ہے وہ بھی ان حضرات کے تصوّر سے بالکل مختلف ہے۔ مجھے اس کے کام میں کرامات و خوارق، کشوف و الہامات اور چلّوں اور "مجاہدوں" کی کوئی جگہ نظر نہیں آتی میں یہ سمجھتا ہوں کہ انقلابی لیڈر کو دنیا میں جس طرح شدید جدّ و جہد اور کشمکش کے مرحلوں سے گذرنا پڑتا ہے اُنہی مرحلوں سے مہدی کو بھی گذرنا ہوگا۔ وہ خالص اسلام کی بنیادوں پر ایک نیا مذہبِ فکر (SCHOOL OF THOUGHT) پیدا کرے گا۔ ذہنیتوں کو بدلے گا۔ ایک زبردست تحریک اٹھائے گا جو بیک وقت تہذیبی بھی ہوگی اور سیاسی بھی، جاہلیت اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ اُس کو کچلنے کی

کوشش کرے گی، مگر بالآخر وہ جاہلی اقتدار کو الٹ کر پھینک دیگا اور ایک ایسا زبردست اسلامی اسٹیٹ قائم کرے گا جس میں ایک طرف اسلام کی پوری روح کارفرما ہوگی اور دوسری طرف سائنٹیفک ترقی اوجِ کمال پر پہنچ جائے گی۔ (مودودی)

(تجدید احیائے دین صہ ۱۶۴ بعنوان "المہدی کی علامات)

(۳۲) اوّل تو خود لفظ "مہدی" پر غور کرنا چاہیے جو حدیث میں استعمال کیا گیا ہے حضورؐ نے مہدی کا لفظ استعمال فرمایا ہے، جس کے معنی ہیں ہدایت یافتہ کے "ہادی" کا لفظ استعمال نہیں کیا ہے۔ مہدی ہر وہ سردار، لیڈر اور امیر ہو سکتا ہے جو راہ راست پر ہو۔ "المہدی" زیادہ سے زیادہ خصوصیت کے لیے استعمال ہوگا جس سے آنے والے کی کسی خاص امتیازی شان کا اظہار مقصود ہے اور وہ امتیازی شان حدیث میں اس طرح بیان کر دی گئی ہے کہ آنے والا خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا نظام درہم برہم ہو جانے اور ظلم و جور سے زمین کے بھر جانے کے بعد از سرِ نو خلافت کو منہاجِ نبوت پر قائم کرے گا اور زمین کو عدل سے بھر دیگا۔ (مودودی)

غور فرمایا آپ نے! اللہ کا رسول تو فرمائے کہ مہدی میری اولاد سے ہوگا اور یہ اور یہ اُس کی علامات ہوں گی اور ابو الاستہزا صاحب شریر مودودی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام علامتوں کو انتہائی تحقیر اور تلبیسانہ انداز میں جھٹلا کر فرماتے ہیں کہ مہدی ہر وہ سردار، لیڈر اور امیر ہو سکتا ہے جو راہِ راست پر ہو! اب تو صاف سمجھ میں آگیا ہو گا کہ ابو الاستہزا صاحب شریر مودودی کے لیے نعوذ باللہ من ذالک ابو الانبیاء کا خطاب بھی یقیناً ضروری ہی ہے کیونکہ خاتم الانبیاء، سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے نہ صرف صریح اختلاف ہی کرنا بلکہ استہزا اور مذاق اڑانا اور آپ کے متبعین اور پیرؤوں پر ایک قسم کا چارج شیٹ بھی لگانا

یعنی نا اہل قرار دینا (جیسا کہ اقتباس نمبر ۲۹ یا ۳۱ کی خط کشیدہ سطور سے ظاہر ہے) کیا کسی معمولی مراتب کے انسان کا کام ہو سکتا ہے؟ کسی حاکم کے فرمان کے خلاف یقیناً کوئی بڑا حاکم ہی اختلاف یا رائے زنی کر سکتا ہے۔ اور کیا پیغمبرانہ منصب سے گذر کر حدود اللہ میں رائے زنی کرنا یا قاعدے کلیے اختراع کرنا ابوالاستہزاصاحب شریر مودودی کے غیر معمولی "مراتب" کی نشاندہی نہیں؟ اور کیا ان حالات کے پیش نظر تمام علمائے پاکستان کا متحد و متفق اور منظم اور صف آرار ہو کر ابوالاستہزا صاحب شریر اور فتین مودودی کی خدمت میں پہنچ کر "بیعت" ہونا یا کم سے کم خدمات علوم دین کی "داد پیش کرنا" ضروری اور فرض نہیں؟ اور کیا ان واضح اور نمایاں حالات کے پیش نظر ابوالاستہزا صاحب شریر مودودی کو نعوذ باللہ "ابوالانبیاء" کے خطاب سے محروم رکھنا اگر اپنے ایمانوں کا "ضیاع" نہیں تو کیا یہ اُن کی حق تلفی اور ناحق شناسی بھی نہیں؟ اور کیا بغیر دعوی کیے خود بخود آٹومیٹک طریقے پر ماڈرن مجدد اور نیو اسٹائل مہدی بن جانے کے لیے مودودی کی یہ تشریحات کافی اور مدلل نہیں؟ ؎

آنکھوں والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اب بھی اگر ابوالاستہزا صاحب مودودی کے فل پاور ماڈرن مجدد اعظم اور نیو اسٹائل مہدی ہونے میں شک و شبہ باقی ہو تو پھر آپ کو چاہیے کہ نیو اسٹائل مہدی کی "مصفیٔ ایمان" کتب "تجدید و احیائے دین، تنقیحات، تفہیمات، رسائل مسائل، مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش اور حقوق الزوجین" وغیرہ کا باقاعدہ مطالعہ کریں مگر ان "مصفیٔ ایمان" کتب کے مطالعے کے لیے درس نظامی کا مستند فاضل ہونا یا کسی مستند عالم کے ذریعہ سمجھنا ضروری ہے اس کے باوجود بھی اگر شکوک باقی رہ جاتے ہیں تو پھر آپ ضرور کسی دارالعلوم میں داخلہ لیں یا کسی شیخ کامل کی خدمات حاصل کریں اور اپنی "کج ذہنیت" اور "کم علمیت" کا فوری علاج کرائیں۔

(مرتب)

(رسائل مسائل حصہ اوّل ص ۶۳ بعنوان "مسئلہ مہدی)

(۳۲) کتاب "علاماتِ قیامت" میں جس روایت کا ذکر ہے اس کے متعلق میں نفیاً یا اثباتاً کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اگر وہ صحیح ہے اور فی الواقع حضور نے یہ خبر دی ہے کہ مہدی کی بیعت کے وقت آسمان سے ندا آئے گی کہ "هٰذَا خَلِيفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْتَمِعُوا لَهٗ وَاَطِيعُوْا" تو یقیناً میری وہ رائے غلط ہے جو تجدید و احیائے دین میں میں نے ظاہر کی ہے لیکن مجھے یہ توقع نہیں کہ حضورؐ نے ایسی بات فرمائی ہو گی۔

(مودودی)

قابلِ غور امر ہے کہ اوّل تو شاہ رفیع الدین صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مترجم اوّل قرآنِ کریم، جو برادرِ حقیقی ہیں حضرت شاہ عبدالعزیز، حضرت شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالغنی صاحب رحمہم اللہ علیہم کے، اُن کا اپنی کتاب "علاماتِ قیامت" میں اس حدیث "هٰذَا خَلِيفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْتَمِعُوا لَهٗ وَاَطِيعُوْا" کا بیان فرمانا ہی صحت اور سند ہے۔ اور پھر کیا ابوالمجدّد صاحب مودودی کے لیے یہ بات قابلِ شرم و غیرت اور قابلِ صد ہزار لعنت نہیں ہے کہ اتنے بڑے (وہم و گمان اور قیاس و تصوّر سے بالا) عالم اور مفسرِ قرآن ہو کر اور مکہ معظمہ میں مؤتمرِ اسلامی کے رکن اور رابطۂ عالمِ اسلامی کی مجلسِ تاسیسی کے ممبر اور احادیث، اور احادیث کے راویوں کو پرکھنے کے ماہر ہو کر اور عالمِ اسلام میں تجدید و احیائے دین اور اقامتِ دین کے دعوے دار اور علمبردار ہو کر یہ فرمائیں کہ "میں نفیاً یا اثباتاً کچھ نہیں کہہ سکتا اگر وہ صحیح ہے اور فی الواقع حضورؐ نے یہ خبر دی ہے کہ مہدی کی بیعت کے وقت آسمان سے ندا آئے گی تو میری وہ رائے غلط ہے جو تجدید و احیائے دین میں نے ظاہر کی ہے۔" کیا مودودی صاحب اپنے اس تذبذب کو رفع کرنے کے لیے احادیث کی کتابوں میں تلاش کر کے اپنی یقینی رائے کا اظہار نہیں کر سکتے تھے؟

بات درحقیقت یہ نہیں ہے بلکہ مودودی صاحب کو پورا پورا یقین ہے کہ یہ حدیث ہے اور صحیح ہے مگر اس کی صحت اور اس حدیث شریف کے مضمون سے مودودی صاحب کا وہ سارا کا سارا بنا بنایا تجدید و احیائے دین و اقامتِ دین کا پُر فریب پلان اور تمام تصانیف اور خود ذاتِ شریف بھی سمندر ہی کی نظر کر دیے جانے کے قابل سمجھے جانے لگیں گے۔ (مرتّب)

الزام ۸ معہ استدلال و تشریحات

"خانہ کعبہ اور حرمِ پاک کے مقدس ماحول کی شرمناک اور غیر مہذب اور ناقابلِ برداشت حقارت آمیز الفاظ میں (بہ مشابہ اعدائے دین) تذلیل و توہین کرکے ارض بیت اللہ کو عبادت کی رُوح سے ہی خارج اور محروم بتلانے والا اور منتظمین کعبہ کی شان میں خالص اپنے ہی عیوب اور اپنی ہی اسلام فروشی، قرآن فروشی اور دین فروشی کا عکس تھوپ کر اُن کی شانِ مقدس میں بنارس اور ہردوار کے پنڈتوں اور جوگیوں کے توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے والا اور حج بیت اللہ کے فضائل و مناسک کی تبلیغ و تلقین کرنے والے علمائے کرام کی شان میں ذلیل و رکیک بلکہ واجب التعزیر الفاظ میں دریدہ دہنی کرنے والا کیا دشمنِ اسلام، مفسدِ دین و ایمان بدلگام اور فتّینِ اعظم نہیں؟"

اس جگہ سب سے پہلے مودودی صاحب کی تفسیر تفہیم القرآن کی طبع چہارم کے سرورق کے اندرونی صفحے کا ایک اہم اور خصوصی اعلان پیش کرتا ہوں کہ جس کا الزام نمبر ۸ کے حوالجات سے غیر معمولی تعلق ہے۔ (مرتب)

مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۵

(تفہیم القرآن جلد اوّل طبع چہارم کے سرورق کا اندرونی صفحہ)

۳۴ اس کتاب کے تین ہزار نسخے نکل چکے تھے کہ ہمارے علم میں یہ بات

آئی کہ ایک صاحب اُسے ناجائز طور پر طبع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لہٰذا ہم نے اب یہ اہتمام کیا ہے کہ ہر نسخے پر مصنّف اور طابع و ناشر کے قلمی دستخط ہوں گے۔ تاکہ ہر وہ نسخہ مالِ مسروقہ قرار پائے جس پر یہ دستخط نہ ہوں۔ دستخط کرنے کا یہ طریقہ قسم اوّل کے نسخہ ۴۰۰۱ قسم دوم کے نسخہ ۲۰۰۱ اور قسم سوم کے نسخہ ۵۰۰۱ سے شروع کیا جا رہا ہے۔ ہم اس امر کا اعلان بھی کرتے ہیں کہ مکتبہ تعمیرِ انسانیت کے دفتر میں ان سب لوگوں کے نام اور پتے محفوظ رکھے جاتے ہیں جن کو کتاب کا کوئی نسخہ قیمتاً یا ہدیۃً دیا جاتا ہے۔ لہٰذا جو صاحب مصنّف کی اجازت کے بغیر یہ کتاب طبع اور شائع کریں گے، اُن کی چوری چھُپ نہ سکے گی اور اُن کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔

	مصنّف	طابع و ناشر
ہدیہ ۱۶/۲۵	ابوالاعلیٰ (مہر)	محمد قمر الدین

(اعلان برائے تفہیم القرآن مودودی)

قرآن کریم اور اس کی تفسیر ہی دین و اسلام کا سرچشمہ ہے اور اللہ کے دین کی اشاعت اور اعلائے کلمۃ الحق کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور اللہ کے دین کی اشاعت اور اعلائے کلمۃ الحق حتی الامکان ہر مسلمان کا فرض ہے اس لیے قرآن کریم اور اس کی تفسیر کا زیادہ سے زیادہ چھپنا بھی یقیناً اسکی زیادہ سے زیادہ اشاعت کا پُرسہولت اور آسان و ارزاں سبب ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم اور تفاسیر، احادیث شریف اور فقہ، ہرگز بھی کسی فردِ واحد یا کسی کمپنی کی جاگیر نہیں بن سکتی۔ جیسا کہ تاریخِ اسلام میں آج تک قرآن و حدیث اور فقہ و تفسیر کی طباعت اس قدر عام رہی ہے کہ نول کشور وغیرہ جیسے غیر مسلموں نے بھی لامتناہی تعداد میں قرآن و حدیث و فقہ و تفسیر کی طباعت کرائی ہے جو ارزاں سے ارزاں تر

قیمتوں پر فراہم ہونے اور زیادہ سے زیادہ شائع ہونے کا سبب بنا۔ لیکن ابوالتجار صاحب مودودی نے اپنی تفسیر اور اپنی وہ تمام خصوصی تصانیف جو عالم اسلام میں تجدید دین واحیائے دین و اقامتِ دین و اشاعتِ دین و تبلیغ دین و ترغیبِ دین اور تلقینِ دین کا ہی سہارا لے کر لکھی اور شائع کی گئی ہیں' اُن سب کے جملہ حقوق پر طباعت کی پابندی لگا کر اور گراں سے گراں تر قیمتوں پر فروخت کر کر کے نہ صرف اپنی یا اپنے باپ دادا کی جاگیر ہی بنالی ہے بلکہ اس گمراہ کُن طریقے کو دُوسروں کے لیے جواز اور مشعل راہ بنا دیا ہے۔ اور یہ اِسلام اور دین فروشی اور قلم فروشی کا ایسا ناقابلِ تردید اور واضح ثبوت ہے کہ جس کا سوائے ڈوب مرنے یا پاکستان اور تمام ممالک اسلامیہ سے روپوش ہو جانے یا پھر اللہ کے حضور میں توبہ کرنے اور قوم سے معافی مانگنے کے کوئی تدارک یا جواب ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن اس کے برعکس بے غیرتی اور ڈھٹائی ملاحظہ فرمایئے کہ اگر کسی نے ابوالتجار صاحب مودودی کی اِن پُر فریب اور پُر دجل چالوں کو تاڑ اور بھانپ کر اور اُن کے اِسلام فروشی کے پُر خطر نتائج سے متاثر ہو کر صرف قلم فروش ہی کہہ دیا یا لکھ دیا تو فوراً ہی اُن کے "صالحین" اور "قانتین" کوٹ پتلون کے بٹن کھول اور آستین چڑھا ایسے برہم ہوتے ہیں کہ جیسے نہ معلوم حضرت قبلہ مولانا ابوالتجار صاحب مودودی کی شانِ مبارک میں کوئی ناروا گستاخی یا بے بنیاد اِلزام اور مکروہ بہتان لگا دیا ہو۔ اِس لیے اب میں ابوالتجار اور ابوالقلم صاحب مودودی کا ایک دینی اور علمی وادبی واصلاحی اقتباس پیش کرتا ہوں کہ جو ابوالتجار صاحب مودودی نے قرآنِ کریم کی آیت مبارک اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (پ ۱۴ ع ۲۲) (ترجمہ:- آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلایئے اور اُن کے ساتھ حُسن وخوبصورتی سے بحث کیجیے) پر عمل کر کے ہی آبِ زمزم میں غسل فرما کر اور باوضو ہو کر نہایت شستہ وشائستہ انداز والفاظ میں لکھا ہو گا۔

(مرتب)

(خطباتِ حصّہ چہارم صـ ۵۲ تا صـ ۵۴ بعنوان "حج کا عالمگیر اجتماع)

(۳۵) وُہ سرزمین جہاں سے کبھی اسلام کا نور تمام عالم میں پھیلا تھا، آج اُس جاہلیت کے قریب پہنچ گئی ہے جس میں وہ اسلام سے پہلے مبتلا تھی۔ اب نہ وہاں اسلام کا علم ہے، نہ اسلامی اخلاق ہیں، نہ اسلامی زندگی ہے۔ لوگ دُور دُور سے بڑی گہری عقیدتیں لیے ہُوئے حرمِ پاک کا سفر کرتے ہیں مگر اس علاقے میں پہنچکر جب ہر طرف اُن کو جہالت، گندگی، طمع، بے حیائی دنیا پرستی، بداخلاقی، بدانتظامی اور عام باشندوں کی ہر طرح گری ہوئی حالت نظر آتی ہے تو اُن کی توقعات کا سارا طلسم پاش پاش ہو کر رہ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بہت سے لوگ حج کر کے اپنا ایمان بڑھانے کے بجائے اُلٹا کچھ کھو آتے ہیں۔ وہی پرانی مہنت گری جو حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے بعد جاہلیت کے زمانے میں کعبے میں مُسلط ہو گئی تھی اور جسے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر ختم کیا تھا، اب پھر تازہ ہو گئی ہے، حرمِ کعبہ کے منتظم پھر اُسی طرح مہنت بن کر بیٹھ گئے ہیں۔ خدا کا گھر اُن کے لیے جائیداد اور حج اُن کے لیے تجارت بن گیا ہے۔ حج کرنے والوں کو وہ اپنا آسامی سمجھتے ہیں۔ مختلف ملکوں میں بڑی بڑی تنخواہیں پانے والے ایجنٹ مقرر ہیں تاکہ اسامیوں کو گھیر گھیر کر بھیجیں۔ ہر سال اجمیر کے خادموں کی طرح ایک لشکر کا لشکر دلالوں اور سفری ایجنٹوں کا مکہ سے نکلتا ہے تاکہ دنیا بھر کے ملکوں سے اسامیوں کو گھیر لائے۔ قرآن کی آیتیں اور حدیث کے احکام لوگوں کو سنا سنا کر حج پر آمادہ کیا جاتا ہے، نہ اس لیے کہ انہیں خدا کا عائد کیا ہُوا فرض یاد دلایا جائے، بلکہ صرف اس لیے کہ ان احکام کو سُن کر یہ لوگ حج کو نکلیں تو آمدنی کا دروازہ کھُلے۔ گویا اللہ اور اُس کے

رسُول نے یہ سارا کاروبار انہی مہنتوں اور اُن کے دلّالوں کی پرورش کے لیے پھیلایا تھا۔ پھر جب اس فرض کو ادا کرنے کے لیے آدمی گھر سے نکلتا ہے تو سفر شروع کرنے سے لے کر واپسی تک ہر جگہ اُس کو مذہبی مزدوروں اور دینی تاجروں سے سابقہ پیش آتا ہے معلّم، مطوّف، وکیلِ مطوّف، کلید بردارِ کعبہ اور خود حکومت حجاز، سب اس تجارت میں حصّہ دار ہیں۔ حج کے سارے مناسک معاوضہ لے کر ادا کرائے جاتے ہیں۔ ایک مسلمان کے لیے خانۂ کعبہ کا دروازہ تک فیس کے بغیر نہیں کھل سکتا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ بنارس اور ہردوار کے پنڈتوں کی سی حالت اُس دین کے نام نہاد خدمت گذاروں اور مرکزی عبادت گاہ کے مجاوروں نے اختیار کر رکھی ہے جس نے مہنت گری کے کاروبار کی جڑ کاٹ دی تھی۔ بھلا جہاں عبادت کرانے کا کام مزدوری اور تجارت بن گیا ہو، جہاں عبادت گاہوں کو ذریعۂ آمدنی بنا لیا گیا ہو، جہاں احکامِ الٰہی کو اِس غرض کے لیے استعمال کیا جاتا ہو کہ خدا کا حکم سُن کر لوگ فرض بجا لانے کے لیے مجبور ہوں اور اس طاقت کے بل پر اُن کی جیبوں سے رُوپیہ گھسیٹا جائے۔ جہاں آدمی کو عبادت کا ہر رُکن ادا کرنے کے لیے معاوضہ دینا پڑتا ہو اور دینی سعادت ایک طرح سے خرید و فروخت کی جنس بن گئی ہو، ایسی جگہ عبادت کی رُوح باقی کہاں رہ سکتی ہے؟ کس طرح آپ اُمید کر سکتے ہیں کہ حج کرنے والوں اور حج کرانے والوں کو اس عبادت کے حقیقی و روحانی فائدے حاصل ہوں گے جبکہ یہ سارا کام سوداگری اور دوسری طرف خریداری کی ذہنیت سے ہو رہا ہو۔ (مودُودی)

ملاحظہ فرمائی ؟ ابوالعفوات صاحب مودُودی کی کلیجہ چیر دینے والی مسلم اور مومن آزار تحریر ؟ کیا عالمِ اسلام میں تجدید واحیائے دین کا کوئی علمبردار یا دعویدار تو درکنار کوئی عام اور مذہب سے آزاد رہنے والا مسلمان بھی کہیں اتنی جرأت اور بے باکی دکھا سکتا ہے ! مجھے یقین ہے کہ کوئی غیر مسلم بھی حرمِ پاک اور علمائے حق اور منتظمین کعبہ کے خلاف اتنی جرأت اور بے باکی سے قلم نہیں اٹھا سکتا۔ اچھا میں بھی پوچھتا ہوں کہ اللہ نے یہ سارا نظامِ اسلام قرآن و حدیث اور غلافِ کعبہ وغیرہ کا کاروبار صرف مودُودی پرشاد اور اس کے دلال ساتھیوں کے لیے پھیلایا ہے ؟ (مرتّب)

اِلزام ۹ معہ اِستدلال وتشریحات

"پیغمبرِ خدا اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین کی وضع قطع، لباس و تمدّن اور طرزِ معاشرت اختیار کرنے کو محض ڈرامے کی حیثیت بتلا کر سنّتِ نبوی اور اسوۂ رسُول ؐ سے روگردانی اور آثارِ صحابہ کے اِنکار کا فتنہ کھڑا کرنے والا کیا مخربِ اسلام اور مفسدِ دین و ایمان نہیں ! اور کیا شعارِ اسلام اور سنّتِ رسُول کا کھلا دشمن نہیں ؟

مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۝

(رسائل مسائل حصّہ اوّل صـ ۱۸۹ بعنوان "تقلید و عدمِ تقلید")

(۳۶) میں نہ مسلکِ اہلحدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعیت ہی کا پابند ہوں۔ (مودُودی)

(بحوالہ بالا صـ ۱۵۱ بعنوان "جماعتِ اسلامی کے متعلق چند شبہات)

(۳۷) میرا طریقہ یہ ہے کہ میں بزرگانِ سلف کے خیالات اور کاموں پر بے لاگ تحقیقی و تنقیدی نگاہ ڈالتا ہوں۔ جو کچھ ان میں حق پاتا ہوں اُسے حق کہتا ہوں اور جس چیز کو کتاب و سنّت کے لحاظ سے یا حکمتِ عملی کے اعتبار

سے درست نہیں پاتا اُس کو صاف صاف نا درست کہہ دیتا ہوں۔

(مودودی)

کیا ابوالحکمت صاحب مودودی کی اس خط کشیدہ "حکمتِ عملی" کے معنیٰ یا اس کی شرعی تفصیل کوئی عالم دین بتلانے اور سمجھانے کی تکلیف گوارا کر سکتے ہیں؟ کہ اللہ کے دین میں "حکمتِ عملی" کا کیا مقام ہے اور شرعی اصطلاحات اور محاورات میں "حکمتِ عملی" کسے کہتے ہیں؟ اور کیا تاریخ اسلام میں یہ "حکمتِ عملی" کی اصطلاح اس سے قبل بھی کبھی کسی مجتہد یا محدث یا کسی فقیہہ نے استعمال کی ہے؟ یا محض ابوالمجدد صاحب مودودی نے تجدید دین کی ضرورتوں کے لیے یہ جدید اصطلاح اپنے حاصل کردہ خصوصی اختیارات کے تحت ایجاد فرمائی ہے؟

(تنقیحات صفحہ ۱۷۱/۳۷ بعنوان "مرض اور اُس کا علاج")

(۲۸) اتباعِ رسول و اصحاب کا یہ مفہوم ہی سرے سے غلط ہے، اور اکثر دیندار لوگ غلطی سے اُس کا یہی مفہوم لیتے ہیں۔ اُن کے نزدیک سلفِ صالح کی پیروی اُس کا نام ہے کہ جیسا لباس وہ پہنتے تھے ویسا ہی ہم پہنیں جس قسم کے کھانے وہ کھاتے تھے اُسی قسم کے کھانے ہم بھی کھائیں، جیسا طرزِ معاشرت اُن کے گھروں میں تھا بعینہٖ وہی طرزِ معاشرت ہمارے گھروں میں بھی ہو، تمدن و حضارت کی جو حالت اُن کے عہد میں تھی اُس کو ہم بالکل متحجر (FOSEILISED) صورت میں قیامت تک باقی رکھنے کی کوشش کریں اور ہمارے اس ماحول سے باہر کی دنیا میں جو تغیرات واقع ہو رہے ہیں اُن سب سے آنکھیں بند کرکے ہم اپنے دماغ اور اپنی زندگی کے ارد گرد ایک حصار کھینچ لیں جس کی حد میں وقت کی حرکت اور زمانے کے تغیر کو داخل ہونے کی اجازت نہ ہو

اتباع کا یہ تصور جو دورِ انحطاط کی کئی صدیوں سے دیندار مسلمانوں کے دماغوں پر مسلّط رہا ہے درحقیقت رُوحِ اسلام کے بالکل منافی ہے اسلام کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ ہم جیتے جاگتے آثارِ قدیمہ بن کر رہیں اور اپنی زندگی کو قدیم تمدّن کا ایک تاریخی ڈرامہ بنائے رکھیں۔ (مودودی)

کیا یہ اقتباس ابوالمجدّد صاحب مودُودی کو ہائی اسٹنڈرڈ حیثیت کا فُل پاور ماڈرن مجدّدِ اعظم اور ہائی اتھارٹی رکھنے والا نیو اسٹائل مغربی مہدی سمجھنے اور تسلیم کرنے کے لیے کافی نہیں، اگر نہیں تو لیجیے اِس سے بھی زیادہ صاف اور صریح ارشاد پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمایئے اور فیصلہ بھی نشر فرماکر اللہ کے حضُور سے اجرِ عظیم حاصل کیجیے۔ (مرتّب)

(تجدید و احیائے دین صـ۱۱۹ بعنوان "پہلا سبب")

(۳۹) پہلی چیز جو مجھ کو حضرت مجدّد الف ثانی کے وقت سے شاہ صاحب اور ان کے خلفاء تک کے تجدیدی کام میں کھٹکی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے تصوّف کے بارے میں مسلمانوں کی بیماری کا پورا اندازہ نہیں لگایا اور نادانستہ اُن کو پھر وُہی غذا دے دی جس سے مکمّل پرہیز کرانے کی ضرورت تھی۔ (مودُودی) .... آگے چل کر اِسی مضمُون میں پرہیز والی غذا کو واضح فرماتے ہیں کہ :-

(مطابق بحوالۂ بالا)

(۴۰) جس چیز کو میں لائق پرہیز کہہ رہا ہوں وہ متصوّفانہ رموز و اشارات اور متصوّفانہ زبان کا استعمال، اور متصوّفانہ طریقے سے مشابہت رکھنے والے طریقوں کو جاری رکھنا ہے۔ (مودُودی)

(مطابق بحوالا بالا صـ۱۲۰)

(۴۱) پس جس طرح پانی جیسی حلال چیز بھی اُس وقت ممنوع ہو جاتی ہے جب

وہ مریض کے لیے نقصان دہ ہو، اسی طرح یہ قالب بھی مباح ہونے کے باوجود اسی بنار پر قطعی چھوڑ دینے کے قابل ہوگیا ہے کہ اسی کے لباس میں مسلمانوں کو افیون کا چسکا لگایا گیا ہے اور اس کے قریب جاتے ہی اُن مزمن مریضوں کو پھر وہی چنیا بیگم یاد آجاتی ہیں۔ جو صدیوں ان کو تھپک تھپک کر سُلاتی رہی ہیں۔ بیعت کا معاملہ پیش آنے کے بعد کچھ دیر نہیں لگتی کہ مریدوں میں وہ ذہنیت پیدا ہونی شروع ہوجاتی ہے جو مُریدی کے ساتھ مختص ہوچکی ہے۔ (مودُودی)

(بحوالہ بالا صـــ ۱۲۲)

(۴۲) اب جس کسی کو تجدیدِ دین کے لیے کوئی کام کرنا ہو اُس کے لیے لازم ہے کہ متصوفین کی زبان و اصطلاحات سے، رموز و اشارات سے، لباس و اطوار سے، پیری مریدی سے اور ہر اُس چیز سے جو اس طریقے کی یاد تازہ کرنے والی ہو، مسلمانوں کو اس طرح پرہیز کرائے جیسے ذیابیطس کے مریض کو شکر سے پرہیز کرایا جاتا ہے۔ (مودُودی)

(اسلامی نظامِ زندگی صـــ ۲۶۱/۲۶۲ بعنوان "امامت کے باب میں خدا کی سنّت)

(۴۳) یہاں کوئی سعی محض پاکیزہ خواہشات اور اچھی نیتوں کی بنار پر کامیاب نہیں ہوسکتی، اور نہ محض نفوسِ قدسیہ کی برکتیں ہی اس کو بار آور کرسکتی ہیں، بلکہ اس کے لیے اُن شرائط کا پُورا ہونا ضروری ہے جو ایسی مساعی کی بار آوری کے لیے قانونِ الٰہی میں مقرر ہیں۔ آپ اگر زراعت کریں تو خواہ آپ کتنے ہی بزرگ صفت انسان ہوں اور تسبیح و تحلیل[1] میں کتنا ہی مبالغہ کرتے ہوں، بہرحال آپ کا پھینکا ہوا کوئی بیج بھی برگ و بار نہیں لاسکتا جب تک آپ سعیِ کاشت کاری میں اُس قانون کی پوری پوری پابندی

---

[1] ابوالنشر صاحب مودودی کی عربی قابلیت کا اندازہ لگائیے بجائے تہلیل کے بڑی حا کے ساتھ تحلیل لکھتے ہیں۔ ۱۲

ملحوظ نہ رکھیں جو اللہ تعالےٰ نے کھیتوں کی بار آوری کے لیے مقرر کر دیا ہے

اسی طرح نظامِ امامت کا وہ انقلاب بھی جو آپ کے پیشِ نظر ہے، کبھی محض دُعاؤں اور پاک تمناؤں سے رونما نہ ہو سکے گا۔ بلکہ اُس کے لیے بھی ناگزیر ہے کہ آپ اس قانون کو سمجھیں اور اس کی ساری شرطیں پوری کریں جس کے تحت دنیا میں امامت قائم ہوتی ہے، کسی کو ملتی ہے اور کسی سے چھنتی ہے۔

(مودُودی)

واقعی ملتِ اسلامیہ کی گھٹی میں یہ خطرناک شیدہ گمراہ عقیدہ پرانے زمانے سے ٹھسا ہوا چلا آرہا تھا جس کی ابوالنشر صاحب مودُودی نے خوب وضاحت کے ساتھ اصلاح فرمائی ہے اور منصبِ امامت اور نظامِ امامت کے پیش آمدہ لاینحل مسائل بھی نہایت ہی صاف اور سلجھے ہوئے شائستہ اور اچھوتے نشترانہ و ناقدانہ انداز میں حل فرما دیے! جس کے لیے بے ساختہ بارگاہِ مجیبُ الدعوات میں پرخلوص دُعا دل سے نکلتی ہے کہ اے اللہ! ابوالنشر صاحب مودُودی کو اُن کی ان خدماتِ جلیلہ کے صلے میں "عتابِ کاملہ وعاجلہ" فرما کر اسفل السافلین کی تمام اسفل اور اکمل خصوصیات سے بہرہ ور فرما۔ (آمین ثم آمین)

(اسلامی نظامِ زندگی ص۲۶۵ بعنوان تحریکِ اسلامی کی اخلاقی بنیادیں)

(۴۴) آدمی خدا اور وحی اور رسول اور آخرت کو مانتا ہے یا نہیں؛ طہارتِ نفس اور نیتِ خیر اور عمل صالح سے آراستہ ہے یا نہیں؛ اچھے مقصد کے لیے کام کر رہا ہے یا بُرے مقصد کے لیے قطع نظر اس سے کہ کسی میں ایمان ہو یا نہ ہو، اور اس کی زندگی پاک ہو یا ناپاک، اس کی سعی کا مقصد اچھا ہو یا بُرا، جو شخص اور جو گروہ بھی اپنے اندر وہ اوصاف رکھتا ہو گا جو دنیا میں کامیابی کے لیے ناگزیر ہیں وہ یقیناً کامیاب ہو گا۔

(مودُودی)

ملاحظہ فرمایا آپ نے ! ابوالعلم صاحب مودودی جن اوصاف اور خوبیوں کو غیر ضروری قرار دے رہے ہیں اسلام میں یہی وہ بنیادی اوصاف ہیں کہ جن کے حصول کے بغیر دین و دنیا کی کوئی کامیابی حاصل کرنا ممکن نہیں :- (مرتب)

(اسلامی نظام زندگی صـ ۲۸۴ بعنوان "بنیادی اخلاقیات")

(۴۵) مجھے امید ہے کہ آپ نے یہ بھی اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ مسلمانوں کی موجودہ پست حالی کا سبب کیا ہے ، ظاہر بات ہے کہ جو لوگ نہ مادی وسائل سے کام لیں نہ بنیادی اخلاقیات سے آراستہ ہوں اور نہ اجتماعی طور پر ان کے اندر اسلامی اخلاقیات ہی پائے جائیں وہ کسی طرح بھی امامت کے منصب پر فائز نہیں رہ سکتے ۔ خدا کی اٹل بے لاگ سنت کا تقاضا یہی ہے کہ اُن پر ایسے کافروں کو ترجیح دی جائے جو اسلامی اخلاقیات سے عاری سہی مگر کم از کم بنیادی اخلاقیات اور مادی وسائل کے استعمال میں تو اُن سے بڑھے ہوئے ہیں اور اپنے آپ کو اُن کی بہ نسبت انتظام دنیا کے لیے اہل تر ثابت کر رہے ہیں ۔ (مودودی)

غور فرمایا آپ نے ؛ خط کشیدہ عبارت کے بعد ماڈرن مجدد اعظم مودودی کو اسلام کا سچا اور صاف ستھرا حق گو ڈاکو اور عالم اسلام میں تجدید و احیائے دین و اقامت دین کا علمبردار اور نیز استائل مغربی مہدی نہ تسلیم کیا جانا کیا ناحق شناسی کا کھلا ثبوت نہ ہوگا ؟ (مرتب)

(اسلامی نظام زندگی صـ ۲۹۰ بعنوان "ایمان")

(۴۶) جہاں ایمان ہی ان حیثیات سے اپنی وسعت و ہمہ گیری اور پختگی و مضبوطی میں ناقص ہو وہاں تقویٰ یا احسان ("تصوف") کا کیا امکان ہو سکتا ہے کیا اس نقص کی کسر ڈاڑھیوں کے طول اور لباس کی تراش و خراش یا تسبیح گردانی و تہجد خوانی سے پوری کی جا سکتی ہے ؟ (مودودی)

(اسلامی نظام زندگی صہ ۳۰۴ بعنوان "احسان")

(۴۷) پھر کیا معاذ اللہ خدا کے متعلق آپ کا یہ گمان ہے کہ وہ اپنے وفادار دل کو پہچاننے کی اتنی تمیز بھی نہیں رکھتا جتنی دنیا کے ان کم عقل انسانوں میں پائی جاتی ہے؛ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ بس ڈاڑھیوں کا طول، ٹخنوں اور پائینچوں کا فاصلہ، تسبیحوں کی گردش، اوراد و وظائف اور نوافل اور مراقبے کے مشاغل اور ایسی ہی چند اور چیزیں دیکھ کر ہی دھوکہ کھا جائے گا کہ آپ اس کے سچے وفادار اور جاں نثار ہیں؟ (مودودی)

کیا یہی ہے وہ شریفانہ اور سنجیدہ خطابت اور اسلامی اور شرعی خطیبانہ و عالمانہ انداز؟ جس کی قرآن کریم نے بایں الفاظ تعلیم دی ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ۝ (پ ۱۴ رکوع آخر)

آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور نصیحتوں کے ذریعے سے بلائیے اور ان کے ساتھ حسن و خوبصورتی سے بحث کیجیے۔

(تجدید و احیائے دین صہ ۱۹ بعنوان "جاہلیت مشرکانہ")

(۴۸) انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے اثر سے جہاں لوگ اللہ واحد و قہار کی خدائی کے قائل ہو گئے وہاں سے خداؤں کی دوسری اقسام تو رخصت ہو گئیں، مگر انبیاء، اولیاء، شہداء، صالحین، مجاذیب، اقطاب، ابدال، علماء، مشائخ اور ظل اللہوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی ہی رہی۔ (مودودی)

(اسلامی نظام زندگی صہ ۳۰۵ بعنوان "احسان")

(۴۹) آج تین روز سے میرے پاس پرچوں کی بھرمار ہو رہی ہے جن میں سارا مطالبہ بس اس کا ہے کہ جماعت کے لوگوں کی ڈاڑھیاں بڑھوائی جائیں

پائنچے ٹخنوں سے اونچے کرائے جائیں اور ایسے ہی دوسرے جزئیات کا اہتمام کرایا جائے۔ اس کے علاوہ بعض لوگوں کے اس خیال کا بھی مجھے علم ہوا کہ انہیں جماعت میں اُس چیز کی بڑی کمی محسوس ہوتی ہے جس کو وہ "رُوحانیت" سے تعبیر کرتے ہیں، مگر شائد وہ خود نہیں بتا سکتے کہ یہ رُوحانیت فی الواقع ہے کیا شے۔ اسی بناء پر اُن کی رائے یہ ہے کہ نصب العین اور طریقِ کار تو اس جماعت کا اختیار کیا جائے اور تزکیۂ نفس اور تربیتِ رُوحانی کے لیے خانقاہوں کی طرف رجوع کیا جائے۔ یہ ساری باتیں صاف بتاتی ہیں کہ ابھی تک ہماری تمام کوششوں کے باوجود لوگوں میں دین کا فہم پیدا نہیں ہوا ہے۔ (مودودی)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؛ ماڈرن مجددِ اعظم اور نیو اسٹائل مغربی مہدی مودودی کی ذہنیت کو؛ یعنی اسلامی وضع قطع اور شباہت کا اور تزکیۂ نفس کے لیے رُوحانی تربیت کا سوال کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ ابھی فہمِ دین بھی پیدا نہیں ہوا۔ (مرتب)

(بحوالہ بالا ص۳۰۶)

(۵۰) سب سے پہلے ٹھنڈے دل سے اس سوال پر غور کیجیے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسُول دنیا میں کس غرض کے لیے بھیجے ہیں؛ دنیا میں آخر کس چیز کی کمی تھی؛ کیا خرابی پائی جاتی تھی جسے رفع کرنے کے لیے انبیاء مبعوث کرنے کی ضرورت پیش آئی؛ کیا وہ یہی تھی کہ لوگ ڈاڑھیاں نہ رکھتے تھے اور انہی کے رکھوانے کے لیے رسُول بھیجے گئے؛ یا یہ کہ لوگ ٹخنے ڈھانکے رہتے تھے اور انبیاء کے ذریعے سے انہیں کھلوانا مقصود تھا؛ یا وہ چند سنتیں؛ جن کے اہتمام کا آپ لوگوں میں بہت چرچا ہے، دنیا میں جاری کرنے کے لیے انبیاء کی ضرورت تھی؟ (مودودی)

ماڈرن مجددِ اعظم اور نیو اسٹائل مغربی مہدی مودودی کی جماعت کے چند نیک نیت ارکان نے مغربی مہدی صاحب مودودی کی ایک گمراہ کن تقریر پر سختی سے نوٹس لیا اور سختی کے ساتھ برہم اور معترض ہو کر جماعت سے دیگر بہت سے نیک نیت لوگوں کے ساتھ الگ بھی ہوگئے جس پر جماعت کے ایک رکن نے مغربی مہدی صاحب مودودی کو تقریر کے چند غلط اور ناقابل برداشت پہلوؤں اور اندازِ بیان کے خلاف ناصحانہ انداز میں کچھ لکھا۔ جس کا مغربی مہدی صاحب مودودی نے صحیفانہ مگر پُرجلال انداز میں ایک بڑا لمبا چوڑا جواب لکھ کر شائع کیا جس کے دو مختصر سے جُز درج ذیل کرتا ہوں، ملاحظہ فرمائیے۔ (مرتّب)

(رسائل مسائل حصّہ اوّل ص۲۳۹ بعنوان "جزئیاتِ شرع و مقتضیاتِ دین")

(۵۱) دراصل جو باتیں میری اُس تقریر کو سننے کے بعد اُس گروہ کے لوگوں نے کی ہیں اُن سے تو مجھے یہ یقین حاصل ہوگیا ہے کہ یہ لوگ فی الواقع دین کے کسی کام کے نہیں یہ کہ اُن کا ہمارے قریب آنا اُن کے دُور رہنے، بلکہ مخالفت کرنے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ آپ خود ہی اندازہ کیجیے کہ جو لوگ قرآن و سنت کے لحاظ سے میری تقریر کے اندر کوئی لفظ بھی قابلِ گرفت نہیں بتا سکتے، بلکہ اُس کے برعکس جو یہ ماننے پر مجبور ہیں کہ جس چیز کو میں نے دین کا اصل مدّعا بتایا ہے واقعی قرآن و سنّت کی رُو سے دین کا اصل مدعا وہی ہے، اور جن چیزوں کو میں مقدّم و مؤخر کر رہا ہوں وہ واقعی مقدّم و مؤخر ہیں۔ مگر اس کے باوجود جنہیں میری اس تقریر پر اعتراض کرنے اور بد دلی اور رنجش کا اظہار کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوتا وہ آخر کس قدر و عزّت کے مستحق ہیں کہ اُن کے جذبات و خیالات کا لحاظ کیا جائے۔

(مودُودی)

اس اقتباس کا خط کشیدہ محیط کردہ جملہ دماغ میں مستحضر رکھ کر بقیہ اقتباس بغور پڑھیے

اِبتدائی جملوں میں ماڈرن مجددِ اعظم مودُودی نے "اُس گروہ کے" الفاظ لکھ کر درحقیقت یہ کوشش کی تھی کہ معترضین لوگوں کو اپنی جماعت کے افراد نہ ظاہر ہونے دُوں مگر عبارت کے اگلے الفاظ چیخ چیخ کر ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کہ یہ تمام معترضین سب وہی نیک نیت لوگ ہیں جو محض خوش فہمی میں مبتلا ہو کر مغربی مجددوں کے ٹولے میں شریک ہو گئے تھے۔ اب اُس کے بعد ابوالمقدم والمؤخر صاحب مودُودی کے اُسی جواب کے دوسرے ایک ضروری حِصّے کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔ (مرتب)

(بحوالہ بالا ص $\frac{۲۴۷}{۲۴۸}$ وبعنوانِ بالا)

(۵۲) میں اُسوہ اور سُنّت اور بدعت وغیرہ اصطلاحات کے ان مفہومات کو غلط بلکہ دین میں تحریف کا موجب سمجھتا ہوں جو بالعموم آپ حضرات کے ہاں رائج ہیں۔ آپ کا یہ خیال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بڑی ڈاڑھی رکھتے تھے، اتنی ہی بڑی ڈاڑھی رکھنا سنّتِ رسول یا اسوۂ رسول ہے، یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عاداتِ رسول کو بعینہٖ وہ سنّت سمجھتے ہیں جس کے جاری اور قائم کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مبعوث کیے جاتے رہے ہیں۔ مگر میرے نزدیک صرف یہی نہیں کہ یہ سنّت کی صحیح تعریف نہیں ہے بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنّت قرار دینا اور پھر اُن کے اتباع پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریفِ دین ہے جس سے نہایت بُرے نتائج پہلے بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ظاہر ہونے کا خطرہ ہے۔ (مودودی)

اگر ماڈرن مجددِ اعظم مودُودی کے تجدّد کا پُورا جلال، اور ہمارے دیے گئے ریمارک کا صحیح اور مکمل اندازہ کرنا ہو تو کتاب "تحریکِ اسلامی کی اخلاقی بنیادیں" بعنوان "غلط فہمیاں" اور رسائل مسائل حِصّہ اوّل کی کسی بھی مطبوعہ اشاعت میں "جزئیاتِ شرع اور مقتضیاتِ دین" کے عنوان

سے بذریعہ فہرست نکال کر ان اقتباسات کا مکمل سوال وجواب اور "غلط فہمیاں" والا مضمون ضرور ملاحظہ فرمائیے۔ امید ہے کہ مزید انکشاف احوال ہی نہیں بلکہ ماڈرن مجددِ اعظم مودودی کے پُر جلال تجدد کے متعلق بھی فیصلہ کن رائے قائم کرنے میں آسانی ہوگی۔ جی تو یہی چاہتا ہے کہ ماڈرن مجددِ اعظم مودودی کے پورے مضامین یا زیادہ سے زیادہ اقتباسات معقول تشریحات اور تبصروں کے ساتھ پیش کیے جائیں مگر انتہائے طوالت کے پیشِ نظر اختصار پر ہی اکتفا کرنا پڑتا ہے اگر ماڈرن مجددِ اعظم مودودی کے تجدد کی تمام زہریلی گل افشانیاں یکجا کی جائیں تو یقیناً کئی بڑی بڑی ضخیم اور پرحجم جلدیں تیار کرنی پڑیں گی جو مجھ ایسے بے بضاعت اِنسان کے لیے اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس کے بعد تین نہایت ضروری اقتباس پیش کرتا ہوں اگرچہ طویل ضرور ہیں مگر بغور پڑھنے کے قابل ہیں۔ اِس سے ماڈرن مجددِ اعظم مودودی کی صحیح پرواز اور ان کے مغربی رجحانات اور مغربی غلبۂ عقیدت اور جنگی رعب اور اس کی فوقیت کے تاثرات کا پورا اندازہ لگایا جاسکے گا۔ (مرتب)

(تنقیحات ص۳۳۶ بعنوان "مسلمانوں کیلئے جدید تعلیمی پالیسی اور لائحہ عمل)

(۵۳) مغربی علوم و فنون بجائے خود سب کے سب مفید ہیں، اور اسلام کو ان میں سے کسی کے ساتھ بھی دشمنی نہیں، بلکہ جواباً میں یہ کہوں گا کہ جہاں تک حقائق علمیہ کا تعلق ہے، اِسلام اُن کا دوست ہے اور وہ اِسلام کے دوست ہیں۔ (مودودی)

(ماہنامہ ترجمان القرآن ص۶۲ و ۶۳ بابت ماہ جمادی الاوّل ۱۳۷۷ھ مطابق فروری ۱۹۵۸ء جلد ۴۹ عدد ۵)

(۵۴) یورپ کے بہت سے ایسے ممالک ہیں جن میں معاشرتی فلاح کے لیے بہت مفید اور کار آمد اسکیمیں جاری ہیں۔ وہاں اجتماعی عدل کے حصول کے لیے کئی ایک مؤثر تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔ وہاں شخصی آزادی کی حفاظت اور پاسبانی کے لیے دستور و قانون میں تحفظات موجود

ہیں وہاں تعلیم و تعلّم کا ایک اچھا نظام رائج ہے۔ وہاں غریب اور پسے ہوئے طبقوں کو اٹھانے کے لیے جدّ و جہد کی جارہی ہے وہاں جمہُوریت اور جمہُوری اقدار کا دِلوں میں احترام ہے، اور کوئی بڑے سے بڑا آدمی اُن کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرتا وہاں لوگوں کا ایک سیاسی اخلاق اور کردار ہے اور اُسی کے مطابق وہ اپنی اِجتماعی زندگی بسر کرتے ہیں وہاں کے سربراہ کاروں کو اپنے وطن اور قوم سے محبّت ہوتی ہے اور وہ اپنے ہم وطنوں میں اپنی کبریائی کے ٹھاٹھ نہیں جماتے۔ وہ قوم کے دُکھ سُکھ میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔

(مودُودی)

(تجدید احیائے دین صہ ۱۲۴ تا ۱۲۸ بعنوان "تیسرا سبب")

(۵۵) جس دور میں ہمارے ہاں شاہ ولی اللہؒ صاحب، شاہ عبدالعزیزؒ صاحب اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ پیدا ہوئے اُسی دور میں یورپ قرونِ وسطیٰ کی نیند سے بیدار ہو کر نئی طاقت کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہُوا تھا اور وہاں علم و فن کے محققین، مکتشفین اور موجدین اس کثرت سے پیدا ہوئے تھے کہ انہوں نے ایک دنیا کی دنیا بدل ڈالی۔ وہی دَور تھا جس میں ہیوم، کانٹ، فشتے، ہیگل، کومت، شلائر ماشر، اور مل جیسے فلاسفر پیدا ہوئے جنہوں نے منطق و فلسفہ، اخلاقیات و نفسیات اور تمام علوم عقلیہ میں انقلاب برپا کیا۔ وہی دَور تھا جب طبیعیات میں گیلوینی اور دولٹا علم الکیمیا میں لاوویزیر، پریسٹلے، ڈیوی، ہائی ڈی، اور برزلیس، حیاتیات میں لینے، ہالر، بیشات اور وولف جیسے محققین اٹھے جن کی تحقیقات نے صرف سائنس ہی کو ترقی نہیں دی بلکہ کائنات اور انسان کے متعلق

بھی ایک نیا نظریہ پیدا کر دیا اسی دور میں کوپس نے، ٹرگوٹ، آدم سمتھ اور مالتھس کی دماغی کاوشوں سے معاشیات کا نیا علم مرتب ہوا وہی دور تھا جب فرانس میں روسو، والٹیر، مونٹسیکو، ڈینس ڈالائیرد، لامیٹری کیبانیس، بفون، روبینہ، انگلستان ٹامس پین، ولیم گوڈون، ڈیوڈ ہارٹلے جوزف پریسٹلے، ارامس ڈاروِن اور جرمنی میں گوئیتھے، ہرڈر، شیلر، ونکلمان، لسنگ اور بیرن ڈی ہولباش جیسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اخلاقیات، ادب، قانون، مذہب، سیاسیات اور تمام علوم عمران پر زبردست اثر ڈالا اور انتہائی جرأت و بے باکی کے ساتھ دنیائے قدیم پر تنقید کر کے نظریات و افکار کی ایک نئی دنیا بنا ڈالی۔ پریس کے استعمال، اشاعت کی کثرت، اسالیب بیان کی ندرت، اور خشک اصطلاحی زبان کے بجائے عام فہم زبان کو ذریعۂ اظہار خیال بنانے کی وجہ سے ان لوگوں کے خیالات نہایت وسیع پیمانے پر پھیلے۔ انہوں نے محدود افراد کو نہیں بلکہ قوموں کو بحیثیت مجموعی متاثر کیا۔ ذہنیتیں بدل دیں، اخلاق بدل دیے، نظامِ تعلیم بدل دیا، نظریۂ حیات اور مقصدِ زندگی بدل دیا اور تمدّن و سیاست کا پورا نظام بدل دیا۔

اُسی زمانے میں انقلابِ فرانس رونما ہوا جس سے ایک نئی تہذیب پیدا ہوئی۔ اُسی زمانے میں مشین کی ایجاد نے صنعتی انقلاب برپا کیا جس نے ایک نیا تمدّن، نئی طاقت اور نئے مسائل زندگی کے ساتھ پیدا کیا۔ اُسی زمانے میں انجینئرنگ کو غیر معمولی ترقی ہوئی جس سے یورپ کو وہ قوتیں حاصل ہوئیں کہ پہلے دنیا کی کسی قوم کو حاصل نہ ہوئی تھیں اُسی زمانے میں قدیم فنِ جنگ کی جگہ نیا فنِ جنگ، نئے آلات اور نئے

تدابیر کے ساتھ پیدا ہوا۔ باقاعدہ ڈرل کے ذریعہ سے فوجوں کو منظم کرنے کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ جس کی وجہ سے میدانِ جنگ میں پلٹنیں مشین کی طرح حرکت کرنے لگیں اور پُرانے طرز کی فوجوں کا اُن کے مقابلے میں ٹھہرنا مشکل ہو گیا۔ فوجوں کی ترتیب اور عساکر کی تقسیم اور جنگی چالوں میں پیہم تغیرات ہوئے اور ہر جنگ کے تجربات سے فائدہ اٹھا کر اس فن کو برابر ترقی دی جاتی رہی۔ آلاتِ حرب میں بھی مسلسل نئی ایجادیں ہوتی چلی گئیں۔ رائفل ایجاد ہوئی، ہلکی اور سریع الحرکت میدانی توپیں بنائی گئیں قلعہ شکن توپیں پہلے سے بہت زیادہ طاقتور تیار کی گئیں اور کارتوس کی ایجاد نے نئی بندوقوں کے مقابلے میں پُرانی توڑے دار بندوقوں کو بیکار کر کے رکھدیا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ یورپ میں ترکوں کو اور ہندوستان میں دیسی ریاستوں کو جدید طرز کی فوجوں کے مقابلے میں مسلسل شکستیں اٹھانی پڑیں، اور عالمِ اسلام کے عین قلب پر حملہ کر کے نپولین نے مٹھی بھر فوج سے مصر پر قبضہ کر لیا۔

معاصر تاریخ کے اِس سرسری خاکے پر نظر ڈالنے سے بہ آسانی یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ ہمارے ہاں تو چند اشخاص ہی بیدار ہوئے تھے مگر وہاں قومیں کی قومیں جاگ اُٹھی تھیں۔ یہاں صرف ایک جہت میں تھوڑا سا کام ہوا، اور وہاں ہر جہت میں ہزاروں گنا زیادہ کام کر ڈالا گیا۔ بلکہ کوئی شعبۂ زندگی ایسا نہ تھا جس میں تیز رفتار پیش قدمی نہ کی گئی ہو۔ یہاں شاہ ولی اللہ صاحب اور اُن کی اولاد نے چند کتابیں خاص خاص علوم پر لکھیں جو ایک نہایت محدود حلقے تک پہنچ کر رہ گئیں اور وہاں لائبریریوں کی لائبریریاں ہر علم و فن پر تیار ہوئیں جو تمام دنیا

پر چھاگئیں اور آخر کار دماغوں اور ذہنیتوں پر قابض ہو گئیں۔ یہاں فلسفہ، اخلاقیات، اجتماعیات، سیاسیات اور معاشیات وغیرہ علوم پر طرحِ نو کی بات چیت محض ابتدائی اور سرسری حد تک ہی رہی جس پر آگے کچھ کام نہ ہوا، اور وہاں اس دوران میں ان مسائل پر پورے پورے نظامِ فکر مرتب ہو گئے۔ جنہوں نے دنیا کا نقشہ بدل ڈالا یہاں علومِ طبیعیہ اور قوائے مادیہ کا علم وہی رہا جو پانچسو سال پہلے تھا، اور وہاں اس میدان میں اتنی ترقی ہوئی اور اس ترقی کی بدولت اہلِ مغرب کی طاقت اتنی بڑھ گئی کہ اُن کے مقابلے میں پرانے آلات و وسائل کے زور سے کامیاب ہونا قطعاً محال تھا۔

حیرت تو یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کے زمانے میں انگریز بنگال پر چھا گئے تھے اور الٰہ آباد تک اُن کا اقتدار پہنچ چکا تھا، مگر اُنھوں نے اس نئی اُبھرنے والی طاقت کا کوئی نوٹس نہ لیا، شاہ عبدالعزیز صاحب کے زمانے میں دہلی کا بادشاہ انگریزوں کا پنشن خوار ہو چکا تھا اور قریب قریب سارے ہی ہندوستان پر انگریزوں کے پنجے جم چکے تھے مگر اُن کے ذہن میں بھی یہ سوال پیدا نہ ہُوا کہ آخر کیا چیز اُس قوم کو اس طرح بڑھا رہی ہے اور اس نئی طاقت کے پیچھے اسبابِ طاقت کیا ہیں۔ سید صاحب اور شاہ اسمٰعیل شہید جو عملاً اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے اُٹھے تھے، اُنھوں نے سارے انتظامات کیے مگر اتنا نہ کیا کہ اہلِ نظر علماء کا ایک وفد یورپ بھیجتے اور یہ تحقیق کراتے کہ یہ قوم جو طوفان کی طرح چھاتی چلی جا رہی ہے اور نئے آلات، نئے وسائل، نئے طریقوں اور نئے علوم و فنون سے کام لے رہی ہے، اُس کی اتنی قوت اور اتنی ترقی کا کیا راز ہے۔ اس کے گھر میں کس نوعیت کے ادارے قائم ہیں، اُس کے علوم کس قسم کے

ہیں، اُس کے تمدن کی اساس کن چیزوں پر ہے اور اس کے مقابلے میں ہمارے پاس کس چیز کی کمی ہے۔ (مودُودی)

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر، باز با باز

کوئی ایمان کے اس مغربی ڈاکو مودُودی سے پوچھنے والا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رُومیوں سے مقابلہ کرنے اور اُن پر فتح حاصل کرنے کے لیے کون کون سے مجاہدوں کے وفود، کس کس ترقی یافتہ ممالک میں، حالاتِ ترقی اور کامیابی کے راز معلوم کرنے کے لیے بھیجے تھے؛ جو اُن اتباعِ رسول اور تقلیدِ صحابہ کا "ڈرامہ" کھیلنے والے مٹھی بھر گنتی کے صرف ساٹھ "ایکٹروں" نے مجاہد بن کر رومیوں کی بے پناہ اور آتش فشاں ساٹھ ہزار فوجیوں کا مقابلہ کر کے محیّر العقول اور تاریخی فتح حاصل کی تھی؟

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص۱۳۹ بعنوان "اصل مسلمانوں کیلئے ایک ہی راہِ عمل)

(۵۶) پس یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ اس تحریک کو اٹھانے اور چلانے کے لیے خارج میں کسی سامان اور ماحول میں کسی سازگاری کی ضرورت ہے۔ جس سامان اور جس سازگار ماحول کو یہ لوگ ڈھونڈتے ہیں وُہ نہ کبھی فراہم ہوُا ہے، نہ فراہم ہوگا۔ دراصل خارج میں نہیں بلکہ مسلمان کے اپنے باطن میں ایمان کی ضرورت ہے۔ اس قلبی شہادت کی ضرورت ہے کہ یہی مقصدِ حق ہے اور اس عزم کی ضرورت ہے کہ میرا جینا اور مرنا اسی مقصد کے لیے ہے۔ یہ ایمان، یہ شہادت یہ عزم موجود ہو تو دنیا بھر میں ایک اکیلا اِنسان یہ اِعلان کرنے کے لیے کافی ہے کہ میں زمین پر خدا کی بادشاہت قائم کرنا چاہتا ہوں۔ اُس کی پُشت پر کسی منظم اقلیت یا کسی حکومتِ خود اختیاری رکھنے والی اکثریت کی قطعاً کوئی حاجت نہیں۔ (مودُودی)

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ابوالمتضاد صاحب مجدد اعظم مغربی مہدی مودودی سے کوئی پوچھنے کی جرأت کر سکتا ہے؟ کہ اقتباس نمبر ۵۵ کے آخر میں آنجناب نے سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے نقائص اور اُن کی کمزوریوں اور شکستوں کے اسباب میں تو ذکر فرمایا ہے کہ "انہوں نے سارے انتظامات کیے مگر اتنا نہ کیا کہ اہل نظر علماء کا ایک وفد یورپ بھیجتے اور یہ تحقیق کرتے کہ یہ قوم جو طوفان کی طرح چھاتی چلی جا رہی ہے اور نئے آلات' اور نئے وسائل' نئے طریقوں اور نئے علوم وفنون سے کام لے رہی ہے' اُس کی اتنی قوت اور اتنی ترقی کا کیا راز ہے اس کے گھر میں کس نوعیت کے ادارات قائم ہیں' اس کے علوم کس قسم کے ہیں۔ اس کے تمدن کی اساس کن چیزوں پر ہے' اور اُس کے مقابلہ میں ہمارے پاس کس چیز کی کمی ہے۔" اور یہاں اس اقتباس نمبر ۵۶ میں جناب یہ فرما رہے ہیں کہ ایک اکیلا انسان ہی کافی ہے جس کی پشت پر نہ کسی منظم اقلیت کی ضرورت ہے اور نہ کسی حکومتِ خود اختیاری رکھنے والی اکثریت ہی کی حاجت'! تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ اکیلا انسان بیچارہ کس طرح اہلِ نظر علماء کا وفد یورپ بھیجے گا؟ اور کیسے اس بیچارے اکیلے انسان کو طوفان کی طرح چھا جانے والی بے پناہ اور لامتناہی طاقتوں کا اندازہ ہو گا؟ اور کیسے یہ بغیر کسی طاقت وسامان اور سازگاریٔ ماحول کے کامیاب ہو گا؟ جبکہ سید احمد شہید اور شاہ اسمٰعیل شہید رحمہم اللہ جیسے مجاہدین کرام' کہ جنہوں نے بقول آنجناب سارے انتظامات کیے مگر اہلِ نظر علماء کا وفد یورپ نہ بھیج کر شکست کھا گئے اور یہ بھی بقول جنابِ والا عقل تسلیم نہیں کر سکتی کہ یہ اکیلا انسان محض وظیفوں اور چلوں اور پھونکوں کے زور سے ہی میدان جیت لے گا' یا بد دعائیں کر کر کے ہی ٹینکوں اور ہوائی جہازوں میں کیڑے ڈال دے گا۔ جیسا کہ اقتباس نمبر ۳۰ میں جنابِ والا اپنے مخصوص اور شائستہ اور تبیسانہ انداز میں اظہار فرما چکے ہیں۔ (مرتب)

اِلزام۔ نا امعہ ِاستدلال و تشریحات

کنزالدقائق، ہدایہ، بدائع اور عالمگیری وغیرہ فقہ کی تمام کتب سے نفرت دلاکر قرآن وسنّتِ رسُول کی تعلیم کے لیے تمام سابقہ تفسیروں اور احادیث نبوی کے ذخیروں کو بلا استثنار بیکار قرار دے کر قرآنِ کریم کو بغیر کسی استاد و تفسیر محض بہ نظرِ غائر مطالعہ کیے ہوئے پروفیسر کو ہی تعلیم قرآن اور رُوحِ اسلام سمجھانے کے لیے کافی بتلانے والا کیا مخربِ اسلام، منکرِ حدیث، مفسدِ دین و ایمان نہیں؟ اور کیا علماءِ امّت کا دشمن اور مغربی مبلغ نہیں؟ اور کیا ملّتِ اسلامیہ کی تاریخ میں مودُودی کی اس حمیّت جاہلیہ کی اس سے بدتر بھی کوئی مثال مل سکتی ہے؟

مَنْ یَّھْدِہِ اللہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۝

(۱) ماہنامہ ترجمان القرآن بابت جون تا اگست ۱۹۴۱ء
(۲) حقوق الزوجین صـ۹۷ بعنوان "ایک جدید مجموعۂ قوانین کی ضرورت"

(۵۷) قیامت کے روز حق تعالےٰ کے سامنے اُن گنہگاروں کے ساتھ ساتھ اُن کے دینی پیشوا بھی پکڑے ہوئے آئیں گے اور اللہ تعالےٰ اُن سے پوچھے گا کہ کیا ہم نے تم کو علم و عقل سے اسی لیے سرفراز کیا تھا کہ تم اُس سے کام نہ لو؟ کیا ہماری کتاب اور ہمارے نبی کی سُنّت تمہارے پاس اسی لیے تھی کہ تم اس کو لیے بیٹھے رہو اور مسلمان گمراہی میں مبتلا ہوتے رہیں؟ ہم نے اپنے دین کو آسان بنایا تھا تم کو کیا حق تھا کہ اُسے مشکل بنادو؟ ہم نے تم کو قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا تھا، تم پر کس نے فرض کیا کہ ان دونوں سے بڑھ کر اپنے اسلاف کی پیروی کرو؟ ہم نے ہر مشکل کا علاج قرآن میں رکھا تھا۔ تم سے یہ کس نے کہا کہ قرآن کو ہاتھ نہ لگاؤ اور اپنے لیے انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو کافی سمجھو؟ اس باز پُرس کے جواب میں امید نہیں

کہ کسی عالم دین کو کنز الدقائق اور ہدایہ اور عالمگیری کے مصنفین کے دامنوں میں پناہ مل سکے گی۔ البتہ[1] جہلا کو یہ جواب دہی کرنے کا موقع ضرور مل جائے گا کہ [2] رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۝ رَبَّنَآ آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۝ (مودودی)

غور فرمایا آپ نے اس پیغمبرانہ اندازِ بیان اور پیغمبرانہ دعید پر، ابوالمجدد صاحب مودودی کا جن لوگوں کو گہرا مطالعہ نہیں ہے وہ صرف اسی غم میں مبتلا ہیں کہ ابوالمجدد صاحب مودودی "مہدی" ہونے کا ہی اعلان کرنے والے ہیں :

لیجیے ایک اور خطرناک دعید پیش کیے دیتا ہوں جس کو ابوالوعید صاحب مودودی لاتعداد

---

[1] یہ خط کشیدہ عبارت دیے گئے حوالے کے مطابق ترجمان القرآن میں مکمل موجود ہے۔

(مرتب)

[2] ترجمہ: "اے ہمارے رب ہم نے اطاعت کی اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑوں کی انہوں نے ہم کو صحیح راہ سے گمراہ کیا، اے ہمارے رب ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت نازل فرما"—— یہ آیت درحقیقت ان کفار اور مشرکین کے حق میں ہے کہ جب وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو وہ اپنے بڑوں سے بیزاری کا اظہار اور اعلان ان الفاظ میں کریں گے لیکن مودودی نے کنز الدقائق، ہدایہ، عالمگیری کے پڑھنے پڑھانے والوں کو ان کفار اور مشرکین کی صف میں کھڑا کر دیا۔ حالانکہ یہ وہ کتابیں ہیں کہ جن کو تمام مجددین زمانہ اور محدثین اور فضلائے امت نے قرآن وحدیث تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھ کر ہی پڑھا اور پڑھایا۔ لیکن مودودی، علماء اور فقہاء پر جھوٹا اور بے بنیاد الزام لگاتا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کو ہاتھ نہ لگاؤ اور انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو ہی پڑھو۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

(مرتب)

مرتبہ تعزیری اور تنبیہی انداز میں سُنا سُنا کر مولانا حسین احمد صاحبؒ مدنی، مولانا احمد علی صاحبؒ لاہوری، مولانا سید احمد سعید صاحب کاظمی، مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور خادم الاسلاف و حامیٔ الفقہ راقم الحروف جیسے ہدایہ اور بدائع وغیرہ کتب فقہ اور پُرانی تفاسیر اور احادیث کے ناقابلِ استعمال ذخیروں کے حامیین و حاملین کو کافی ڈرا چکے ہیں۔ اور اپنے اِدارتی و تالیفی صحیفوں میں بھی متعدد مقامات پر شائع فرما چکے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔ (مرتب)

(رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۵۵۶ بعنوان "جماعت اسلامی اور علماء کرام)

(۵۸) جو حضرات اِس قسم کے شُبہات کا اظہار کر کے بندگانِ خدا کو جماعتِ اِسلامی کی دعوتِ حق سے روکنے کی کوشش فرما رہے ہیں میں نے اُن کو ایک ایسی خطرناک سزا دینے کا فیصلہ کر لیا ہے جس سے وہ کسی طرح رہائی حاصل نہ کر سکیں گے، اور وہ سزا یہ ہے کہ اِن شاء اللہ میں ہر قسم کے دعووں سے اپنا دامن بچاتے ہوئے اپنے خدا کی خدمت میں حاضر ہونگا اور پھر دیکھوں گا کہ یہ حضرات خدا کے سامنے اپنے ان شبہات کی اور ان کو بیان کر کر کے لوگوں کو حق سے روکنے کی کیا صفائی پیش کرتے ہیں"۔ (مودُودی)

ان دونوں اقتباسات میں ابو الوعید صاحب مودُودی نے وعیدی اندازِ بیان اختیار کر کے اپنے مبعوث من اللہ ہونے کو جس خوبصورتی کے ساتھ ناقابلِ تردید پیرائے میں ظاہر فرمایا ہے کیا اس کے بعد بھی کسی قسم کے دعویٰ کرنے کی کوئی ضرورت باقی رہتی ہے؟ ؎

تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں
خوب پہچانتے ہیں چور کو تھانے والے

(تفہیمات، جلد اول ص ۳۰۵ بعنوان "مسلکِ اعتدال")

(۵۹) امام ابو حنیفہؒ کی فقہ میں آپ بکثرت ایسے مسائل دیکھتے ہیں جو مرسل اور معضل اور منقطع احادیث پر مبنی ہیں یا جن میں ایک قوی الاسناد حدیث کو چھوڑ کر ایک ضعیف الاسناد حدیث

کو قبول کیا گیا ہے، یا جن میں احادیث کچھ کہتی ہیں اور امام ابو حنیفہ اور اُن کے اصحاب کچھ کہتے ہیں۔ یہی حال امام مالک کا ہے۔ باوجودیکہ اختیاری نقطۂ نظر ان پر زیادہ غالب ہے مگر پھر بھی اُن کے تفقہ نے بہت سے مسائل میں اُن کو ایسی احادیث کے خلاف فتویٰ دینے پر مجبور کر دیا جنہیں محدثین صحیح قرار دیتے ہیں، چنانچہ لیث بن سعد نے ان کی فقہ سے تقریباً ۷۰ مسئلے اس نوعیت کے نکالے ہیں۔ امام شافعی کا حال بھی اِس سے کچھ بہت زیادہ مختلف نہیں۔

(مودُودی)

(تفہیمات جلد دوم ص ۱۵۱ تا ۱۵۲ بعنوان "فتنۂ تکفیر")

(۶۰) افسوس ہے کہ مدتوں کی چلی ہوئی اس روش کو چھوڑنے پر ہمارے علماء کرام کسی طرح راضی نہیں ہوتے انہوں نے اصل اور فرع، نص اور تاویل کے فرق کو نظر انداز کر دیا ہے۔ وہ اُن فروع کو بھی اصُول بنائے بیٹھے ہیں جن کو انہوں نے خود یا اُن کے اسلاف نے اپنے مخصوص فہم کی بناء پر اصول سے اخذ کیا ہے۔ وہ اُن تاویلات کو بھی نصوص کے درجے میں رکھتے ہیں جو نصوص سے معانی اخذ کرنے میں اُن کے گروہ نے اختیار کی ہیں۔

(مودُودی)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصّہ سوم ص ۱۸۵/۱۸۶ بعنوان مشکلات کا جائزہ)

(۶۱) البتہ اسلام کے حق میں اس رکاوٹ کو جس چیز نے شدید تر رکاوٹ بنا دیا ہے وہ ہماری یہ جامد اور بے رُوح مذہبیت ہے جسے آج کل اِسلام سمجھا جا رہا ہے۔ اس بے رُوح مذہبیت کا پہلا بنیادی نقص یہ ہے کہ اس میں اِسلام کے عقائد محض ایک دھرم کے مزعومات بنا کر رکھ دیے گئے ہیں ......

(اس کے بعد اگلے ہی صفحہ پر ابوالشاستر صاحب مودودی مزید گویا ہوتے ہیں)

...... دوسرا بنیادی نقص اس مسخ شدہ مذہبیت میں یہ ہے کہ اس میں اسلامی شریعت کو ایک منجمد شاستر بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ اس میں صدیوں سے اجتہاد کا دروازہ بند ہے۔ جس کی وجہ سے اسلام ایک زندہ تحریک کے بجائے محض عہد گذشتہ کی ایک تاریخی یادگار بن کر رہ گیا ہے۔ اور اسلام کی تعلیم دینے والی درس گاہیں آثارِ قدیمہ کے محافظ خانوں میں تبدیل ہو گئی ہیں۔ (مودودی)

(تجدید و احیائے دین ص ۲۵/۲۴ بعنوان "جاہلیت راہبانہ)

(۶۲) عبادات اور چند خاص مذہبی اعمال اس گناہ زندگی کا کفارہ ہیں۔ بس ان ہی کو پورے انہماک سے ٹھیک ناپ تول کے ساتھ انجام دیتے رہنا چاہیے تاکہ آخرت میں نجات حاصل ہو۔ اس ذہنیت نے انبیاء کی امتوں میں سے ایک گروہ کو مراقبہ و مکاشفہ، چلہ کشی و ریاضت، اوراد و وظائف، احزاب و اعمال (یعنی عملیات کہ جن سے بڑھ کر بے عملی کی کوئی صورت انسانی ذہن نے آج تک ایجاد نہیں کی) سیرِ مقامات (یعنی مقاماتِ روحانی) اور حقیقت کی فلسفیانہ تعبیروں (یعنی وحدۃ الوجود) کے چکر میں ڈال دیا۔ (مودودی)

اقتباس نمبر ۲۱ بھی ملاحظہ فرمائیے تاکہ مودودی کا نظریۂ تصوف واضح ہو سکے۔ (مرتب)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۲۶/۲۷ بعنوان "تعارفِ مقصد")

(۶۳) اسلام کو جس صورت میں میں نے اپنے گرد و پیش کی مسلم سوسائٹی میں پایا، میرے لیے اس میں کوئی کشش نہ تھی۔ تنقید و تحقیق کی صلاحیت پیدا ہونے کے بعد پہلا کام جو میں نے کیا وہ یہی تھا کہ اس بے روح مذہبیت کا قلادہ اپنی گردن سے اتار پھینکا جو مجھے میراث میں ملی تھی۔

(مودودی)

(تفہیمات جلد دوم صفحہ ۳۸۰ بعنوان "آلۂ مکبر الصوت کا استعمال")

۶۴ میں اس بات کا سخت مخالف ہوں کہ علماءِ کرام وقت کے رجحانات سے منہ موڑ کر بیٹھ جائیں، اور اس امر کو بالکل بھول جائیں کہ وہ ہدایہ اور بدائع کے زمانۂ تصنیف میں نہیں بلکہ نت نئی سائنٹیفک ایجادات، اور تیز رفتار تمدنی انقلابات کے دور میں رہتے ہیں۔ اس دور میں روز بروز نئے مسائل کا پیدا ہونا لابد ہے، اور ان مسائل کو ہدایہ و بدائع کی روشنی میں حل کرنے کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں جس کا خطرہ نوجوان سائل نے اپنے استفسار میں ظاہر کیا ہے۔ ہماری نئی نسلیں شدت کے ساتھ اپنے زمانے کے حالات سے متاثر ہو رہی ہیں، اور یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ زمانہ اپنی طبعی رفتار سے جو حالات اور جو مسائل پیدا کر دے اُن سے وہ قوم یکسر بے تعلق ہو کر رہے جو کروڑوں کی تعداد میں دنیا کے ہر حصے میں پھیلی ہوئی ہے۔ ان نئی نسلوں میں اگر کوئی غیر اسلامی رجحان پیدا ہو تو اس کو روکنے کے لیے علماءِ اسلام کے پاس وہ طاقتور دلائل چاہئیں جو اس زمانے کے دماغوں سے اپنا لوہا منوا سکتے ہوں۔ چھٹی صدی ہجری کی منطق اب کام نہیں دے سکتی۔ اور اگر یہ لوگ جدید تمدنی زندگی میں اسلام کی شاہراہ پر آگے بڑھنا چاہیں تو ان کی رہنمائی کے لیے علمائے اسلام میں وسعتِ نظر اور روحِ اجتہاد کی ضرورت ہے۔ قدم قدم پر عالمگیری اور تاتار خانی کو لا کر سدّ راہ بنانے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ نئے زمانے کے مسلمان قرآن اور حدیث کو بھی پیچھے چھوڑ کر جدھر منہ اُٹھے گا چل نکلیں گے۔ جس طرح ترک اور ایرانی چل نکلے۔

(مودودی)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۲۲ بعنوان "خام خیالیاں")

(۶۵) یہ تعلیم جو آپ کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں دی جا رہی ہے، غیر اسلامی حکومت کے لیے تو سیکرٹری اور وزارات تک فراہم کر سکتی ہے مگر بُرا نہ مانیے اسلامی عدالتوں کے لیے چپراسی اور اسلامی پولیس کے لیے کانسٹیبل تک فراہم نہیں کر سکتی اور یہ بات جدید تعلیم ہی تک محدود نہیں ہے ہمارا وہ پرانا نظامِ تعلیم جو حرکتِ زمین کا سرے سے قائل ہی نہیں ہے، وہ بھی اس معاملہ میں اتنا ناکارہ ہے کہ اس دورِ جدید میں اسلامی حکومت کے لیے ایک قاضی، ایک وزیرِ مال، ایک وزیرِ جنگ، ایک ناظمِ تعلیمات اور ایک سفیر بھی مہیا نہیں کر سکتا۔ (مودودی)

(تنقیحات صفحہ ۱۲۵/۱۲۶ بعنوان "ترکی میں مشرق و مغرب کی کشمکش")

(۶۶) ایک طرف ترکی قوم میں اتنے بڑے انقلاب کی ابتدا ہو رہی تھی۔ دوسری طرف ترکوں کے علماء اور مشائخ تھے جو اب بھی ساتویں صدی کی فضاء سے نکلنے پر آمادہ نہ تھے۔ اُن کے جمود، ان کی تاریک خیالی، ان کی رجعت پسندی اور زمانے کے ساتھ حرکت کرنے سے ان کے قطعی انکار کا اب بھی وہی حال تھا جو سلطان سلیم کے زمانے میں تھا۔ وہ اب بھی کہہ رہے تھے کہ چوتھی صدی کے بعد اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے، حالانکہ ان کی آنکھوں کے سامنے الحاد کا دروازہ کھل رہا تھا۔ وہ ابھی تک فلسفہ و کلام کی وہی کتابیں پڑھنے پڑھانے میں مشغول تھے جن کو پھینک کر زمانہ پانچسو برس آگے نکل چکا تھا۔ وہ اب بھی اپنے وعظوں میں قرآن کی وہی تفسیریں اور وہی ضعیف حدیثیں سنا رہے تھے جن کو سُن کر سو برس پہلے تک کے لوگ تو سر دُھنتے تھے مگر آج کل کے دماغ اُن کو سُن کر صرف اُن مفسرین و محدثین ہی سے نہیں بلکہ خود قرآن و حدیث

سے بھی منحرف ہو جاتے ہیں وہ ابھی تک اصرار کر رہے تھے کہ ترکی قوم میں وہی فقہی قوانین نافذ کیے جائیں گے جو شامی اور کنز الدقائق میں لکھے ہوئے ہیں۔ خواہ اس اصرار کا نتیجہ یہی کیوں نہ ہو کہ ترک ان قوانین کے اتباع سے بھی آزاد ہو جائیں جو قرآن اور سنتِ رسُول میں مقرر کیے گئے ہیں۔

(مودودی)

(حوالہ بالا ص۱۲۸ بعنوانِ بالا)

(۶۷) ترکی تاریخ کے ان تحوّلات سے جو لوگ واقف نہیں ہیں وہ عجیب عجیب غلطیوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ پرانے مذہبی خیال کے لوگ نوجوان ترکوں پر کفر اور فسق کے فتوے لگا رہے ہیں۔ مگر اُن کو خبر نہیں کہ نوجوان ترکوں سے زیادہ گنہگار ترکی کے علماء و مشائخ ہیں۔ (مودودی)

(حوالہ بالا ص۲۰۴-۲۰۵ بعنوان "ہمارے نظامِ تعلیم کا بنیادی نقص")

(۶۸) اس کے ساتھ علومِ اسلامیہ کو بھی قدیم کتابوں سے جوں کا توں نہ لیجیے بلکہ اُن میں سے متاخرین کی آمیزشوں کو الگ کر کے اِسلام کے دائمی اصول اور حقیقی اعتقادات اور غیر متبدل قوانین لیجیے۔ اُن کی اصلی اسپرٹ دِلوں میں اتاریے اور اُن کا صحیح تدبر دماغوں میں پیدا کیجیے۔ اس غرض کے لیے آپ کو بنا بنایا نصاب کہیں نہ ملے گا۔ ہر چیز از سرِ نو بنانی ہو گی۔ قرآن اور سنتِ رسُولؐ کی تعلیم سب پر مقدم ہے، مگر تفسیر و حدیث کے پُرانے ذخیروں سے نہیں۔ اُن کے پڑھانے والے ایسے ہونے چاہئیں جو قرآن اور سنت کے مغز کو پا چکے ہوں۔ اِسلامی قانون کی تعلیم بھی ضروری ہے، مگر یہاں بھی پرانی کتابیں کام نہ دیں گی۔

(مودودی)

(تنقیحات صفحہ ۳۳۱-۳۳۳ بعنوان مسلمانوں کیلیے جدید تعلیمی پالیسی اور لائحہ عمل")

(۶۹) جب تک مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ قرآن اور سنت تک بلا واسطہ دسترس حاصل نہ کرے گا، اسلام کی روح کو نہ پا سکے گا، نہ اسلام میں بصیرت حاصل کر سکے گا۔ وہ ہمیشہ مترجموں اور شارحوں کا محتاج رہے گا۔

(مودُودی)

(حوالہ بالا صفحہ ۳۴۲-۳۴۳ بعنوان مسلمانوں کیلیے جدید تعلیمی پالیسی اور لائحہ عمل")

(۷۰) قرآن کے لیے کسی تفسیر کی حاجت نہیں۔ ایک اعلیٰ درجے کا پروفیسر کافی ہے جس نے قرآن کا بہ نظرِ غائر مطالعہ کیا ہو اور جو طرزِ جدید پر قرآن پڑھانے اور سمجھانے کی اہلیت رکھتا ہو۔ وہ اپنے لیکچروں سے انٹرمیڈیٹ میں طلبہ کے اندر قرآن فہمی کی ضروری استعداد پیدا کرے گا۔ پھر بی اے میں اُن کو پورا قرآن اس طرح پڑھا دے گا کہ وہ عربیت میں بھی کافی ترقی کر جائیں گے اور اسلام کی رُوح سے بھی بخوبی واقف ہو جائیں گے۔ (مودُودی)

(حوالہ بالا صفحہ ۳۴۳ بعنوانِ بالا)

(۷۱) چند ایسے فضلاء کی خدمات حاصل کی جائیں جو مذکورہ بالا علوم پر جدید کتابیں تالیف کریں۔ خصوصیت کے ساتھ اصولِ فقہ، احکامِ فقہ، اسلامی معاشیات اسلام کے اصولِ عمران، اور حکمتِ قرآنیہ پر جدید کتابیں لکھنا نہایت ضروری ہے، کیونکہ قدیم کتابیں اب درس و تدریس کے لیے کارآمد نہیں ہیں۔ (مودُودی)

ابوُالالحاد صاحب مجددِ اعظم مودُودی سے کیا کوئی پوچھنے کی جرأت کر سکتا ہے؟ کہ جناب نے اقتباس نمبر ۵۷ میں بہ شانِ پیغمبرانہ بطور وعید! فرمایا تھا کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز پوچھے گا کہ تم کو کس نے کہا کہ قرآن کو ہاتھ نہ لگاؤ اور انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو کافی

سمجھو؟ لیکن یہاں اس اقتباس میں جناب فرما رہے ہیں کہ اصولِ فقہ اور احکامِ فقہ وغیرہ جدید کتابیں تالیف کرانے کے لیے چند فضلاء کی خدمات حاصل کی جائیں تو کیا یہ فضلاء انسانوں کے علاوہ اللہ کی کسی دوسری مخلوق میں سے ہوں گے؟ اور کیا قیامت کے دن احکم الحاکمین کے دربار میں اگر مواخذہ ہو گیا تو ان فضلاء کے دامنوں میں بھی پناہ مل سکے گی یا نہیں؟ جیسا کہ جناب والا نے اقتباس نمبر ۵ کے آخر میں باخبر فرمایا تھا کہ اللہ تعالےٰ کی اس بازپرس سے امید نہیں کہ قیامت کے دن کسی عالمِ دین کو کنز الدقائق اور ہدایہ وغیرہ کے مصنفین کے دامنوں میں پناہ مل سکے گی

ناظرین حضرات! ہندوستان پاکستان میں جتنے بھی درسِ نظامی کے مدارسِ عربیہ قائم ہیں ابوالالحاد صاحب مجددِ اعظم مودودی کو ان تمام مدارس سے اس قدر نفرت ہے کہ اُن کا ذکر بھی اپنی کسی مجلس میں سننا گوارا نہیں کر سکتے۔ جسکا ایک سب سے بڑا بیّن اور کھلا ثبوت یہ بھی ہے کہ آپ نے کسی بھی بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے مدارسِ عربیہ کی دستارِ فضیلت کے سالانہ تقریبی اجلاس میں ابوالالحاد صاحب مجددِ اعظم مودودی کی شرکت کی کوئی خبر کبھی نہ سُنی ہو گی حالانکہ اگر ابوالالحاد صاحب مجددِ اعظم مودودی کے دل میں ہند و پاک کے جس کسی بھی طبقے سے کوئی مذہبی نسبت یا اُنس یا لگاؤ ہوتا تو یقیناً اس طبقے کے مدارس عربیہ میں تو ضرور ہی بُلائے جاتے اور ضروری ہی شرکت کرتے اور کرائے جاتے بخلاف اس کے کالج اور ہائی اسکولوں کے تقریبی اجلاسوں میں ماڈرن مجددِ اعظم مودودی کی شرکت کی خبریں ہمیشہ اور متواتر سنی اور اخبارات میں پڑھی جاتی رہتی ہیں۔ کیا ماڈرن مجددِ اعظم مودودی کی قرآن وحدیث سے نفرت اور عدم لگاؤ کی یہ ایک حقیقی اور واضح دلیل نہیں ہے؟ اور اگر ماڈرن مجددِ اعظم مودودی کو قرآن وحدیث اور فقہ سے نفرت نہیں ہے بلکہ عام مذہبی طبقوں اور علماء سے محض کوئی نصابی یا کوئی فروعی اختلاف ہے تو کیا لاکھوں روپیہ محض نمائشی طور پر عوام کو گرویدہ کرنے کے لیے سفری شفاخانوں وغیرہ جیسے غیر متعلق شعبوں کے رفاہی کاموں پر خرچ کرنے کی استطاعت اور اختیارات رکھنے والے کے لیے یہ کام مشکل تھا کہ وہ اپنی منشا کے مطابق کوئی قرآن وحدیث، فقہ وتفسیر کے عربی مدارس قائم

کراتے اور خود پسند نصاب رکھ کر ہی خود پسند اصلاحی عالم اور فاضل، مفتی اور کابل پیدا کراتے ؛ بہرحال ماڈرن مجدد اعظم مودودی اپنی اس آزاد خیالی کے باعث احادیث و فقہ و تفسیر کے خلاف محض کالج پسند نظریے کے تحت ہی کالج والوں کے لیے عربی زبان اور آزاد اسلامی تعلیم کے نصاب کے لیے اپنے ان اقتباسات میں تجاویز پیش فرما کر اپنی مغربیت اور اپنے تجدد کا ناقابلِ تردید ثبوت پیش فرما رہے ہیں :۔

(ماہنامہ ترجمان القرآن جمادی الاول ۱۳۶۵ھ مطابق اپریل ۱۹۴۶ء ص ۵۸ جلد ۲۸ عدد ۵)

(۲) سوال :۔ اسلاف کی کتب پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ "علم باطنی" ایک ایسا علم ہے جو قرآن و حدیث اور فقہ وغیرہ علوم سے جدا محض سخت ریاضات و مجاہدات سے حاصل ہو سکتا ہے، چنانچہ امتِ مسلمہ میں بکثرت انسان ایسے ہوتے ہیں جن کی زندگیوں میں یہ ترتیب ملتی ہے کہ پہلے انھوں نے کتاب و سنت اور فقہ و کلام وغیرہ علوم کی تحصیل کی اور ان کو "علم ظاہری" کا خطاب دیا۔ اس کے بعد "علوم باطنی" کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے لیے سخت سے سخت ریاضتیں کیں تب کہیں جا کر انہیں "روحانی علوم" حاصل ہوئے اور ان کو انہوں نے ہمیشہ علوم ظاہری پر ترجیح دی۔ براہِ کرم کچھ اس پر روشنی ڈالیں کہ اسلامی نقطۂ نظر سے علم باطنی کی کیا تعریف ہے؟ اس کی حقیقت کیا تھی اور اس میں کتنی رنگ آمیزیاں ہوئیں؟ کیا یہ علم ریاضات و مجاہدات کے بغیر نہیں حاصل ہو سکتا؟ اور یہ کہ کیا علوم ظاہری کی تحصیل کے بغیر بھی یہ علم حاصل ہو سکتا ہے؟ (کوئی سائل)

جواب :۔ آپ کا سوال بہت تفصیل طلب ہے۔ اس کے مختلف پہلوؤں پر میں بارہا اپنے مضامین میں روشنی ڈال چکا ہوں، اگرچہ براہِ راست اس خاص موضوع پر کچھ نہیں لکھا ہے "ظاہر" سے مراد اگر احکام ہوں اور "باطن" سے مراد حکمتِ دین ہو نیز ظاہر سے مراد اگر احکام شرعی کی تعمیل ہو اور باطن سے مراد اس اعتقادی اور اخلاقی روح کا سمجھنا اور اپنے نفس اور سیرت و کردار میں اسے جاری و ساری کرنا ہو جو احکام شرعی کی تعمیل میں درحقیقت مطلوب ہے، تو ظاہر و باطن کی یہ تفریق صحیح ہے۔ لیکن اس تفریق کے لحاظ سے باطن کا منبع بھی وہی ہے جو ظاہر کا منبع ہے، یعنی کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ اور اس باطن کے لیے تلاوتِ قرآن، مطالعۂ سیرتِ پاک اور صوم و صلوٰۃ اور دوسرے احکامِ شریعت کی پابندی کے سوا کسی اور مجاہدہ و ریاضت کی ضرورت نہیں ہے۔

لیکن اگر باطن سے مراد وہ فلسفے ہیں جو تصوف کے نام سے مسلمانوں میں رائج ہوئے تو ان کا منبع قرآن و سنت نہیں ہیں بلکہ افلاطون اور فلاطینوس اور ویدانت وغیرہ کی تعلیمات ہیں اور جو مشقیں اور ریاضتیں اس غرض سے کی جاتی ہیں کہ ان فلسفوں کے مطابق حقیقت کا مشاہدہ حاصل ہو نیز خوارق اور کشف اور عجائب کے صدور کی قوت حاصل ہو ان کا کوئی تعلق اسلام سے نہیں ہے، چاہے ان اعمال کی بعض شکلیں اسلامی عبادات کی شکلوں سے ملتی جلتی ہوں، اور اس فن کی بعض اصطلاحات اسلامی لغت سے مستعار لے لی گئی ہوں۔

(جواب مودودی)

ناظرین حضرات! اس اقتباس کو صحیح اور واضح طور پر سمجھنے کے لیے صفحہ یعنی اقتباس ۵۷ سے شروع کر کے اقتباس ۶۲ تک غور سے پڑھیے تب آپ کو مودودی کی گمراہ اور تلبیسانہ ذہنیت کا صحیح اندازہ ہوگا۔ غور فرمایئے کہ باطن یعنی تزکیۂ نفس کیلیے تلاوتِ قرآن، مطالعہ سیرت پاک اور صوم و صلوٰۃ اور دوسرے احکام شریعت کی پابندی کے سوا کسی اور مجاہدے اور ریاضت کی ضرورت نہیں۔ غور فرمایا آپ نے "کسی اور مجاہدے اور ریاضت کی ضرورت نہیں" سے مودودی کی کیا مراد ہے؟ صرف یہ کہ اوراد و وظائف و نوافل کثیرہ اور تسبیح و تحمید اور تکبیر و تہلیل یعنی کلمہ طیبہ کے اذکار مبارک اور سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللہِ الْعَظِیْمِ جیسی معظم اور خصوصی تسبیحوں کے دور اور دیگر معمولات ادعیہ ماثورہ وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں! جن کو صوفیائے کرام نے تصوف کے نام سے مسلمانوں میں افلاطون اور فلاطینوس اور ویدانت کی تعلیم سے نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے لے کر جاری و ساری کی ہیں اور یہی وہ شکلیں ہیں جن کا تعلق اسلام سے ہے اور ان کا منبع قرآن اور سنتِ رسول اللہ ہی ہے اور یہی وہ شکلیں ہیں جن کو ابوالویدانت مودودی اسلامی عبادات کی شکلوں سے ملتی جلتی کہہ کر افلاطون اور فلاطینوس اور ویدانت کی طرف منسوب کر رہا ہے اور انہی مشاغل اور مجاہدات اور ریاضات کی تمام اصطلاحات کو مودودی اسلامی لغت سے ماخوذ لکھنے کے بجائے "مستعار" لکھ کر اپنی لایعنی انشاپردازی کا بھی پول کھول رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سائل کے سوال کے ضمنی سوالات پر اور مودودی کے تلبیسانہ جواب پر غور کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے مودودی جیب سے قلم نکال کر سائل کے سوالوں کا جواب لکھنے کے بجائے نیفے سے چھری نکال کر تصوف کی شہ رگ کاٹنے میں لگا ہوا ہو۔

(مرتب)

جمہوریت کے جدید قدردان، والیِ جمہور

ابوالجمہور مودودی

کے

مجددانہ و مہدیانہ، عالمانہ و فاضلانہ، مفتیانہ و قاضیانہ

داعیانہ و آمرانہ، تصنیفی و تالیفی، تنبیہی و تعزیری

تنقیدی و تخریبی، جمہوریت کش و جمہوریت نواز

محیر العقول

جواہر پارے

(رسائل و مسائل حصہ اوّل صہ ۱۳۲ بعنوان "تفہیمات")

۷۴ آج کل کے میڈیکل کالجوں اور نرسنگ کی تربیت گاہوں اور ہسپتالوں میں مسلمان لڑکیوں کو بھیجنے سے لاکھ درجے بہتر یہ ہے کہ اُن کو قبروں میں دفن کر دیا جائے۔ رائج الوقت گرلز کالجوں میں جاکر تعلیم حاصل کرنے اور پھر معلمات بننے کا معاملہ بھی اس سے کچھ بہت مختلف نہیں ہے۔ (مودودی)

اگر ابو الفریب مکار ملا مودودی کا یہ فتویٰ شرعی ہے اور دیانت و خلوص پر ہی محمول ہے تو پھر وہ بتلائیں کہ اپنی لڑکیوں کو بی۔اے اور ایم۔اے کون سے آسمانی کالجوں میں بھیج کر کرایا ہے؟ کیا اس کا نام بدعملی نہیں؛ اور کیا اسلام کی پیشوائی کا گھمنڈ رکھنے والے اور عالمِ اسلام میں تجدید و احیائے دین اور اقامتِ دین کے علمبردار اور دعویدار کے لیے یہ بات قابلِ شرم و غیرت اور قابلِ لعنت نہیں؟ کہ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو بھی غیر شرعی اور غیر اسلامی، مکروہ ترین عریاں اور نیم برہنہ لباس پہنوائے اور اُن کو بخوشی اپنے گھروں میں بھی رکھے۔ اور دوسرے بزرگوں اور ولیوں پر تنقید اور انگشت نمائی کرے۔

لیجیے ایک صحیح اور قوی حدیث پیش کرتا ہوں پڑھ کر اندازہ لگائیے کہ ایسے بے عمل مکار خطیبوں کا قیامت کے دن کیا حشر ہوگا۔ (مرتب)

عَنْ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مررت لیلۃ اسریٰ الی بقوم تقرض شفاھھم بمقاریض من النار فقلت یا جبرائیل من ھٰؤلاء قال ھٰؤلاء خطباء امتک الذین یقولون ما یفعلون۔ (ترمذی شریف)

حضرتِ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں معراج کی رات ایسی جماعت کی طرف گذرا کہ جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا یہ آپ کی امت کے وہ خطیب ہیں جو جو کچھ کہتے ہیں اس پر خود عمل نہیں کرتے۔

(دستورِ جماعتِ اسلامی پاکستان صہ۲۴ بعنوان "عقیدہ")

(۴) رسُولِ خدا کے سوا کسی اِنسان کو معیارِ حق نہ بنائے، کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو، ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اُسی معیارِ کامل پر جانچے اور پرکھے، اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجے میں ہو اُس کو اُسی درجے میں رکھے۔ (مودُودی ایمان)

کیا ابُو التنقید مودُودی کے اِس ایمانی اقتباس کا صاف وصریح اور ناقابلِ تردید یہ مطلب نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی اور حضرت امام حسن و حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر تمام جلیل القدر وعظیم المرتبت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین معہ عشرہِ مبشرہ واصحابہ بیعت الرضوان واصحاب بدریین وغیرہ کو نہ معیارِ حق سمجھو اور نہ ان سب کے ایمانوں کو جانچے اور پرکھے بغیر اُن پر کسی قسم کا اعتقاد رکھو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہو کر بے دین اور خارج از اسلام نہ ہو جانا پڑے۔ نَعُوذُ بِاللّٰہ مِنْ ذَالِکْ۔ لیجیے پہلے دو صحیح حدیثیں ملاحظہ فرمائیے۔ (مرتب)

اصحابی کالنجوم بایّھم اقتدیتم اھتدیتم۔

میرے صحابی مثل ستاروں کے ہیں ان میں سے جس کسی کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پا لو گے۔

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ تفترق امتی علی ثلٰث و سبعین ملّۃ کلھم فی النار۔ الّا ملّۃ واحدۃ۔ قیل من ھم یا رسول اللہ۔ قال ما انا علیہ واصحابی (مشکوٰۃ ورواہ الترمذی)

عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے (کہ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے) کہ میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی۔ جس میں سے ایک فرقے کے سوا تمام ہی دوزخی ہوں گے۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ایک فرقہ (نجات پانے والا) کونسا ہوگا۔ فرمایا جو میرے اور میرے صحابیوں کے طرز و طریق پر ہوگا۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

سورۃ توبہ رکوع ۱۳

اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ اُن کے پیرو ہیں اللہ اُن سب سے راضی ہوُا اور وہ سب اس سے راضی ہوُئے اور اللہ تعالےٰ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔ ترجمہ پ۱۱ رکوع ۲

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ○ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

(سورۃ حجرات رکوع پہلا)

لیکن اللہ تعالےٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور کفر و فسق اور عصیان سے تم کو نفرت دے دی۔ ایسے لوگ خدائے تعالیٰ کے فضل اور انعام سے راہِ راست پر ہیں اور اللہ تعالےٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ (ترجمہ پ۲۶ رکوع ۱۳)

ملاحظہ فرمایا آپ نے ؟ اللہ کا رسُول تو صحابۂ کرام کی پیروی کو ہدایت کا ذریعہ بتائے اور اُن کی اتباع کو دوزخ سے بچنے اور نجاتِ اُخروی حاصل کرنے کا ذریعہ بتائے اور قرآنِ کریم صحابۂ کرام کی پیروی کرنے والوں کے لیے اللہ کے راضی ہو جانے کی خوشخبریاں بیان کرے اور صحابہ کے راہِ راست پر ہونے کی شہادت دے اور یہ کم بخت، بدنصیب، فاتر العقل قسم کا مغربی ایجنٹ ابوالمعیار مودُودی ان کی محبّت کو بھی ذہنی غلامی سے تعبیر کرائے اور اُن پر نکتہ چینی اور اُن کی عیب جوئی کو نہ صرف جائز بلکہ عقیدۂ اسلام اور جزِ ایمان قرار دے کر اپنی جماعت کے دستور

میں بطورِ دفعہ اور عقیدہ شامل کرے (لعنت ہو اللہ کی مودودی پر اور اُس کی آزاد اور بے نکیل پلید ذہنیت پر اور اُس کی گمراہ کن شریر ٹولی پہ اور پھٹکار ہو اللہ کی ان کے مؤیدین اور اُن کے امدادیوں پر (آمین) (مرتب)

(تفہیمات جلد اوّل ص ۳۱۹ بعنوان "حدیث کے متعلق چند سوالات")

(۷۵) معیاری مسلمان تو دراصل اُس زمانے میں بھی وہی تھے اور اب بھی وہی ہیں جو قرآن اور حدیث کے علوم پر نظر رکھتے ہوں اور جن کے رگ و پے میں قرآن کا علم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا نمونہ سرایت کر گیا ہوگا۔ (مودودی)

مذبذبین اور ڈانواڈول قسم کے لوگوں کی خدمت میں بخلوص التماس ہے کہ اگر عقل و شعور، فہم سلیم اور خوفِ خدا حاصل ہے تو خدا کے لیے اس اقتباس پر غور فرمائیے اور یہ محصور خط کشیدہ جملہ "اب بھی وہی ہیں" ذرا غور سے پڑھیے اور سمجھیے کہ ابوالمعیار مودودی کیا چیز ذہن نشین کرانا چاہتا ہے؟ کیا "اب بھی وہی ہیں" کا مطلب صاف اور صریح یہ نہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت قطعاً بے معنیٰ ہے جبکہ "معیاری مسلمان" اس وقت بھی اُسی وقت کی طرح بن سکتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائے ہوتے اصحاب بہمہ صورت ناقابل معیار ہوئے حالانکہ اہل سنت کے نزدیک صحابۂ کرام من حیث المجموع معیار رہے ہیں اور اس اقتباس کا آخری جملہ محض نمائشی اور ایک کار آمد فریب ہے۔ پڑھیے مذکورہ اقتباسات نمبر ۳۷ اور ۳۸ خود معلوم ہو جائے گا کہ یہ جملہ محض نمائشی ہے یا نہیں۔ اگر یہ نمائشی جملے استعمال نہ کیے جائیں تو ملتِ اسلامیہ کے سادہ لوح عوام نہ صرف یہ کہ مسخر ہی نہ ہو سکیں گے بلکہ یہ سادہ لوح عوام ہی کہ جن کو مودودی "نام" کے اور نسلی مسلمان کہتا ہے مودودیت کا قلع قمع اور تیا پانچہ کر ڈالنے کے لیے خطرۂ عظیم بن جائیں گے۔ لیجیے مجدد الضالین ابوالانشا مودودی اور صدر الدین کی انشاء پردازی والے چند پسندیدہ اقتباسات اور ملاحظہ فرمائیے جس میں خلفائے راشدین کی نہایت خوشنما و دلفریب بلکہ مسحور کن انداز میں ثنا خوانی فرمائی گئی ہے۔ پڑھیے اور سر دُھنیے۔ (مرتب)

(ماہنامہ ترجمان القرآن بابت ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ جلد ۱۲ عدد ۴ صفحہ ۳۰۰ تا ۳۰۱)

(۷۶) انسان کے ذاتی جذبات قومی اور خاندانی جذبات سے کہیں زیادہ عزیمت شکن اور بے پناہ ہوتے ہیں جب غیرت اور حمیت کا طوفان جوش مارتا ہے۔ تو بڑے سے بڑے ارباب عزم و متانت کے پاؤں بھی اُس کی زد میں اُکھڑ جاتے ہیں۔ نفس کا یہ سب سے کامیاب اور خطرناک وار ہے جسے رد کرنے کے لیے نبوّت کا استقلال چاہیے۔ اسلام کی بلند نظری اور حق پسندی یہاں اپنے انتہائی کمال پر پہونچ جاتی ہے اگرچہ "غیرت" انسانیت کا ایک بہترین جوہر ہے لیکن اسلام اُسے بھی آزاد نہیں چھوڑتا۔ اُسے بھی اپنے تابع بناتا ہے اُسے اعتدال کی حدُود سے باہر نہیں جانے دیتا۔ اور انسان کو حکم دیتا ہے کہ وہ کبھی بھی نفس کے رجحانات سے مغلوب نہو جو کچھ کرے نفسانیت اور جذبات سے عاری ہو کر محض خدا کے لیے اُس کی رضا جوئی کے لیے اور اُس کے نظامِ عدل کی برقراری کے لیے کرے۔ اسلام کا یہ نازک ترین مطالبہ ہے اور اتنا نازک ہے کہ ایک مرتبہ صدیقِ اکبر جیسا بے نفس، متورّع اور سراپا للّہیت انسان بھی اُس کو پورا کرنے سے چوک گیا۔

صدر الدین اصلاحی

(ماہنامہ ترجمان القرآن بابت ربیع الثانی ۵۷ھ جلد ۱۲ عدد ۴ صفحہ ۲۸۸)

(۷۷) لیکن دنیا تو ہر بلندی کے آگے سر ٹیک دینے کی خوگر تھی اور ہر بزرگ انسان کو مقامِ بشر سے کچھ نہ کچھ برتر ہی سمجھتی آ رہی تھی چنانچہ اس تخیل کا اثر مٹتے مٹتے بھی کبھی کبھی نمایاں ہو جاتا تھا۔ غالباً یہ ہی شخصی عظمت کا تخیل تھا جس نے رحلتِ مصطفوی کے وقت اضطراری طور پر حضرت عمر کو تھوڑی دیر کے لیے مغلوب کر لیا تھا ...... لیکن ان تمام تصریحات کے باوجُود اس

جگر گداز خبر کو سُن کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حضرت عمر جیسا اعلیٰ تربیت یافتہ مسلمان بھی وفورِ جذبات میں توازن کھو دیتا ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے بھول جاتا ہے کہ قضائے الٰہی کے سامنے بالا و پست سب ایک ہیں۔ اور حیران ہو ہو کر سوچتا ہے کہ اتنی بڑی ہستی کس طرح اس معمولی انداز میں گذر جا سکتی ہے۔ پیغمبرانہ شخصیت کی بزرگی کا جو سکہ نفس میں مرتسم تھا اس کی بنا پر وہ آپ کی وفات کا یقین کرنے کے لیے تیار نہ تھا۔

لیجیے اس اقتباس کا صاف اور واضح مطلب اور خلاصہ بھی ملاحظہ فرمائیے یعنی :-

"حضرت عمر کے قلب سے وہ جذبۂ اکابر پرستی جو زمانۂ جاہلیت کی پیداوار تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک بھی پوری طرح محو نہ ہوا تھا اور آخرکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت اُبھر ہی آیا۔" صدر الدین اصلاحی

مقامِ حیرت اور افسوس ہے کہ سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس ذاتِ اقدس کو "فاروق" کا خطاب عطا فرمائیں اور جن کے تقدس اور جلال کی یہ تعریف فرمائیں کہ شیطان آپ کی عظمت و جلال سے اس قدر خائف ہے کہ عمر فاروق کو جس راستے پر دیکھ لیتا ہے خوف کی وجہ سے اُس راستے ہی کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور ابُو الگمراہ اصلاحی کہتا ہے کہ "یہ ہی شخصی عظمت کا تخیل تھا کہ جس نے رحلتِ مصطفوی کے وقت اضطراری طور پر حضرت عمر کو تھوڑی دیر کے لیے مغلوب کر لیا تھا حالانکہ درحقیقت یہ ایک اعتمادی کیفیت تھی جو حُبِّ رسول کی بنا پر اس صدمے کو برداشت نہ کر سکنے کے باعث پیش آئی تھی۔

(تجدید و احیائے دین صہ ۳۶ بعنوان "جاہلیت")"

(۲۹) مگر ایک طرف حکومتِ اسلامی کی تیز رفتار وسعت کی وجہ سے کام روز بروز زیادہ سخت ہوتا جا رہا تھا اور دُوسری طرف حضرت عثمان جن پر اس کارِ عظیم کا بار رکھا گیا تھا' ان تمام خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے جلیل القدر پیش رُووں کو عطا ہوئی تھیں، اس لیے اُن کے زمانۂ خلافت میں جاہلیت

ـلـہ اگلے صفحات پر اقتباس نمبر ۲۰ معہ تبصرہ ملاحظہ فرمائیے۔

کر اسلامی نظامِ اجتماع کے اندر گھس آنے کا موقع مل گیا۔ حضرت عثمان نے اپنا سر دے کر خطرے کا راستہ روکنے کی کوشش کی مگر وہ نہ رُکا۔ اُس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے اسلام کے سیاسی اقتدار کو جاہلیت کے تسلط سے بچانے کی انتہائی کوشش کی مگر اُن کی جان کی قربانی بھی اس انقلابِ معکوس کو نہ روک سکی۔ (مودودی)

(ماہنامہ ترجمانُ القرآن بابت ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ جلد ۱۲ عدد ۴ ص ۲۹۵)

(۷۹) اسلام کی عاقلانہ ذہنیت کسی خفیف سے خفیف غیر اسلامی جذبہ کی شرکت بھی گوارا نہیں کر سکتی اور اس معاملہ میں اس قدر نفس کے میلانات سے متنفر ہے کہ حضرت خالد جیسے صاحبِ فہم انسان کو بھی اس کے حدود کی تمیز مشکل ہو گئی۔

صدر الدین اصلاحی

(ماہنامہ ترجمان القران بابت ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ جلد ۱۲ عدد ۴ ص ۲۹۱)

(۸۰) اس تصور کی خالص اخلاقیت اور بے لوث عقلیت اتنی بلند تھی کہ اس کی رفعتوں تک پہنچنے میں ان لوگوں کو بھی ابتداءً بڑی دشواریاں پیش آئیں جو نفسانیت اور جاہلیت کو یکسر خیرباد کہہ چکے تھے۔ برسوں کی تعلیم و تربیت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو میدانِ جنگ میں لائے اور باوجودیکہ ان کی ذہنیت میں انقلابِ عظیم رونما ہو چکا تھا مگر پھر بھی اسلام کی ابتدائی لڑائیوں میں صحابہ کرام جہاد فی سبیل اللہ کی اصلی سپرٹ کو سمجھنے میں بار بار غلطیاں کر جاتے تھے۔

صدر الدین اصلاحی

(تفہیمات جلد اول ص ۳۰۲ بعنوان "مسلکِ اعتدال")

(۸۱) ان سب سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ بسا اوقات صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا اور وہ ایک دوسرے پر چوٹیں کر جایا

کرتے تھے۔ ابن عمرؓ نے سنا کہ ابوہریرہؓ وتر کو ضروری نہیں سمجھتے۔ فرمانے لگے کہ ابوہریرہؓ جھوٹے ہیں۔ حضرت عائشہ نے ایک موقع پر انس اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا کہ وہ حدیث رسول کو کیا جانیں، وہ تو اس زمانے میں بچے تھے۔ حضرت حسن بن علی سے ایک مرتبہ شَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ کے معنیٰ پوچھے گئے انہوں نے اس کی تفسیر بیان کی۔ عرض کیا گیا کہ ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ تو ایسا اور ایسا کہتے ہیں فرمایا دونوں جھوٹے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر مغیرہ بن شعبہ کو جھوٹا قرار دیا۔ عبادہ بن صامت نے ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے مسعود بن اوس انصاری پر جھوٹ کا الزام لگایا، حالانکہ وہ بدری صحابہ میں سے ہیں۔ (مودودی)

نَعُوْذُ بِاللہ ۔ نَعُوْذُ بِاللہ ۔ یہ واقعات جس انداز میں پیش کیے گئے ہیں اول تو یہ بالکل خلافِ حقیقت اور بے بنیاد ہیں دوسرے یہ کہ اگر یہ ابوالکذاب مغرب زدہ متفنی مودودی عربی زبان کا ماہر اور عربی محاورات سے واقف ہوتا تو یہ ذلیل و شرانگیز اور لایعنی بکواس بکنے کی جرأت کبھی نہیں کر سکتا تھا اس لیے کہ عہدِ صحابہ میں جب آپس میں مسائل پر ایک دوسرے کے لیے لفظ "کذب" استعمال ہوتا تھا تو اس کے معنی محض غلط فہمی کے ہی لیے جایا کرتے تھے۔ جیسا کہ تاریخ اسلام میں آج تک صحابۂ کرام کی افہام و تفہیم کے ان اختلافات کو اس قدر قبیح اور مکروہ انداز میں بہ مشابہ اعدائے دین کسی سلیم الایمان اور راسخ العقیدہ مسلمان عالم یا مؤرخ نے پیش نہیں کیا۔

لیجیے نہایت ہی مختصر سی ایک روایت اور صرف دو حدیثیں پیش کرتا ہوں۔ ابوالکذاب اور متفنی، لالچی اور مغربی ایجنٹ مودودی کے ایمان اور اس کے مجددوں کے ٹولے کے متعلق فیصلہ فرما لیجیے۔ (مرتب)

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ صفحہ ۱۱ ج ۱۰ بروایت ابوزرعہ)

اذا رأیت الرجل ینتقص احدا من اصحاب — جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم انہٗ زندیق وذالک ان الرسول حقٌ والقرآن حقٌ وما جآء بہٖ حقٌ وانّما ادّی الینا ذالک کلّہ الصحابہ وھو لا یرید ون ان یّجرحوا شھودنا لیبطلوا الکتاب والسنہ والجرح بھم اولٰی وھم زنادقۃٌ

علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کی کمزوریاں بیان کرتا ہے تو جان لو کہ وہ زندیق (بے دین) ہے اور یہ اس لیے کہ رسول حق ہے اور قرآن حق ہے اور جو کچھ ان سے آیا ہے وہ حق ہے اور چونکہ ہم تک ان سب کو پہنچانے والے صحابہ ہیں تو یہ ہمارے گواہوں کو مجروح کرنا چاہتا ہے تاکہ کتاب و سنّت کو باطل کر دیں۔ اس لیے انہی کو مجروح کرنا بہتر ہے یہی لوگ زندیق ہیں۔

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ اللہ اللہ فی اصحابی لا تتّخذ واھم من بعدی غرضا۔ مَنْ احبّھم فبحبّی احبّھم ومن ابغضھم فببُغضی ابغضھم ومن اٰذاھم فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ یوشکُ ان یّأخذہٗ (رواہ الترمذی واحمد والبخاری)

عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے معاملے میں ان کو اپنی مذمتوں کا نشانہ مت بناؤ۔ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے اُن سے محبت کی اور جس نے ان کو مبغوض رکھا تو اس نے مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے اُن سے بغض رکھا اور جس نے ان کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی عنقریب اللہ اُن کو پکڑے گا۔ (ترمذی اور احمد اور بخاری)

انّ اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہٖ

اللہ تعالےٰ نے حق کو عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی

زبان اور دل پر جاری کر دیا ہے۔

(رواہ احمد الترمذی عن ابن عمر واحمد وابوداؤد وعن ابی ذر ومدح کرعن ابی ہریرہ)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کے فضائل ومناقب اور ان کے معیار حق ہونے کے دلائل اگر قرآن کریم اور احادیث رسول سے یکجا کیے جائیں تو ایک مستقل ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ لیکن طالبانِ حق پر چونکہ صرف مودودیت کی ہی ؎ طشت ازبام کرنا مقصود ہے اس لیے اس اختصار پر ہی اکتفا کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی "شایانِ شان" نعوذ باللہ جو تعریف و توصیف ابوالزندیق مودودی نے پیش کی ہے اُس کا ایک مختصر سا اقتباس پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیے۔

(مرتب)

(اسلامی نظامِ زندگی ص ۲۶۸ / ۲۶۹ بعنوان "بنیادی انسانی اخلاقیات")

(۸۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی اور جس کے اثرات تھوڑی ہی مدت گذرنے کے بعد دریائے سندھ سے لے کر اٹلانٹک کے ساحل تک دنیا کے ایک بڑے حصے نے محسوس کر لیے، اس کی وجہ یہی تو تھی کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا تھا جس کے اندر کیرکٹر کی زبردست طاقت موجود تھی۔ اگر خدانخواستہ آپ کو بودے، کم ہمت، ضعیف الارادہ اور ناقابلِ اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے؟

(مودودی)

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی میں رُوحانی اور ایمانی طاقت اور پیغمبرانہ تربیت بالکل شامل نہ تھی۔ صرف اعلیٰ کیرکٹر کے انسانی مواد سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کامیابی حاصل ہوئی تھی! کیا ابوالکیرکٹر مودودی سے کوئی پوچھنے والا ہے؛ کہ عرب کے ضدی قسم کے جاہل فرعونوں کو

؎ ملاحظہ فرمائیے اقتباس نمبر ۶۰ تا ۱۸۱۔

انسانیت اور انسانیت کا وہ زبردست کیریکٹر کس نے عطا کیا تھا ؛ اقتباس نمبر ۸، میں اس ابوالکذاب، ابوالفراموش مودودی نے خود بھی لکھا ہے کہ حضرت عثمان " ان تمام خصوصیات " کے حامل نہ تھے جو اُن کے جلیل القدر پیش رُووں کو عطا ہوئی تھیں۔ کیا "عطا ہوئی تھیں" کے الفاظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تمام خصوصیات ان میں "موجود" نہیں تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے خصوصیت کے ساتھ عطا کی گئی تھیں ! اور کیا قرآن و حدیث کے علوم پر نظر رکھنے والے اعلیٰ اور زبردست کیرکٹر کے معیاری[1] مسلمانوں کا مواد جناب کو بھی مل گیا ہے؟ جن کی زبردست طاقت کے بل بوتے پر تجدید و اقامتِ دین کا نام نہاد عَلَم بلند کیا جا رہا ہے ! اور جن کے کیرکٹر کی زبردست طاقت کے ذریعے " لادینی جمہوری اسٹیٹ پاکستان " کو ختم کر کے " حکومتِ الٰہی " قائم کرنے کی کوششوں میں آپ مصروف ہیں ؟

(مرتب)

(تفہیمات جلد اول ص۳۲۱ بعنوان " قرآن اور سنتِ رسول)

(۸۳) قرآنِ حکیم " نجات " کے لیے نہیں بلکہ " ہدایت " کے لیے کافی ہے۔ اس کا کام صحیح فکر اور صحیح عمل کی راہ بتانا ہے اور اس راہنمائی میں وہ یقیناً کافی ہے۔

(مودودی)

اب اللہ کے رسولؐ کے ارشادات ملاحظہ فرما کر خود فیصلہ فرمائیے۔

من قرأ القرآن وحفظہ ادخلہ اللہ الجنۃ (ابن ماجہ)	جو شخص قرآن پڑھے اور اس کو حفظ کرلے اللہ تعالےٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

عن علی ابن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من	حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص قرآن

---

[1] ملاحظہ فرمائیے اقتباس نمبر ۷۵

قرأ القرآن فاستظهره فأحلّ حلاله وحرّم حرامه ادخله الله به الجنة وشفّعه في عشرة من اهل بيته كلهم قد وجبت له النار (احمد وترمذی وابن ماجه ودارمی)

پڑھے اور اس کو حفظ کرے اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھے (یعنی عقیدہ اس کے خلاف نہ رکھے جیسے ایک حدیث میں عمل کرنے کو فرمایا گیا ہے اس میں اس پر عقیدہ رکھنے کو کہا گیا) تو اللہ تعالےٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کی سفارش (بخشش کے لیے) اس کے گھر والوں میں ایسے دس افراد کے حق میں قبول فرمائے گا جن سب کیلئے دوزخ لازم ہو چکی ہے۔

اِن احادیث کے بہت سے راوی ہیں مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی روایت سب سے زیادہ فوقیت اور حیثیت رکھتی ہے صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے اسم مبارک کو کافی تصوّر کر کے صرف اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ قرآن کریم نجات کے لیے ثابت کرنے کے لیے بے شمار احادیث اور بے شمار استدلال پیش کیے جا سکتے ہیں۔ لیکن صالح العقیدہ، سلیم الایمان، نیک نیت اور مخلص مسلمان کے لیے یہی ایک حدیث کافی ہے۔ (مرتب)

(تفہیم القرآن دیباچہ ص ۱ بعنوان "تفسیر لکھنے کے وجوہ")

(۸۴) میں نے اس میں قرآن کے الفاظ کو اردو کا جامہ پہنانے کے بجائے یہ کوشش کی ہے کہ قرآن کی ایک عبارت کو پڑھ کر جو مفہوم میری سمجھ میں آتا ہے اور جو اثر میرے دل پر پڑتا ہے اسے حتی الامکان صحت کے ساتھ اپنی زبان میں منتقل کر دوں۔ (مودودی)

ایسی تفسیر اور ایسا ترجمہ تو یقیناً سمندر ہی کی نذر کر دیے جانے کے قابل ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم کے ایسے ترجمے اور تفسیر کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے ملاحظہ

فرمائیے۔ (مرتب)

من قال فی القراٰن بغیر علم فلیتبوّأ مقعدہ من النار (ترمذی شریف)

جو شخص بغیر علم کے قرآن میں اپنی بات کہے اس کو اپنا ٹھکانا جہنم میں بنانا چاہیے۔

من قال فی القراٰن برائہ فاصاب فاخطاء (ترمذی شریف، ابو داؤد شریف)

قرآن میں جو شخص اپنی رائے سے کہے تو وہ درست ہونے کے باوجود خطاکار ہے۔

فرمانِ نبوی کی صداقت اور اعجاز دیکھنا ہو تو اقتباس نمبر ۵ سے ۱۸ تک مسلسل پڑھ ڈالیے ابو الزندیق مودودی کی گمراہی اور اس کا دجل و فریب سب کھل کر سامنے آجائے گا۔ (مرتب)

(تجدید و احیائے دین ص۲۹ بعنوان "اسلام")

(۸۵) یہ دنیوی زندگی چونکہ آزمائش کی مہلت ہے اس لیے یہاں نہ حساب ہے نہ جزا نہ سزا۔ یہاں جو کچھ دیا جاتا ہے وہ کسی عملِ نیک کا انعام نہیں بلکہ امتحان کا سامان ہے اور جو تکالیف، مصائب، شدائد وغیرہ پیش آتے ہیں وہ کسی عملِ بد کی سزا نہیں بلکہ زیادہ تر اُس قانونِ طبعی کے تحت جس پر اس دنیا کا نظام قائم کیا گیا ہے، آپ سے آپ ظاہر ہونے والے نتائج ہیں۔ (مودودی)

یہ عقیدہ قرآن اور اسلامی تعلیم کے قطعاً خلاف ہے۔ اس میں الحاد اور دہریت کی نہایت پُرفریب اور تلبیسانہ انداز میں نہ صرف تائید ہی کی گئی ہے بلکہ تعلیم بھی دی گئی ہے اور قرآن کریم کی صریح مخالفت اور تکذیب کی گئی ہے۔ لیجیے قرآن کریم کی تعلیم بھی ملاحظہ فرمالیجیے۔

(۱) مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔ نہیں آتی کوئی مصیبت بغیر خدا کے حکم کے۔

(پارہ ۲۸ سورۃ تغابن) (۱۱ ویں آیت سورۃ تغابن)

ابو الالحاد صاحب مودودی فرماتے ہیں "آپ سے آپ ظاہر ہونے والے نتائج ہیں"

کیا یہ قرآن کریم کی مخالفت اور دہریت کی ایجنٹی نہیں ؟

(۲) وَمَآ اَصَابَكَ مِنۡ سَيِّئَةٍ فَمِنۡ نَّفۡسِكَ ط (پ۵ سورۃ نساء) اور جو مصیبت پیش آتی ہے وہ تیری ہی بداعمالی کی وجہ ہے۔ (۹،۷ ویں آیت سورۃ تغابن)

ابوالالحاد مودودی بکتا ہے کہ مصائب و شدائد وغیرہ کسی عملِ بد کی سزا نہیں۔ کیا یہ قرآن کریم کی مخالفت اور تکذیب نہیں ؟

(۳) وَمَآ اَصَابَكُمۡ مِّنۡ مُّصِيۡبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ ۝ (پ۲۵ سورۃ شوریٰ) اور تم کو جو مصیبت پہونچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کیے ہوئے کاموں سے اور بہت سی تو درگذر کر دیتا ہے۔ (آیت ۳۰ سورۃ شوریٰ)

بخاری شریف و مسلم شریف وغیرہ احادیث سے ثابت ہے کہ معصوم بچے اور انبیاء علیہم السلام اس سے مستثنیٰ ہیں انبیاء علیہم السلام اور صدیقین و صالحین حضرات کو جو بظاہر تکلیفیں یا پریشانیاں اور مصیبتیں آتی ہیں اول تو وہ فی الحقیقت مصیبتیں نہیں ہوتیں اور نہ ہی وُہ کسی گناہ کی سزا ہوتی ہیں۔ بلکہ اُس سے اُن کے صبر و شکر کا اظہار کرانا اور یہ دکھلانا مقصود ہوتا ہے کہ فرمانبردار اور نیک عمل مقرب لوگوں کے لیے مصیبتیں بھی رحمت بن کر آتی ہیں۔ اسی لیے وہ اُن مصیبتوں کا خندہ پیشانی سے حقیقی استقبال کرتے ہیں۔

۴- اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کانٹے کا چُبھنا اور تسمے کا ٹوٹ جانا بھی کسی گناہ کا ہی نتیجہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مزید احادیث رسول اور بھی ایسی بے شمار موجود ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر بہت سے عظیم المرتبت اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ لیکن ابوالکذاب مودودی عالمِ اسلام میں تجدیدِ دین و احیائے دین و اقامتِ دین کا علمبردار اور دعویدار ہونے کے باوجود قرآنِ کریم اور احادیثِ رسول کے خلاف یہ کہے کہ " آپ سے آپ ہونے والے نتائج ہیں " یقیناً یہ شخص مخربِ اسلام اور

دشمن دین و ایمان اور دہریت اور مغربیت کا کھلا ایجنٹ ہے!! (مرتب)

(ماہنامہ ترجمان القرآن بابت ماہ اگست ۵۵ء صفحہ ۳۷۹ جلد ۴۴ عدد ۶)

(۸۶) یہ کہ متعہ کو مطلقاً حرام قرار دینے یا مطلقاً مباح ٹھیرانے میں سنیوں اور شیعوں کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے اس میں بحث او رمناظرہ نے بیجا شدت پیدا کر دی ہے۔ ورنہ امر حق معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے انسان کو بسا اوقات ایسے حالات سے سابقہ پیش آجاتا ہے جن میں نکاح ممکن نہیں ہوتا اور وہ زنا یا متعہ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ایسے حالات میں زنا کی بہ نسبت متعہ کر لینا بہتر ہے۔ مثلاً فرض کیجیے کہ ایک جہاز سمندر میں ٹوٹ جاتا ہے اور ایک مرد و عورت کسی تختے پر بہتے ہوئے ایک ایسے سنسان جزیرے میں جا پہنچتے ہیں جہاں کوئی آبادی موجود نہو۔ وہ ایک ساتھ رہنے پر بھی مجبور ہیں اور شرعی شرائط کے مطابق ان کے درمیان نکاح بھی ممکن نہیں ہے۔ ایسی حالت میں ان کے لیے اس کے سوا چارہ نہیں کہ باہم خود ہی ایجاب و قبول کر کے اس وقت تک کے لیے عارضی نکاح کر لیں۔ جبتک وہ آبادی میں نہ پہنچ جائیں یا آبادی اُن تک پہونچ جائے۔ کم و بیش ایسی ہی اضطراری صورتیں اور بھی ہو سکتی ہیں۔ متعہ اسی قسم کی اضطراری حالتوں کے لیے ہے"۔ (مودودی)

اچھا چلیے تھوڑی دیر کے لیے فرض کر ہی لیا جائے اور یہ محیّر العقول صورت پیش آہی جائے کہ سمندر کی سیکڑوں اور ہزاروں فٹ بے پناہ بلند و بالا اور خطرناک لہریں کسی جہاز کو اس طرح توڑ پھوڑ اور نیست و نابود کر دیں کہ صرف ایک ہی تختہ بہ ایں شان محفوظ رہ جائے کہ اُس پر ایک مرد اور ایک عورت بہتے ہوئے کسی سنسان اور غیر آباد جزیرے میں پہونچ جائیں (قطع نظر اس کے کہ وہ دونوں حقیقی بھائی بہن یا ماں اور بیٹے یا دونوں ضعیف العمر بوڑھے

ہوں) تو گیا وہاں پہنچ کر ان دونوں مرد و عورت کو نہ کھانے پینے کا تفکر ہوگا نہ گرمی سردی کے بچاؤ کا تردد پیدا ہوگا! اور نہ عزیز و اقارب، ماں باپ اور بال بچوں کی یاد ستائے گی اور نہ مال و دولت اور ساز و سامان کے چھوٹ جانے کا غم کھائے گا! اور نہ ہی درندوں وغیرہ کا خوف اور موت و حیات کا ہولناک تصور اور تخیل ہی سامنے آئیگا! بس صرف بھرپور جوانی کا جوش و جنون ہی دل و دماغ پر مسلط ہوگا اور تختے سے اترتے ہی من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی کے گیت گانے میں مصروف و منہمک ہوجائیں گے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

بھلا کیا عقل سلیم اس بات کو تسلیم کر سکتی ہے کہ ایسی بے چارگی اور ہولناک صورت حال میں بھی جنسی بھوک کی شدت اور اضطراری کیفیت پیدا ہوگی؟ نعوذ باللہ اس قسم کے ذلیل مرد و عورت ابوالمتعہ مودودی کے ہی ذہن میں مکین ہو سکتے ہیں۔ کم سے کم اس دنیا میں تو ہرگز نہیں پائے جا سکتے۔ ذرا غور فرمائیے کہ جو شخص ایسی ہولناک اور بے سرو سامانی کی حالت میں انسانوں کی بستی سے کٹ کر سنسان جنگل اور جزیروں میں جا پڑا ہو بھلا اس کے جنسی تقاضے بھی باقی رہ سکتے ہیں؟ اور وہ متعہ کے لیے بھی مضطر اور بے قرار ہو سکتا ہے؟ درحقیقت ابوالاضطرار مودودی کو متعہ کی صحیح تعریف کا علم ہی نہیں ہے اگر متعہ کی صحیح تعریف سے باخبر ہوتے تو یقیناً تفسیرِ قرآن کے نام سے تو یہ لغزش اُن سے ہرگز سرزد نہ ہوتی۔ جو لوگ متعہ کی اباحت کے قائل ہیں ان کے نزدیک بھی متعہ کا مقصد اور مصرف محض جنسی تقاضوں کو پورا کرنا ہی نہیں ہے بلکہ ایک مقصد اُن کے سامنے یہ بھی ہوتا ہے کہ مثلاً وہ سفر میں ہیں تو انہیں ایک ایسے رفیق کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو اُن کی ضروریات کو سمجھنے اور اُن کو پورا کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ اور یہ صورت ہمیشہ آبادیوں میں ہی پیش آتی ہے جہاں انسان کو کھانے پکانے، پہننے اور رہنے سہنے کے لیے مختلف قسم کے تکلفات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جن کو پورا کرنے کے لیے وہ ایک رفیق کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ چنانچہ شیعہ مسلک نے ایسی صورت میں متعہ (عارضی نکاح) کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ لیکن اس عارضی نکاح میں مرد عورت کو کچھ روپے بھی بطور مہر دیتا ہے اور دو، بیں گواہ بھی ہوتے ہیں اور نکاح کی مدت بھی

متعین کرنی پڑتی ہے۔ یعنی باقاعدہ یہ ایک نکاح ہی کی صورت میں طے پاتا ہے۔ اس صورتحال کو ہی زمانۂ جاہلیت میں متعہ سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ جو بعد میں شرعاً حرام قرار دے دیا گیا اور حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دورِ خلافت میں اعلان کیا کہ جو اس متعہ کا ارتکاب کرے گا اس کو زنا ہی کی سزا دی جائے گی لیکن مودودی صاحب کے بیان کردہ متعہ اور زنا میں تو کسی بھی قسم کا کوئی فرق نہیں۔ یہ صورت تو کبھی بھی کسی شریعت میں مباح نہیں قرار دی گئی کہ عارضی نکاح بھی کہتے ہیں اور پھر بھی گواہوں کی ضرورت نہیں سمجھتے اور قابلِ حیرت بات تو یہ ہے کہ ابو المتعہ صاحب مودودی خود بھی خط کشیدہ عبارت میں لکھتے ہیں کہ "شرعی شرائط کے مطابق ان دونوں کے درمیان نکاح بھی ممکن نہیں" جب نکاح بھی ممکن نہیں تو پھر متعہ (عارضی نکاح) ہی کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ اور اگر شرعی شرائط کے مطابق نکاح ممکن بھی ہوتا تب بھی بغیر دو گواہوں کے اور بغیر کچھ معاوضہ ادا کیے اور بغیر مدت کا صحیح تعین کیے (محض ایک موہوم مدت کیلئے) کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ ایسی صورت میں تو شیعہ مسلک میں بھی متعہ کے جواز کی کوئی ممکن صورت نہیں اس کا تو صاف اور صریح مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ اس قسم کے ایمان خور اجتہاد کے ذریعہ اسلام میں افتراق و انتشار پیدا کرانے کیلئے یہ تخریبی راہیں نکالی جا رہی ہیں۔ (مرتب)

حقوق الزوجین صفحہ ۱۸۲ بعنوان "احکام خلع"

(۸۷) خلع کے مسئلے میں دراصل یہ سوال قاضی کیلئے تنقیح طلب ہے ہی نہیں کہ عورت آیا جائز ضرورت کی بنا پر طالب خلع ہے یا محض نفسانی خواہشات کیلئے علیحدگی چاہتی ہے۔ (مودودی)

ابو التنقیح مودودی غیر مشروط طور پر عورت کو خلع کی آزادی دے کر نہ صرف زوجین کی خانگی زندگی کو ہی تباہی اور الجھنوں میں مبتلا کرا رہا ہے بلکہ اس دورِ پرفتن میں عورت کو خلافِ شرع آزادی دے کر اسلامی معاشرہ کو بھی تباہ اور بدنام کرنے کا ذریعہ بنا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے ابو التنقیح مودودی کو اجتہاد کا ہیضہ ہو گیا ہے! غور فرمایئے جبکہ قاضی کیلئے سبب خلع یا ضرورت خلع قابلِ تنقیح ہی نہیں ہے تو عورت کا قاضی کے پاس درخواست دینے کا مطلب حصولِ خلع تو نہ ہوا بلکہ صرف اطلاعِ خلع ہی مقصود ہوا کہ وہ اپنے رجسٹر میں اندراج کر لے کہ میں نے آج اپنے "اولڈ ٹاپ کھوسٹ" شوہر کو (کہ جو نہ مجھے سینما دکھاتا ہے نہ کلب ہی میں مجھے اپنے دوستوں کے ساتھ جانے دیتا ہے اور نہ مجھے شاپنگ کے لیے ہی بازار جانے دیتا ہے) طلاق دے دی ہے لہذا تحریر لکھ دو کہ سند رہے اور بوقتِ ضرورت کام آوے۔ (مرتب)

(تفہیم القرآن جلد اول صفحہ ۱۷۶ سورۃ البقرہ حاشیہ ۲۵۲)

(۸۸) خلع[1] کی صورت میں عدت صرف ایک حیض ہے۔ دراصل یہ عدت ہے ہی

[1] ابو الاجتہاد صاحب مودودی اقتباس ہذا میں تین سطور قبل خلع کو طلاق لکھ چکے ہیں؛ دیکھیے حوالہ متعلقہ۔ ۱۲

نہیں بلکہ یہ حکم محض استبرائے رحم کے لیے دیا گیا ہے تاکہ دوسرا نکاح کرنے سے پہلے اس امر کا اطمینان حاصل ہو جائے کہ عورت حاملہ نہیں ہے۔

(مودودی)

ابوالاجتہاد مودودی نے یہ بھی قرآن کے خلاف اجتہاد کیا ہے کیونکہ خلع اور طلاق کی عدت کا درحقیقت ایک ہی حکم ہے اس لیے خلع کے لیے عدت کا صرف ایک حیض مقرر کر دینا قرآن کریم کی آیت یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (ترجمہ، اپنے آپ کو روکے رکھیں تین حیض تک۔ سورۃ البقرہ آیت ۲۲۸) کے صریح خلاف ہے۔

(مرتب)

(تفہیمات جلد اول صـ ۱۶۳ بعنوان "کیا رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے")

(۸۹) اور تو اور بسا اوقات پیغمبروں تک کو اس نفس شریر کی رہزنی کے خطرے پیش آئے ہیں۔

(مودودی)

ملاحظہ فرمایا آپ نے اس عبارت کو کہ انبیاء علیہم السلام کے پاک نفسوں کے لیے بھی "نفس شریر" کے الفاظ شریر استعمال کر رہا ہے۔ ابوالشریر مودودی کی اس شریر و خبیث تحریر پر غور فرمائیے گویا جس طرح کہ عام انسانوں کے لیے "نفس شریر" کے الفاظ استعمال کیے جا سکتے ہیں بعینہٖ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ گویا انبیاء علیہم السلام کے پاس بھی نفس شریر ہوتا ہے اس پر بھی ابوالشریر مودودی کو ادیب اور فصیح سمجھا جاتا ہے لعنت ہو۔ ایسی گستاخ اور شریر ذہنیت پر!

(مرتب)

(دعوت اسلامی اور اس کے مطالبات صـ ۱ بعنوان "دعوت اسلامی اور اس کا طریق کار")

(۹۰) ہم دراصل ایک ایسا گروہ تیار کرنا چاہتے ہیں جو ایک طرف زہد و تقویٰ میں اصطلاحی زاہدوں اور متقیوں سے بڑھ کر ہو اور دوسری طرف دنیا

انتظام کو چلانے کی قابلیت وصلاحیت بھی عام دنیا داروں سے زیادہ اور بہتر رکھتا ہو۔ صالحین کی ایسی جماعت منظم کی جائے جو خدا ترس بھی ہو، راست باز اور دیانت دار بھی ہو خدا کے پسندیدہ اوصاف واخلاق سے آراستہ بھی ہو اور اس کے ساتھ دنیا کے معاملات کو دنیا داروں سے زیادہ اچھی طرح سمجھ سکے"۔ (مودودی)

ابوالمجدد صاحب مودودی کی مجدد اینڈ تقویٰ ساز فیکٹری کے تیار شدہ ڈیڈ نیو ماڈل مجددوں کا تازہ ترین زہد وتقویٰ اور ان کی تازہ ترین خدا ترسی وراست بازی، دیانتداری اور اُن کے خدا کے پسندیدہ تازہ ترین اخلاق واوصاف، اُن کی دنیوی انتظامات کی تازہ ترین قابلیت اور صلاحیت اور اُن کی عالم اسلام میں تجدید واحیائے دین واقامتِ دین کی ضروری خدمات اور اعلیٰ کارگذاری کے دو اہم نمونے ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ذرا غور سے پڑھیے تاکہ ایمان میں "تازگی" اور قلب میں نورِ مودودی پیدا ہو اور ساتھ ہی ابوالمجدد صاحب مودودی کے تیار کردہ گروہ کے عدیم المثال ایثار وسخاوت کا بھی اندازہ ہو سکے۔

پہلا نمونہ نیو مجدد نصر اللہ خاں عزیز مدیر ایشیا لاہور کا پیش کرتا ہوں جو اُس نے ایک پرانے عالمِ دین مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (سرپرست انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور) کے ایمان کی پُرانیت دھونے اور ان کو تجدید واحیائے دین واقامتِ دین کی طرف بلانے کے لیے نہ صرف اپنے تمام حاصل کردہ خصوصی اخلاقِ جلیلہ واوصافِ حمیدہ جن کا تفصیلی ذکر ملحقہ اقتباس نمبر ۹ میں کیا گیا ہے وہ سب کے سب ایک ایک کرکے گن گن کر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ اقدس پر نچھاور کرکے تجدیدِ دین واقامتِ دین کا عملی نمونہ اقتباس نمبر ۹ کے مطابق دکھا دیا۔ لیجیے ملاحظہ فرمائیے:۔ (مرتب)

(الاعتصام لاہور مورخہ ۱۸ ر نومبر ۵۵ء بحوالہ ایشیا لاہور)

(الف) جاہل، بہتان طراز، مفتری، اخلاقی تعلیمات سے بے بہرہ، تقویٰ، تقدس

للّٰہیت اور تقرب الی اللہ کا ڈھونگ رچانے والے، غیر معقول مسمسی صورت والے، فریبی، جھوٹے تقدس و تقوے کی دھونس رچانے والے، مزبوحی حرکتیں کرنے والے علم و اخلاق سے بے تعلق، فاسد ذہنیت کے مالک، پیشہ ور دیندار، عقل کے اندھے، غیر ذمّے دار، قرآن کی فہم سے عاری، ناخدا ترس، بے حس، خدا اور مخلوق کی شرم سے بے بہرہ بے حیا، بیوقوف گھناؤنے اور مکروہ اخلاق کے مالک، دیوبند کی چراگاہ سے نکلے ہوئے فریبی، دجل و کذب کے مالک، شور مچانے والے کفن چور، افیونی شوریدہ سر۔ (نصر اللہ خاں عزیز مدیر ایشیا لاہور، ماخوذ "تحریک جماعتِ اسلامی اور مسلکِ اہلحدیث")

یہ ہے اُس نصر اللہ خاں عزیز مدیر ایشیا لاہور کی بکواس جو مودودی اسٹیٹ کا وزیرِ داخلہ بنایا جانے والا تھا۔ یہ ہے اُس گروہ کے ایک اعلیٰ فرد کی اقامتِ دین کی کارگذاری کا نمونہ۔ جس کی تیاری کا ذکر ابوالبکواس مودودی نے اقتباس نمبر ۹ میں کیا ہے۔

اب دُوسرا نمونہ نیو مجدد عارف دہلوی بی اے کی خدمات کا پیش کرتا ہوں جو مودودی اسٹیٹ کا وزیرِ نشریات بنایا جانے والا تھا آپ بھی اُسی گروہ کے ایک اعلیٰ فرد ہیں کہ جس کا ذکر ابوالمجدد صاحب مودودی نے اقتباس نمبر ۹ میں کیا ہے۔ عارف دہلوی بی۔ اے ابوالمجدد صاحب مودودی کے بڑے فرمانبردار حکم کے ساتھ فوراً ہی جُھک کر پیش ہو جانے والے ایک خاص معتمد اور خصوصی منظورِ نظر مجدد ہیں اور نشری تربیت دیے گئے ایک نشری مجدد ہیں۔ آپ کی اس خصوصی "راست بازی، صداقت شعاری اور آپ کے اس زہد و تقویٰ اور دیانت اور خدا کے اُن پسندیدہ اخلاق و اوصاف کی اعلیٰ کارگذاری" کچھ ضروری تمہید کے ساتھ پیش کرتا ہوں جن کا ذکر ابوالمجدد صاحب مودودی نے اقتباس نمبر ۹ میں کیا ہے۔

ضروری تمہید

ابوالمجدد صاحب مودودی نے جب اپنے ابتدائی دور میں صحافت اور ادارت کی طرف قدم بڑھایا تھا تو اوائل میں جب اُن کا قلم مشرقی رُخ پر اور محتاط انداز میں لغزشوں سے محفوظ چلتا رہا تو اکثر علمائے کرام نے اُن کی قلمی روش اور خوبصورت صحافت اور سلجھی ہوئی ادارت اور عام فہم طرزِ انشاء کو صرف اِس لیے پسند کیا تھا کہ اس میں دینی اور اصلاحی رنگ غالب اور نمایاں تھا۔ اس لیے بعض نیک نیت علماء کرام نے محسوس کیا تھا کہ یہ شخص ممکن ہے وقتی تقاضوں کے مطابق تبلیغی ضرورتوں میں کام آسکے۔ اس کو سراہنا اور اس کے ساتھ تعاون کرنا اچھا سمجھا چنانچہ محض اس حُسنِ ظن کے باعث نیک نیت علماء کرام نے اس شخص کی تعریفیں کرنا اور لکھنا شروع کردیں اور داد و تحسین سے بھی نوازنا شروع کر دیا اور بعض علمائے کرام نے تو کام کا انسان سمجھ کر بطور تعاون آگے بڑھانے کے لیے تعریفی مقالے بھی لکھ لکھ کر مزید حوصلہ افزائی کی۔ لیکن کچھ ہی عرصہ کے بعد جبکہ نیک نیت علمائے کرام اور عوام کی کافی جمعیت بھی اس شخص کی مؤید ہو چکی تھی تو اس شاطر اور چالاک خطبہ فروش تاجر مودودی نے خلافِ توقع دَرپردہ کسی بڑے اور اونچے مغربی گھرانے سے تعلق پیدا کر لیا! جس سے قلم کی روش میں تبدیلی واقع ہونا ایک قدرتی امر تھا۔ چنانچہ صحافت میں رنگینیت اور ادارت میں انانیت شروع ہوگئی اور یک لخت تجدّد اور اجتہاد پر اداریے لکھنے شروع کر دیے گئے، تہذیبت کے جدید تصورات سپردِ قلم ہونے لگے، مشرقی آثار کو فرسودہ ثابت کرنے کے لیے اجتہاد کو مارکیٹ کا نرخنامہ بنایا جانے لگا نیک نیت علمائے کرام مودودی کی اس یک لخت بدلی ہوئی روش سے ٹھٹک اور جھجک کر ایک ایک کر کے سب کے سب متنفر ہو ہو کر علیحدہ ہو گئے۔ سوائے اُن چند وظیفے خوار یا تاجر قسم کے کتب اور قلم فروش، ایمان اور ضمیر فروش، حیا اور غیرت فروش، ملک اور ملت فروش نام نہاد لایعنی مولویوں کے، کوئی بھی ایمان اور غیرت رکھنے والا ذی شعور اور

خداترس عالمِ دین مودُودی کے ساتھ نہیں رہا۔ لیکن مودُودی نے اپنے معتمدِ خاص اور منظورِ نظر مجدّد "عارف دہلوی" کے ذریعے خان حبیبُ اللہ خان وزیرِ داخلہ پاکستان کے بیانات کے بعد ملتان شہر سے ایک کتاب "مولانا مودُودی اور جماعتِ اسلامی ۸۰ علماء کی نظر میں" صدّیقیہ پریس ملتان میں چھپوا کر شائع کرائی ہے جس میں اُن نیک نیت علمائے کرام کی وہ پرانی تحریریں بھی شائع کرائی گئی ہیں جو مودُودی کی اوائل ادارت اور صحافت کے زمانے میں محض حسنِ ظن کے باعث شریک یا متحد ہو کر (متذکرہ بالا وضاحت کے مطابق) لکھی گئی تھیں لیکن اب جن کو مودُودی سے بیزار اور علیحدہ ہوئے تقریباً دس دس اور پندرہ پندرہ، بیس بیس اور بائیس بائیس سال ہو چکے ہیں اور جنھوں نے مودودی اور اُس کی جماعت کے خلاف کتابیں، رسائل، مضامین اور اداریے بھی لکھ لکھ کر شائع کرائے ہوئے ہیں اور جن کی سنگین سے سنگین تر مخالفتوں کا مودُودی صاحب خود اپنی مطبوعات میں رونا بھی رو چکے ہیں۔ جیسے مولانا آزادؒ، مولانا سیّد سلیمان ندویؒ، حضرت مولانا قاری محمد طیّب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا ابوالحسن صاحب ندوی، مولانا داؤد غزنویؒ، مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی مولانا محمد منظور صاحب نعمانی، مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی اور مولانا ثناء اللہ صاحبؒ امرتسری وغیرہ حضرات کے نام شائع کرائے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ قادیانی عقیدے کے ایک مبلغ اور صحافی، غیر متعلق شخصیت یعنی "مولانا" ابوالعطاء مرزائی کا نام بھی اُن مُویدین علماء کی فہرست میں مع اقتباسات شامل کیا گیا ہے جس کو عوام نہیں سمجھ سکتے کہ یہ شخص ابوالعطاء کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ کیا یہی وہ راست بازی، دیانتداری

لے پڑھیے "مولانا مودُودی اور جماعتِ اسلامی ۸۰ علماء کی نظر میں"، اس کے بعد پڑھیے "جناب مودُودی صاحب اور ایک ہزار علماءِ امّت" حصّہ اوّل جن کا مفصّل پتہ آخری صفحات میں کتابوں کی فہرست میں درج ہے۔ ۱۲

زہد و تقویٰ اور خُدا کے اُن پسندیدہ اخلاق و اوصاف کا عملی نمونہ ہے جس کا اقتباس نمبر ۹۰ میں ذکر کیا گیا ہے ؟ لعنت ہو خدا کی اور پھٹکار، ایسی ذلیل اور پُر فریب و پُر دجل ذہنیت پر کہ جس میں خُدا کا خوف بالائے طاق رکھ کر مخلوق کے سامنے ننگا ہو جانے کو بھی عالمِ اسلام میں تجدیدِ دین و احیائے دین و اقامتِ دین کا ذریعہ سمجھا جاتا ہو۔

(رسائل مسائل حصّہ دوم ص ۲۵۹ بعنوان "فقہیات"

(۹۱) جس سینما میں علمی یا واقعاتی فلم دکھائے گئے ہوں اُس کے دیکھنے میں مضائقہ نہیں۔ ہمارے ملک میں تو سینما ہاؤس جانا بجائے خود ایک موضع تہمت ہے، اس لیے علمی اور واقعاتی فلم دیکھنے کے لیے بھی اس خرابات میں قدم نہیں رکھا جا سکتا۔ انگلستان میں آپ چاہیں تو اس طرح کی فلم دیکھ لیں۔ (مودودی)

(بحوالہ بالا ص ۲۹۱ بعنوان بالا)

(۹۲) میں اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ یہ خیال ظاہر کر چکا ہوں کہ سینما بجائے خود جائز ہے، البتہ اُس کا ناجائز استعمال اس کو ناجائز کر دیتا ہے۔ سینما کے پردے پر جو تصویر نظر آتی ہے وہ دراصل "تصویر" نہیں بلکہ پرچھائیں ہے، جس طرح آئینہ میں نظر آیا کرتی ہے۔ اس لیے وہ حرام نہیں۔ رہا وہ عکس جو فلم کے اندر ہوتا ہے، تو وہ جب تک کاغذ یا کسی دوسری چیز پر چھاپ نہ لیا جائے۔ نہ اس پر تصویر کا اطلاق ہوتا ہے اور نہ وہ ان کاموں میں سے کسی کام کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے جن سے باز نہ رہنے ہی کی خاطر شریعت میں تصویر کو حرام کیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے میرے نزدیک سینما بجائے خود مباح ہے۔ (مودودی)

ابوالفقیہہ صاحب مودودی نے سینما بینی جائز کرنے کے جس فراخدلی اور وسیع النظری

کا ثبوت دیا ہے اس کی مثال نہیں مل سکتی : ایک تو "علمی فلم" جائز کر دی۔ دوسرے واقعاتی فلم کے جواز سے فحش اور عریانی کی لایعنی بحث کا بھی خاتمہ کر دیا۔ تیسرے یہ کہ فلمی پکچر یعنی تصویروں کی قباحت کو جس کمالِ علم اور خوبصورتی سے پرچھائیں کہہ کر رفع کیا ہے اُس کی مثال کسی فقیہہ کے تفقہ میں نہیں مل سکتی۔ (میرے علم ناقص میں) غالباً علمی فلم سے مراد مودودی کی یہی ہو گی کہ جس کو پڑھے لکھے لوگ پسند کرتے اور دیکھتے ہوں۔ اور "واقعاتی فلم" سے مراد تو یقیناً یہی ہو سکتی ہے کہ فرضی من گھڑت قصّے کہانیوں اور دماغ کے اختراعی افسانوں پر محمول نہ ہو بلکہ صحیح پیش آمدہ واقعات پر فلم تیار کی گئی ہو جیسے فرانس اور پیرس وغیرہ کے مقامات کی کسی منعقدہ نمائش کو فلما لیا گیا ہو یا انگلستان اور امریکہ، ہالینڈ اور پولینڈ وغیرہ جیسے مقامات کی محفلوں اور وہاں کی مختلف قسم کی تقریبات کو فلما لیا گیا ہو یا جنگی مناظر اور ہسپتالوں، کالجوں اور گرلز کالجوں وغیرہ کی نرسوں اور طالبات کی تعلیمی کارگذاریوں اور خدماتی واقعات کو برموقع فلما لیا گیا ہو یہ سب بے دھڑک دیکھیے۔ اگر سرزمین پاکستان کے دقیانوسی ماحول سے جھجک محسوس ہوتی ہو تو لندن جاکر دیکھیے۔ مبعوث من اللہ غیر دعویدار مہدیِ مغرب ابوالفقیہہ صاحب مودودی کا بالتصریح و بالتشریح اور بالتفصیل و بالتوضیح حکمِ جواز موجود ہے۔

(مرتّب)

(رسائل مسائل حصّہ دوم صـ۱۶۶ بعنوان "فقیہات")

(۹۳) جہاں تک مجھے علم ہے قرآن کا منشا یہی ہے کہ دارالاسلام اور دارالکفر کے مسلمانوں میں وراثت اور شادی بیاہ کے تعلقات نہ ہوں ...... آئندہ شادی بیاہ کا تعلق پاکستانی اور ہندوستانی مسلمانوں کے درمیان نہ ہونا چاہیے۔

(مودودی)

(تفہیمات جلد اوّل صـ۳۸ بعنوان "اسلام ایک علمی اور عقلی مذہب")

(۹۴) اور یہی جہالت ہم ایک نہایت قلیل جماعت کے سوا مشرق سے لے کر

مغرب تک مسلمانوں میں عام دیکھ رہے ہیں، خواہ وہ ان پڑھ عوام ہوں، یا دستار بند علما، یا خرقہ پوش مشائخ، یا کالجوں اور یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات - ان سب کے خیالات اور طور طریقے ایک دُوسرے سے بدرجہا مختلف ہیں، مگر اسلام کی حقیقت اور اس کی روح سے ناواقف ہونے میں یہ سب یکساں ہیں۔ (مودُودی)

مجدد الشعراء چچا غالب مرحوم کے متعلق بھی ابو النقاد صاحب مودُودی کی گوہر افشانیاں ملاحظہ فرمائیے۔

(اسلامی نظام زندگی ص ۳۲۹ بعنوان "بناؤ بگاڑ")

(۹۵) غالب جیسا شخص فخریہ کہتا ہے کہ "سو پشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری" یہ بات کہتے ہوئے اتنے بڑے شاعر کو ذرا خیال تک نہ گذرا کہ پیشہ ورانہ سپہ گری کوئی فخر کی بات نہیں ڈوب مرنے کی بات ہے۔ (مودُودی)

(مسلمانوں کا ماضی و حال ص ۱۴ بعنوان "ذہنی حالت")

(۹۶) چنانچہ ہمارا شاعر اسے خاندانی مفاخر میں شمار کرتا ہے کہ ؎ "سو پشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری" حالانکہ کسی شخص کا پیشہ ور سپاہی ہونا حقیقت میں اُس کے اور اُس سے تعلق رکھنے والوں کے لیے باعثِ ننگ ہے نہ کہ باعثِ عزت۔ (مودُودی)

اگر ابو المفاخر مودُودی کو احادیث کا صحیح مطالعہ ہوتا یا احادیث کی صحیح عظمت اور قدر اُن کے دل میں ہوتی تو پیشۂ سپہ گری کو حقیر نہ سمجھتا۔ پیشۂ سپہ گری سے غالب کی مراد قومی یا ملکی "رضاکارانہ زندگی" ہے جو فی الحقیقت باعثِ فخر و عزت ہی ہے۔ اسلام میں تو سپہ گری کی حالت میں وفات پا جانا شہادت کا درجہ رکھتا ہے۔ (مرتب)

(خطبات حصہ چہارم ص ۲۸/۲۹ بعنوان "حج کی تاریخ")۔

۹۷ رہے وہ لوگ جن کو عمر بھر کبھی یہ خیال ہی نہیں آتا کہ حج بھی کوئی فرض اُن کے ذمے ہے۔ دنیا بھر کے سفر کرتے پھرتے ہیں۔ کعبۂ یورپ کو آتے جاتے حجاز کے ساحل سے بھی گذر جاتے ہیں۔ جہاں سے مکہ صرف چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے، اور پھر بھی حج کا ارادہ تک اُن کے دِل میں نہیں گذرتا، وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں۔ جھوٹ کہتے ہیں اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، اور قرآن سے جاہل ہے جو انہیں مسلمان سمجھتا ہے۔ اُن کے دل میں اگر مسلمان کا درد اٹھتا ہے تو اٹھا کرے، اللہ کی اطاعت اور اس کے حکم پر ایمان کا جذبہ تو بہرحال اُن کے دل میں نہیں ہے۔

(مودودی)

یہ ہے ہائی اسٹینڈرڈ پوزیشن اور ہائی اتھارٹی کے مالک ماڈرن ٹائپ فل پاور مجدد اعظم مودودی کے تجدد و تفقہ کا ادنے سا جلال! کہ فرائض کی اَدائیگی میں غفلت اور تساہل برتنے پر خارج از اسلام کا فتویٰ لگا دیا گیا! حالانکہ "انکارِ فرضیت" سے خارج از اسلام کا حکم لگایا جاتا ہے۔ اور مندرجۂ بالا صورت میں تو تساہل بھی ثابت نہیں ہو سکتا اِس لیے کہ سفر تو بیشک مکہ معظمہ سے چند گھنٹے کی ہی مسافت کا ہے مگر حج کے مقررہ ایام نہیں ہیں، یا ایامِ حج تو ہیں مگر کسی ملازمت کے سِلسلے میں فرائض منصبی یعنی ضروری ڈیوٹی کی انجام دہی میں مصرُوف و مقید ہے ایسی حالت میں خارج از اسلام کہنا تو درکنار قابلِ ملامت بھی نہیں سمجھا جا سکتا۔ بلکہ فرائض منصبی کو اگر نقصان پہنچ جانے کا محض "اندیشہ" ہی ہو اور حج یا عمرہ کرنے چلا گیا تو تو نہ صرف یہ کہ ثواب ہی نہیں ملے گا بلکہ گناہ گار بھی ہو گا۔ جیسا کہ گودام یا مال کے تحفظ اور نگہداشت پر مامور کسی چوکیدار کا نوکری کے فرائض کے خلاف نوافل یا تہجد کے لیے چلا جانا گناہ اور جرم ہے اور کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ مکہ معظمہ کے قریب پہنچا ہوا مسافر جناب والا کے اقتباس

نمبر ۳۵ کو پڑھکر ہی خائف ہُوا ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہاں پہنچ کر بجائے ایمان بڑھانے کے الٹا رہا سہا ایمان بھی ضائع ہو جائے، یا یہ سمجھ کر دہ مسافر مکۂ معظمہ نہ گیا ہو کہ جس جگہ عبادت کی رُوح ہی باقی نہ رہی ہو ایسی جگہ جاکر سوائے ایمان، دولت اور وقت ضائع کرنے کے اور کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے؟ (پڑھیے اقتباس نمبر ۳۵) (مرتب)

(تنقیحات ص ۴۵/۴۶ بعنوان "دورِ جدید کی بیمار قومیں")

(۹۸) مگر اسلام ہے کہاں؟ مسلمانوں میں نہ اسلامی سیرت ہے، نہ اسلامی اخلاق، نہ اسلامی افکار ہیں، نہ اسلامی جذبہ، حقیقی اسلامی رُوح نہ اُن کی مسجدوں میں ہے، نہ مدرسوں میں، نہ خانقاہوں میں۔ عملی زندگی سے اسلام کا ربط باقی نہیں رہا۔ اسلام کا قانون نہ ان کی شخصی زندگی میں نافذ ہے نہ اجتماعی زندگی میں۔ تمدّن و تہذیب کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کا نظم صحیح اسلامی طرز پر باقی ہو۔ ایسی حالت میں دراصل مقابلہ اسلام اور مغربی تہذیب کا نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی افسردہ، جامد اور پس ماندہ تہذیب کا مقابلہ ایک ایسی تہذیب سے ہے جس میں زندگی ہے، حرکت ہے، روشنیٔ علم ہے، گرمیٔ عمل ہے۔ ایسے نامساوی مقابلہ کا جو نتیجہ ہو سکتا ہے وہی ظاہر ہو رہا ہے۔ مسلمان پسپا ہو رہے ہیں۔ اُن کی تہذیب شکست کھا رہی ہے۔ (مودُودی)

(تنقیحات ص ۴۹/۵۰ بعنوانِ بالا)

(۹۹) جدید حالات نے مسلمانوں کے لیے جو پیچیدہ علمی اور عملی مسائل پیدا کر دیے ہیں اُن کو حل کرنے میں اُن حضرات کو ہمیشہ ناکامی ہوتی ہے۔ اس لیے کہ ان مسائل کا حل اجتہاد کے بغیر ممکن نہیں اور اجتہاد کو یہ اپنے اوپر حرام کر چکے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات اور اُس کے قوانین کو بیان کرنے کا جو طریقہ آج

ہمارے علماء اختیار کر رہے ہیں وہ جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو اسلام سے مانوس کرنے کے بجائے الٹا متنفر کر دیتا ہے اور بسا اوقات ان کے مواعظ سُن کر یا ان کی تحریروں کو پڑھ کر بے اختیار دل سے یہ دُعا نکلتی ہے کہ خدا کرے کسی غیر مسلم یا بھٹکے ہوئے مسلمان کے چشم و گوش تک یہ صدائے بے ہنگام نہ پہونچی ہو۔ (مودودی)

لیجیے ملاحظہ فرمائیے وہ صحیفۂ آسمانی اور اسلام کا شیدائی بنا دینے والی پُر کشش صحافت جو ہر غیر مسلم اور اسلام سے ہر بھٹکے ہوئے متنفر مسلمان کے لیے شمعِ ہدایت ہو سکتی ہے اور جس کے لیے عالمِ اسلام میں تجدیدِ دین و احیائے دین و اقامتِ دین کے علمبرداروں کے دلوں سے بے ساختہ اور بے اختیار یہی دُعا نکلتی ہے کہ خدا کرے یہ صدائے با ہنگام اور ندائے آسمانی ہر غیر مسلم اور اسلام سے بھٹکے ہوئے ہر متنفر مسلمان کے چشم و گوش تک پہنچے۔ (مرتب)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ اوّل ص۵۵ بعنوان "مسائل حاضرہ میں قرآن اور اسوۂ رسول کی رہنمائی")

(۱۰۰) پھر جو لوگ مسلمانوں کی راہنمائی کے لیے اٹھتے ہیں ان کی زندگی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ادنیٰ جھلک تک نظر نہیں آتی۔ کہیں مکمل فرنگیت ہے۔ کہیں نہرو اور گاندھی کا اتباع ہے۔ کہیں جبّوں اور عماموں میں سیاہ دل اور گندے اخلاق لپٹے ہوئے ہیں۔ زبان سے وعظ اور عمل میں بدکاریاں، ظاہر میں خدمتِ دین اور باطن میں خیانتیں۔ غداریاں اور نفسانی اغراض کی بندگیاں۔ جمہور مسلمین بڑی بڑی امیدیں لے کر ہر نئی تحریک کی طرف دوڑتے ہیں مگر مقاصد کی پستیاں اور عمل کی خرابیاں دیکھ کر اُن کے دل ٹوٹ جاتے ہیں۔

(مودودی)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ دوم ص۱۳۴ بعنوان
"بنیادی حقوق")

(۱۰۱) آزادی کے پروانے کو لے کر جو حضرات یہ سمجھ رہے ہیں کہ آئندہ کے قومی جمہوری لادینی اسٹیٹ میں اُن کے مذہب اور اُن کی تہذیب کا پُورا تحفظ ہوگا، انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ تحفظ اسی نوعیت کا تحفظ ہے جیسا کہ پرانی تاریخی عمارتوں کا ہوا کرتا ہے۔ یہ محض اس امر کی ضمانت ہے کہ موجودہ نسل کے جو لوگ اپنی مذہبیت کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں اُن کی گردن پر چھری رکھ کر زبردستی کلمۂ کفر نہیں کہلوایا جائے گا۔ مگر یہ اس امر کی ضمانت نہیں ہے کہ اُن کی آئندہ نسل کو غیر مسلم بنانے والی تعلیم و تربیت نہ دی جائے گی۔ اس تحفظ کے معنیٰ صرف یہ ہیں کہ آپ اگر چاہیں تو قال اللہ وقال الرسول میں مشغول رہیں۔ آپ کی ڈاڑھی یقیناً زبردستی نہیں مونڈی جائے گی، نہ آپ کی عبا ضبط کی جائے گی، نہ آپ کی تسبیح چھینی جائے گی، نہ آپ کی زبان درسِ قرآن و حدیث سے روکی جائے گی، مگر اس کے معنیٰ یہ نہیں ہیں کہ آئندہ نسل کو بھی اس "غلط فہمی" میں مبتلا رہنے دیا جائے گا کہ اسلام ہی سچا دین ہے۔ اور تمام مذاہب سے برتر اور اصلح ہے۔ مذہبی آزادی کا یہ پروانہ لے کر جو صاحب خوش ہونا چاہتے ہیں، وہ خوش ہو لیں۔ ہمیں تو اس پروانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (مودودی)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ یہ ہے وہ پاکیزہ طرزِ انشا اور شریفانہ صحافت اور سنجیدگی و متانت کا اعلیٰ نمونہ کہ جس کے ذریعہ عالمِ اسلام میں تجدیدِ دین و احیائے دین و اقامتِ دین کا علم بلند کیا جا رہا ہے! درحقیقت ابوالمغرور صاحب مودودی کو اپنی اس قلم فروشی اور

تحریری تجارت کا ایسا بُرا اور ذلیل چسکا لگ گیا ہے کہ جس نے ابوالمغرور صاحب مودودی کو کتب فروشی کے ساتھ ساتھ قرآن فروشی، تفسیر فروشی، ایمان فروشی اور ضمیر فروشی کا بھی چسکا لگا دیا ہے اور اس چسکے نے ایسا اندھا کر دیا ہے کہ جب قلم اٹھاتے ہیں تو زورِ قلم دکھلانے کے سوا کچھ ہوش نہیں رہتا کہ کیا لکھ رہا ہوں اور یہ کمبخت فرنگی قلم کیا لکھوا رہا ہے؟ بات یہ ہے کہ ابوالمغرور صاحب مودودی کے دل و دماغ میں یہ بات پیوست ہو چکی ہے کہ یہ زورِ قلم ہی کی بدولت تو وارے نیارے ہو رہے ہیں! مگر یہ بھی ہماری پیشین گوئی بھی سن لیجیے کہ یہ چسکا اُن کو کسی دن ایسا لے ڈوبے گا کہ عاقبت تو ہاتھ سے پہلے ہی گنوا چکے ہیں مگر اب اِس دنیا کے مطلب کے بھی نہ رہیں گے۔ اس لیے کہ اب عام چرچا ملک میں یہی ہو رہا ہے کہ ابوالمغرور صاحب مودودی کو اُن کی علمیت اور قابلیت پہ ایک زوردار چیلنج یعنی صرف ناظرہ قرآن کریم صحتِ لفظی سے پڑھنے اور عربی زبان میں تقریر اور مباحثہ کرنے کا چیلنج دیا جائے تاکہ ساری اصل حقیقت اور عربی دانی کا پول کھل جائے تو اگر کہیں اس چرچے اور تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی ٹھان لی گئی اور عوام نے کہیں متحد ہو کر زوردار طریقے سے میدانِ مناظرہ میں گھسیٹ لینے کا تہیہ کر ہی لیا تو پھر کیا ابوالمغرور صاحب مودودی کے لیے عوام سے اپنی جان چھڑانے کی کوئی صورت ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں ہمیں روزِ روشن کی طرح اس بات کا پورا پورا یقین ہے کہ ابوالمغرور صاحب مودودی نہ ایک آیت قرآنِ کریم کی ناظرہ ہی صحتِ الفاظ کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں اور نہ پانچ منٹ عربی ہی صحیح طریقے پر بول سکتے ہیں۔ تو ایسی حالت میں عوام کیا ابوالمغرور صاحب مودودی کی بوٹیاں نوچ کر نہیں کھا جائیں گے؟ کہ بتاؤ کیوں یہ گمراہ کن تفسیر لکھی؟ اور کیسے یہ فرضی علامہ ہونے کا ڈھنڈورا پٹوایا گیا؟ اور کس لیے یہ خفیہ امدادیں حاصل کر کے عالمِ اسلام میں تجدید و احیائے دین اور اقامتِ دین کا ڈھونگ رچایا گیا؟

(مرتب)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ اوّل صہ ۲۱ بعنوان
"حالات کا جائزہ اور آئندہ کے امکانات")

(۱۰۲) افلاس، جہالت اور غلامی نے ہمارے افراد کو بے غیرت اور بندۂ نفس بنا دیا ہے وہ روٹی اور عزّت کے بھوکے ہو رہے ہیں۔ اُن کا حال یہ ہو گیا ہے کہ جہاں کسی نے روٹی کے چند ٹکڑے، اور نام و نمود کے چند کھلونے پھینکے، یہ کتّوں کی طرح اُن کی طرف لپکتے ہیں، اور اُن کے معاوضے میں اپنے دین و ایمان، اپنے ضمیر، اپنی غیرت و شرافت، اپنی قوم و ملّت کے خلاف کوئی خدمت بجا لانے میں اُن کو باک نہیں ہوتا۔

(مودودی)

آپ کے افراد کو تو افلاس، جہالت اور غلامی کی مجبوریوں نے بے غیرت اور بندۂ نفس بنا دیا تھا۔ اور روٹی اور عزّت کی بھوک نے اُن کو کتّا بنا دیا تھا کہ روٹی کے چند ٹکڑوں اور نام نمود کے چند کھلونوں کے عوض دین و ایمان، غیرت و شرافت، ضمیر اور قوم و ملّت کے خلاف ہر قسم کی خدمات بجا لاتے رہے۔ لیکن آپ کو تو دولت، علم اور آزادی کے ساتھ روٹی اور عزّت بھی حاصل تھی! پھر آپ کو کس مجبوری نے ایسا بے غیرت اور بندۂ نفس اور مغلوبِ مغرب بنا دیا کہ آپ نے کھل کر دین و ایمان فروشی، ضمیر اور غیرت فروشی، اسلام اور اسلاف فروشی، شرافت اور تقدّس فروشی، کتب اور قلم فروشی، عقل اور شعور فروشی، قرآن اور تفسیر فروشی اور ملک و ملّت فروشی ببانگِ دہل اور پوری ڈھٹائی کے ساتھ کی۔ لہٰذا آپ کے افراد تو بامرِ مجبوری ہی بے راہروی کے شکار ہوئے جو زیادہ سے زیادہ قابلِ ملامت ہی متصوّر ہو سکتے ہیں۔ لیکن آنجناب کے حالات تو بہمہ صورت نہ صرف قابلِ ملامت ہی بلکہ قابلِ لعنت اور قابلِ پھٹکار بھی متصوّر ہوں گے۔

(مرتّب)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ دوم صفحہ ۱۹۲ بعنوان "تنبیہہ الغافلین")

(۱۰۳) یہ بھی ممکن ہے کہ آدمی پر جذبۂ انتقام مستولی ہو گیا ہو۔ اُسے انگریز کے ہاتھوں سے اتنی تکلیفیں پہونچی ہوں کہ وہ جوشِ غضب میں اندھا ہو گیا ہو اور کہتا ہو کہ اگر حق کی تلوار نہیں ملتی تو پرواہ نہیں، میں باطل ہی کی تلوار سے اُس دشمن کا سر اڑا دوں گا۔ چاہے ساتھ ہی ساتھ میری اپنی ملت کی بھی رگِ جان کٹ کے رہ جائے ایسے شخص کی بیمارئ دل کا علاج خداوندِ عالم کے سوا اور کسی کے پاس نہیں۔ اللہ اُس کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے ورنہ ڈر ہے کہ جس راہ پر وہ اس جذبے کے ساتھ چل رہا ہے اُس میں اپنی عمر بھر کی کمائی ضائع کر دے گا۔ اور قیامت کے روز اس حال میں خدا کے سامنے حاضر ہوگا کہ ساری عبادتیں اور نیکیاں اس کے نامۂ اعمال سے غائب ہوں گی اور ایک قوم کی قوم کو گمراہی وارتداد میں مبتلا کرنے کا مظلمۂ عظیم اُس کی گردن پر ہوگا۔ (مودودی)

(جماعتِ اسلامی کا مقصد تاریخ اور لائحۂ عمل صفحہ ۱۰۳، ۱۰۴

بعنوان "تیسرا عنصر")

(۱۰۴) یہ غریب تعلیم کے لیے جدید درس گاہوں میں جاتے ہیں تو وہاں زیادہ تر مخلص اور مکار ملاحدہ یا نیم مسلم و نیم ملحد حضرات سے ان کو پالا پڑتا ہے۔ قدیم مدارس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو اکثر مذہبی سوداگروں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔ دینی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو خطیبوں اور واعظوں کی عظیم اکثریت انہیں گمراہ کرتی ہے۔ روحانی تربیت کے طالب ہوتے ہیں تو پیروں کی غالب اکثریت اُن کے لیے راہِ خدا کی رہزن ثابت ہوتی ہے۔ دنیوی معلومات کے سرچشموں کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ان

اخبارات اور رسائل سے اُن کو سابقہ پیش آتا ہے جن کی بہت بڑی اکثریت ہماری قوم کے سب سے زیادہ رذیل طبقے کے ہاتھ میں ہے قومی اور ملکی معاملات کی سربراہ کاری کے لیے لیڈر ڈھونڈتے ہیں تو وہ زیادہ تر ملاحدہ اور نیم ملاحدہ اور مترفین کے گروہ سے نکلتے ہیں۔ اپنی معیشت کی تلاش میں رزق کے منبعوں کی طرف جاتے ہیں تو وہاں بیشتر ان لوگوں کو قابض پاتے ہیں جنہوں نے حلال اور حرام کے امتیاز کو مستقل طور پر ختم کر رکھا ہے۔ غرض ہماری قوم کے وہ طبقے جو دراصل ایک قوم کے دل اور دماغ ہوتے ہیں اور جن پر اس کے بناؤ اور بگاڑ کا انحصار ہوا کرتا ہے اس وقت بدقسمتی سے ایک ایسا عنصر بنے ہوئے ہیں جو اُسے بنانے کے بجائے بگاڑنے پر تلا ہوا ہے اور بناؤ کی ہر صحیح و کارگر تدبیر میں مزاحم ہے۔

(مودودی)

فرمایئے! کچھ آنکھوں میں روشنی، قلب میں نور، ایمان میں کچھ تازگی پیدا ہوئی! یہ ہے ہائی اسٹنڈرڈ پوزیشن کے مالک فل پاور، ماڈرن مجدد اعظم مودودی کی تبحر علمی اور سنجیدہ مزاجی کا نایاب اور عدیم المثال قسم کا مختصر نمونہ! کیا ان صحائف کو پڑھنے کے بعد بھی یہ واجب التعزیر معلم الملکوت، ابوالغفور مودودی کسی قسم کے آداب و لحاظ کا مستحق سمجھا جا سکتا ہے! (مرتب)

(اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے ص۳۱ بعنوان "خام خیالیاں")

(۱۰۵) یہاں جس قوم کا نام مسلمان ہے وہ ہر قسم کے رطب و یابس لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ کیریکٹر کے اعتبار سے جتنے ٹائپ کافر قوموں میں پائے جاتے ہیں اتنے ہی اس قوم میں بھی موجود ہیں۔ (مودودی)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص۴۴ بعنوان "تحریک اسلامی کا تنزل")

(۱۰۶) غرض آپ اس نام نہاد مسلم سوسائٹی کا جائزہ لیں گے تو اس میں آپ کو بھانت بھانت کا "مسلمان" نظر آئے گا۔ مسلمان کی اتنی قسمیں ملیں گی کہ آپ شمار نہ کر سکیں گے۔ یہ ایک چڑیا گھر ہے جس میں چیل، کوّے، گدھ، بٹیر، تیتر اور ہزاروں قسم کے جانور جمع ہیں اور ان میں سے ہر ایک "چڑیا" ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ یہ لوگ اسلام سے انحراف کرنے ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان کا نظریہ اب یہ ہو گیا ہے کہ "مسلمان" جو کچھ بھی کرے وہ "اسلامی" ہے، حتّٰی کہ اگر وہ اسلام سے بغاوت بھی کرے تو وہ اسلامی بغاوت ہے۔ یہ بینک کھولیں تو اس کا نام "اسلامی بینک" ہو گا۔ یہ انشورنس کمپنی قائم کریں تو وہ "اسلامی انشورنس کمپنی" ہو گی۔ جاہلیت کی تعلیم کا ادارہ کھولیں تو وہ "مسلم یونیورسٹی"، "اسلامیہ کالج"، "اسلامیہ اسکول" ہو گا۔ ان کی کافرانہ ریاست کو "اسلامیہ ریاست" کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ (مودودی)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصّہ سوم صفحہ ۵ بعنوان "تحریکِ اسلامی کا تنزل")

(۱۰۷) اور اوپر چلیے۔ آپ کی سب سے بڑی قومی مجلس مسلم لیگ، جس کو نو کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کا دعویٰ ہے، ذرا اس کو دیکھیے کہ اس وقت وہ کس روِش پر چل رہی ہے۔ موجودہ جنگ کے آغاز میں اُس نے اپنی جس پالیسی کا اعلان کیا اور پھر وائسرائے کے اعلان پر جس رائے کا اظہار کیا اُس کو پڑھیے اور بار بار پڑھیے۔ اگر آپ ایک اصول پرست جماعت کے طرزِ عمل، اور ایک ایسی جماعت کے طرزِ عمل میں جو محض اپنی قوم کی سیاسی اغراض کی خدمت کے لیے بنی ہو، فرق و امتیاز

کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، تو اوّل نظر میں آپ کو محسوس ہو جائے گا کہ جنگ کے موقع پر جو پالیسی لیگ نے اختیار کی ہے وہ اصول پرستی کے ہر نشان سے خالی ہے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ درحقیقت یہی پالیسی مسلمانوں کے ذہن کی ترجمانی کرتی ہے تو اس کے آئینہ میں ہر صاحبِ نظر آدمی دیکھ سکتا ہے کہ ان نام کے مسلمانوں پر پوری اخلاقی موت وارد ہو چکی ہے۔ (مودودی)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۵۱/۵۲
بعنوان "تحریکِ اسلامی کا تنزل")

(۱۰۸) مجھے اس سے بھی کوئی بحث نہیں کہ سیاسی حیثیت سے مسلم لیگ کی یہ پالیسی مسلمان نام کی اُس قوم کے لیے جو ہندوستان میں بستی ہے، مفید ہو گی یا مضر۔ میرے لیے جو سوال اہمیت رکھتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ جو قوم اس وقت مسلمان کے نام سے پکارے جانے کے باعث دنیا میں اسلام کی نمائندہ سمجھی جاتی ہے اس کی سب سے بڑی مجلس نے دنیا کے سامنے اسلام کو کس رنگ میں پیش کیا ہے؟ اس نقطۂ نظر سے جب میں مسلم لیگ کے ریزولیشن کو دیکھتا ہوں تو میری رُوح بے اختیار ماتم کرنے لگتی ہے۔ (مودودی)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۹۴
بعنوان "شکایات")

(۱۰۹) باقی رہے وہ لوگ جو سرے سے اسلام کا علم ہی نہ رکھتے ہوں، یا ناقص علم کی بنا پر اسلام اور جاہلیت کو خلط ملط کرتے ہوں اور پھر تقویٰ و دیانت کی کم سے کم ضروری شرائط سے بھی عاری ہوں، تو ایسے لوگوں کو محض اس

لیے مسلمانوں کی قیادت کا اہل قرار دینا کہ وہ مغربی سیاست کے ماہر یا مغربی طرزِ تنظیم کے اُستادِ فن ہیں، اور اپنی قوم کے عشق میں ڈوبے ہوئے ہیں، سراسر اسلام سے جہالت اور غیر اسلامی ذہنیت ہے۔ (مودودی)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۶

بعنوان "اسلام کی دعوت اور مسلمان کا نصبُ ا ین")

(۱۱۰) ڈکٹیٹر شپ یا مطلق العنان بادشاہی کو مٹایا جائے گا تو م ... ہوگا؟ یہی نا کہ ایک انسان یا ایک خاندان خدائی کے مقام سے ہٹ جائے گا اور اس کی جگہ پارلیمنٹ خدا بن جائے گی۔ مگر کیا فی الواقع اس طریقے سے انسانیت کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے؟ کیا ظلم اور بغی اور فساد فی الارض سے وہ ممالک خالی ہیں جن میں پارلیمنٹ کی خدائی ہے؟ امپیریلزم کا خاتمہ کیا جائے گا تو اُس کا حاصل کیا ہوگا؟ بس یہی کہ ایک قوم پر سے دوسری قوم کی خدائی ہٹ جائے گی۔ مگر کیا واقعی اس کے بعد زمین پر امن اور خوش حالی کا دور شروع ہو جاتا ہے؟ کیا وہاں انسان کو چین نصیب ہے جہاں قوم آپ اپنی خدا بنی ہوئی ہے؟ سرمایہ داری کا استیصال ہو جائے گا تو اس سے کیا نتیجہ برآمد ہوگا؟ صرف یہ کہ محنت پیشہ عوام مالدار طبقوں کی خدائی سے آزاد ہو کر خود اپنے بنائے ہوئے خداؤں کے بندے بن جائیں گے۔ مگر کیا اس سے حقیقت میں آزادی، عدل، اور امن کی نعمتیں انسان کو حاصل ہو جاتی ہیں! کیا انسان کو وہاں یہ نعمتیں حاصل ہیں جہاں مزدوروں کے اپنے بنائے ہوئے خدا حکومت کر رہے ہیں؟ اللہ کی حاکمیت سے منہ موڑنے والے زیادہ سے زیادہ بہتر نصب العین جو پیش کر سکتے ہیں وہ بیش ازیں نیست کہ دنیا میں مکمل جمہوریت قائم ہو جائے، یعنی لوگ اپنی بھلائی کے

لیے آپ اپنے حاکم ہوں۔ لیکن قطع نظر اس سے کہ یہ حالت واقعی دنیا میں رونما ہو بھی سکتی ہے یا نہیں (تجربات شاہد ہیں کہ حقیقی جمہوریت آج تک دنیا میں کبھی قائم نہیں ہو سکی اور عقلی دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا ہونا عملاً محال ہے) غور طلب سوال یہ ہے کہ ایسی حالت اگر رونما ہو جائے تو کیا اس فرضی جنت میں انسان خود اپنے نفس کے شیطان یعنی اس جاہل اور نادان "خدا" کی بندگی سے بھی آزاد ہو جائے گا جس کے پاس خدائی کرنے کے لیے علم، حکمت، عدل، راستی کچھ بھی نہیں، صرف خواہشات ہی خواہشات ہیں، اور وہ بھی اندھی جابرانہ خواہشات۔ (مودودی)

(رسائل مسائل حصہ اول ص ۳۷۴، ۳۷۵ بعنوان "سیاسی مسائل")

(۱۱۱) جواب:- اصولی حیثیت سے یہ بات واضح طور پر سمجھ لیجیے کہ موجودہ زمانے میں جتنے جمہوری نظام بنے ہیں (جن کی ایک شاخ ہندوستان کی موجودہ اسمبلیاں بھی ہیں) وہ اس مفروضے پر مبنی ہیں کہ باشندگانِ ملک اپنے دنیوی معاملات کے متعلق تمدن، سیاست، معیشت، اخلاق اور معاشرت کے اصول خود وضع کرنے اور اُن پر تفصیلی قوانین وضوابط بنانے کا حق رکھتے ہیں اور اس قانون سازی کے لیے رائے عام سے بالاتر کسی سند کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ نظریہ اسلام کے نظریے کے بالکل برعکس ہے اسلام میں توحید کے عقیدہ کا لازمی جُز یہ ہے کہ لوگوں کا اور تمام دنیا کا مالک اور فرمانروا اللہ تعالےٰ ہے، ہدایت اور حکم دینا اُس کا کام ہے اور لوگوں کا کام یہ ہے کہ اُس کی ہدایت اور اُس کے حکم سے اپنے لیے قانونِ زندگی اخذ کریں، نیز اگر اپنی آزادیٔ رائے اختیار کریں بھی تو اُن حدود کے اندر کریں جن میں خود اللہ تعالےٰ نے اُن کو آزادی دی ہے۔ اِس نظریے

کی رُو سے قانون کا ماخذ اور تمام معاملاتِ زندگی میں مرجع اللہ کی کتاب اور اُس کے رسُول کی سُنّت قرار پاتی ہے، اور اس نظریے سے ہٹ کر اول الذکر جمہوری نظریے کو قبول کرنا گویا عقیدۂ توحید سے منحرف ہوجانا ہے۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ جو اسمبلیاں یا پارلیمنٹیں موجُودہ زمانے کے جمہُوری اصُول پر بنی ہیں ان کی رکنیت حرام ہے، اور ان کے لیے ووٹ دینا بھی حرام ہے، کیونکہ ووٹ دینے کے معنی ہی یہ ہیں کہ ہم اپنی رائے سے کسی ایسے شخص کو منتخب کرتے ہیں جس کا کام موجُودہ دستور کے تحت وہ قانون سازی کرنا ہے جو عقیدۂ توحید کے سراسر منافی ہے۔ اگر علماء کرام میں سے کوئی صاحب اس چیز کو حلال اور جائز سمجھتے ہیں تو اُن سے اس کی دلیل دریافت کیجیے۔

(مودُودی)

(رسائل مسائل حصہ اول ص۴۲۲ بعنوان "جماعت اسلامی اور اُس کی تحریک"

(۱۱۲) ہمارے عقیدۂ توحید کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ حاکمیت جمہور کی نہیں بلکہ خدا کی ہو۔ اور آخری سند خدا کی کتاب کو مانا جائے اور قانون سازی جو کچھ بھی ہو کتاب الٰہی کے تحت ہو نہ کہ اس سے بے نیاز۔ یہ ایک اصُولی معاملہ ہے جس کا تعلق عین ہمارے ایمان اور ہمارے اساسی عقیدے سے ہے۔ (مودُودی)

یہی اقتباس سیاق وسباق کے ساتھ اقتباس ۱۳۷ میں درج ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ (مرتب)

(ماہنامہ ترجمان القرآن ص ۱۵۴/۱۵۵ فروری ۱۹۴۶ء مطابق ربیع الاول ۱۳۶۵ھ جلد ۲۸ عدد ۳)

(۱۱۳) جنّت الحمقا میں رہنے والے لوگ اپنے خوابوں میں خواہ کتنے ہی سبز باغ دیکھ رہے ہوں، لیکن آزاد پاکستان (اگر فی الواقع وہ بنا بھی) لازماً جمہوری

لادینی اسٹیٹ کے نظریے پر بنے گا۔ جس میں غیر مسلم اُسی طرح برابر کے

شریک ہونگے جس طرح مسلمان، اور پاکستان میں ان کی تعداد اتنی کم

اور اُن کی نمائندگی کی طاقت اتنی کمزور نہ ہوگی کہ شریعت اسلامی کو

حکومت کا قانون اور قرآن کو اس جمہوری نظام کا دستور بنایا جا سکے"۔

(مودودی)

ملاحظہ فرمایا آپ نے ؟ ابوالحمقاء مودودی کی نظر میں جمہوریت بھی لادینی اسٹیٹ ہے! ان اقتباسات کو بغور پڑھیے اور ابوالحمقاء مودودی کی ذہنیت کا اندازہ لگائیے کہ یہ شخص نہ صرف دین کی آڑ لے کر حصولِ پاکستان اور اس کی کوشش کرنے والوں کی ہی مخالفت کرتا رہا ہے بلکہ جمہوریت کی بھی عقیدۂ توحید کی آڑ لے کر سخت ترین مخالفت کرتا رہا ہے اور اب اُسی عقیدۂ توحید کے بنیادی تقاضوں کو چھوڑ کر جمہوریت کا سب سے بڑا علمبردار اور ابوالجمہور بن رہا ہے۔ (مرتب)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص۱۲۷ بعنوان "اسلام کی دعوت")

(۱۱۴) مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرے نزدیک یہ امر بھی کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتا کہ ہندوستان کو انگریزی امپریلزم سے آزاد کرایا جائے .. .. .. (کچھ لایعنی اور نمائشی چند سطور کے بعد بہ ایں الفاظ گویا ہوتے ہیں) امپریلزم کے الٰہ کو ہٹا کر ڈیموکریسی کے الٰہ کو بتخانۂ حکومت میں جلوہ افروز کیا جائے تو مسلمانوں کے نزدیک درحقیقت اس سے کوئی فرق بھی واقع نہیں ہوتا۔ لات گیا منات آگیا۔ ایک جھوٹے خدا نے دوسرے جھوٹے خدا کی جگہ لے لی۔ باطل کی بندگی جیسی تھی ویسی ہی رہی۔ کون مسلمان اُس کو آزادی کے لفظ سے

تعبیر کرسکتا ہے : (مودودی)

بحوالہ بالا ص۱۲۸ بعنوانِ بالا

(۱۱۵) اِس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی جو مختلف جماعتیں اِسلام کے نام سے کام کر رہی ہیں، اگر فی الواقع اِسلام کے معیار پر اُن کے نظریات، مقاصد اور کارناموں کو پرکھا جائے تو سب کی سب جنسِ کاسد نکلیں گی۔ خواہ مغربی تعلیم و تربیت پائے ہوئے سیاسی لیڈر ہوں یا علمائے دین و مفتیانِ شرعِ مبین، دونوں قسم کے رہنما اپنے نظریے اور اپنی پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں۔ دونوں راہِ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں دونوں اپنے اصلی ہدف کو چھوڑ کر ہوا میں چوبائی تیر چلا رہے ہیں۔ ایک گروہ کے دماغ پر ہندو کا ہوّا سوار ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ ہندو امپریلزم کے چنگل سے بچ جانے کا نام نجات ہے۔ دوسرے گروہ کے سر پر انگریز کا بھوت مسلط ہے اور وہ انگریزی امپریلزم کے جال سے بچ نکلنے کو نجات سمجھ رہا ہے اُن میں سے کسی کی نظر بھی مسلمان کی نظر نہیں۔ (مودودی)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص۱۲۹ بعنوانِ بالا)

(۱۱۶) مغربی طرز کے لیڈروں پر تو چنداں حیرت نہیں کہ ان بچاروں کو قرآن کی ہوا تک نہیں لگی ہے۔ مگر حیرت اور ہزار حیرت ہے ان علماءِ کرام پر جن کا رات دن کا شغل ہی قال اللہ و قال الرسول ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر اُن کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ قرآن کو کس نظر سے پڑھتے ہیں کہ ہزار بار پڑھنے کے بعد بھی اُنہیں اُس قطعی اور دائمی پالیسی کی طرف ہدایت نہیں ملتی جو مسلمان کے لیے اصولی طور پر مقرر کر دی گئی ہے۔ (مودودی)

عقل و علم اور دین و ایمان کے داتا ابوالحیرت مودودی کے ارشادات پر غور فرمائیے تو

پتہ چلے گا کہ فرمانِ مودودی درحقیقت ایک عصائے ہدایت ہے جو تمام ہی سیاسی اور مذہبی رہنمایانِ اسلام کے ایمانوں پر ہوا میں چوبائی تیروں کے صفائے کے لیے زناٹے کے ساتھ گھمایا جارہا ہے۔ (مرتب)

(بحوالہ بالا صـــ۱۳۱ بعنوان بالا)

(۱۱۷) اس دور میں جو حضرات اسلام کے نمائندے اور مسلمانوں کے قائد و رہنما بنے ہوئے ہیں وہ جزئیاتِ شرع پر چاہے کتنا ہی عبور رکھتے ہوں، بہرحال اسلامی تحریک کے مزاج کو وہ نہیں سمجھتے اور نہیں جانتے کہ اس تحریک کو چلانے اور آگے بڑھانے کا طریقہ کیا ہے۔ (مودودی)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم صـــ۱۴۷ بعنوان "اصلی مسلمانوں کیلئے ایک ہی راہِ عمل")

(۱۱۸) مسلم لیگ، احرار، خاکسار، جمعیۃ العلماء اور آزاد کانفرنس سب کی اس وقت تک تمام کارروائیاں حرفِ باطل کی طرح محو کر دینے کے لائق ٹھیرتی ہیں۔ نہ ہم قومی اقلیت ہیں، نہ آبادی کے فی صدی تناسب پر ہمارے وزن کا انحصار ہے، نہ ہندوؤں سے ہمارا کوئی قومی جھگڑا ہے، نہ انگریزوں سے وطنیت کی بنیاد پر ہماری لڑائی ہے، نہ اُن ریاستوں سے ہمارا کوئی رشتہ ہے جہاں نام نہاد مسلمان خدا بنے بیٹھے ہیں، نہ اقلیت کے تحفظ کی ہمیں ضرورت ہے، نہ اکثریت کی بنیاد پر ہمیں قومی حکومت مطلوب ہے۔ (مودودی)

(بحوالہ بالا صـــ۱۵۰ بعنوان "اسلام کی راہ راست اور اس سے انحراف کی راہیں")

(۱۱۹) مسلمانوں میں سے جو لوگ پاکستان کے نصب العین پر اپنی نظر

جمائے ہوئے ہیں، اور جو انگریزی حکومت سے ہندوستان کی آزادی پر اپنی تمام امیدوں کا انحصار رکھتے ہیں، اور جو ان دونوں کے درمیان مختلف راہیں تلاش کر رہے ہیں، ان سب کے اندر ایک چیز مجھے مشترک نظر آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسلام کے اصلی نصب العین کی طرف براہِ راست پیش قدمی کرنے سے یہ سب لوگ جھجکتے ہیں، مشکلات کا ایک بہت بڑا پہاڑ اُن کو اس راستے میں حائل نظر آتا ہے اور اُس کو دُور سے دیکھ کر یہ دائیں یا بائیں جانب مڑ جاتے ہیں تاکہ پھیر کے راستوں سے نکل جائیں حالانکہ میں علیٰ وجہ البصیرت یہ سمجھتا ہوں کہ اسلامی نصب العین تک کسی پھیر کے راستے سے پہونچنا غیر ممکن ہے۔ اس کی طرف اگر پیش قدمی کی جا سکتی ہے تو براہِ راست ہی کی جا سکتی ہے۔ (مودُودی)

(بحوالۂ بالا ص ۱۷۲/۱۷۱ وبعنوانِ بالا)

(۱۲۰) یہ انبوہِ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے، اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں، نہ حق اور باطل کی تمیز سے آشنا ہیں، نہ اُن کا اخلاقی نقطۂ نظر اور ذہنی رویّہ اسلام کے مطابق تبدیل ہُوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آرہا اس لیے یہ مسلمان ہیں نہ انہوں نے حق کو حق جان کر اسے قبول کیا ہے نہ باطل کو باطل جان کر اسے ترک کیا ہے۔ ان کی کثرتِ رائے کے ہاتھ میں باگیں دے کر اگر کوئی شخص یہ امید رکھتا ہے کہ گاڑی اسلام کے راستے پر چلے گی تو اس کی خوش فہمی قابلِ داد ہے۔

(بحوالۂ بالا ص ۱۷۲ وبعنوانِ بالا)

(۱۲۱) جیسی مسلم اکثریت اس مجوزہ پاکستان میں ہے، ویسی ہی، بلکہ عددی

حیثیت سے بہت زیادہ اکثریت افغانستان، ایران، عراق، ٹرکی اور مصر میں موجود ہے اور وہاں اس کو وہ "پاکستان" حاصل ہے جس کا یہاں مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ پھر کیا وہاں مسلمانوں کی خود مختار حکومت کسی درجے میں بھی حکومتِ الٰہیہ کے قیام میں مددگار ہے یا ہوتی نظر آتی ہے؟ مددگار ہونا تو درکنار، میں پوچھتا ہوں، کیا آپ وہاں حکومتِ الٰہی کی تبلیغ کر کے پھانسی یا جلاوطنی سے کم کوئی سزا پانے کی امید کر سکتے ہیں؟

(مودودی)

(بحوالہ بالا ص ۱۷۵/۱۷۶ وبعنوانِ بالا)

(۱۳۲) جمہوری انتخاب کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے دودھ بلو کر مکھن نکالا جاتا ہے۔ اگر دودھ زہریلا ہو تو اس سے جو مکھن نکلے گا قدرتی بات ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ زہریلا ہو گا۔ اسی طرح سوسائٹی اگر بگڑی ہوئی ہو تو اس کے دوٹوں سے وہی لوگ منتخب ہو کر برسرِ اقتدار آئیں گے جو اس سوسائٹی کی خواہشاتِ نفس سے سندِ قبولیت حاصل کر سکیں گے۔ پس جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلم اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت کے تسلط سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومتِ الٰہی قائم ہو جائے گی، ان کا گمان غلط ہے۔ دراصل اس کے نتیجے میں جو کچھ حاصل ہو گا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہو گی۔ (مودودی)

(بحوالہ بالا ص ۱۷۶/۱۷۶ وبعنوانِ بالا)

(۱۳۳) اس سے زیادہ خوفناک حقیقت یہ ہے کہ نام کے مسلمان ہونے کی وجہ سے یہ لوگ کفار کی بہ نسبت بہت زیادہ جسارت اور بے باکی کے ساتھ ایسی ہر کوشش کو کچلیں گے اور اُن کے نام اُن کے ظلم کی پردہ پوشی کے لیے

کافی ہوں گے۔ جب صورت معاملہ یہ ہے تو کیا وہ شخص نادان نہیں ہے جو اسلامی انقلاب کا نصب العین سامنے رکھ کر ایسی جمہوری حکومت کے قیام کی کوشش کرے جو ہر کافرانہ حکومت سے بڑھ چڑھ کر اس کے مقصد کی راہ میں حایل ہو گی؟ (مودودی)

تو اب ابوالمکھن صاحب مودودی اسلامی انقلاب کا یا فاروقی حکومت کا نصب العین سامنے رکھ کر اسی بگڑی ہوئی سوسائٹی کے ووٹوں سے زہریلے ترین مکھن جیسے لوگوں کو کیوں منتخب کرنے کی کوششوں میں سرگرداں ہیں؟ جبکہ ایسے زہریلے ترین منتخب شدہ لوگ مسلمان ہونے کی وجہ سے کفار سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوں گے اور ان کی جمہوری حکومت ہر کافرانہ حکومت سے بڑھ چڑھ کر خطرناک ہو گی۔ اس سے تو اب یقیناً یہی نتیجہ نکالا جانا چاہیے کہ ابوالنادان مودودی نہ صرف قابلِ نفرت قسم کا نادان ہی ہے بلکہ خوفناک قسم کا پاگل اور فتوری بھی ہے اس لیے ضروری ہے اور انتہائی ضروری ہے کہ صرف جیل میں ہی نہیں بلکہ جیل کے پاگل خانے میں بند رکھا جائے تاکہ دماغ کی درستگی کی کچھ تو توقع کی جا سکے۔ (مرتب)

(بحوالۂ بالا صفحہ ۲۲۱/۲۲۲ بعنوان "خام خیالیاں")

(۱۲۴) جمہوری حکومت میں اقتدار ان لوگوں کے ہاتھ میں آتا ہے جن کو ووٹروں کی پسندیدگی حاصل ہو۔ ووٹروں میں اگر اسلامی ذہنیت اور اسلامی فکر نہیں ہے، اگر وہ صحیح اسلامی کیرکٹر کے عاشق نہیں ہیں، اگر وہ اُس بے لاگ عدل اور اُن بے لچک اصولوں کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ جن پر اسلامی حکومت چلائی جاتی ہے، تو اُن کے ووٹروں سے کبھی "مسلمان" قسم کے آدمی منتخب ہو کر پارلیمنٹ یا اسمبلی میں نہیں آسکتے۔ اس ذریعے سے تو اقتدار انہی لوگوں کو ملے گا جو مردم شماری کے رجسٹر میں چاہے مسلمان ہوں، مگر اپنے نظریات اور طریق کار کے اعتبار سے

جن کو اسلام کی ہوا بھی نہ لگی ہو۔ اس قسم کے لوگوں کے ہاتھ میں اقتدار آنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ ہم اُسی مقام پر کھڑے ہیں جس مقام پر غیر مسلم حکومت میں تھے۔ بلکہ اس سے بھی بدتر مقام پر۔ کیونکہ وہ "قومی حکومت" جس پر اسلام کا نمائشی لیبل لگا ہوگا، اسلامی انقلاب کا راستہ روکنے میں اس سے بھی زیادہ جری اور بے باک ہوگی جتنی غیر مسلم حکومت ہوتی ہے غیر مسلم حکومت جن کاموں پر قید کی سزا دیتی ہے، وہ "مسلم قومی حکومت" ان کی سزا پھانسی اور جلا وطنی کی صورت میں دے گی اور پھر بھی اس حکومت کے لیڈر جیتے جی غازی اور مرنے پر رحمۃ اللہ علیہ ہی رہیں گے۔ پس یہ سمجھنا قطعی غلط ہے کہ اس قسم کی "قومی حکومت" کسی معنی میں بھی اسلامی انقلاب لانے میں مددگار ہو سکتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر ہم کو اس حکومت میں بھی اجتماعی زندگی کی بنیادیں بدلنے ہی کی کوشش کرنی پڑے گی۔ اور اگر ہمیں یہ کام حکومت کی مدد کے بغیر، بلکہ اس کی مزاحمت کے باوجود اپنی قربانیوں ہی سے کرنا ہوگا، تو ہم آج ہی سے یہ راہِ عمل کیوں نہ اختیار کریں؟ اُس نام نہاد "مسلم حکومت" کے انتظار میں اپنا وقت یا اُس کے قیام کی کوشش میں اپنی قوت ضائع کرنے کی حماقت آخر ہم کیوں کریں جس کے متعلق ہمیں یہ معلوم ہے کہ وہ ہمارے مقصد کے لیے نہ صرف غیر مفید ہوگی بلکہ کچھ زیادہ ہی سدِّ راہ ثابت ہوگی؟ (مودودی)

اِن اقتباسات کا "مختصر ترین خلاصہ" درج کرتا ہوں اس کو پڑھ کر ذہن میں محفوظ رکھیں تاکہ کچھ سوچنے اور سمجھنے اور رائے قائم کرنے میں مدد مل سکے۔

مختصر ترین خلاصہ (بہ اقوالِ ابوالفرعون مودودی) محض نسلی مسلمانوں کا وہ انبوہِ عظیم جس کے ۹۹۹ فی ہزار افرادِ اسلام اور حق و باطل

کی تمیز سے قطعاً محروم ہیں اور جن کے ووٹوں سے زہریلے دودھ کے زہریلے ترین مکھن کی طرح کا فرانہ حکومت ہی نہیں بلکہ ہر کافرانہ حکومت سے بھی زیادہ بدتر افغانستان، ایران، ٹرکی، عراق و مصر جیسی کافرانہ حکومت ہی بن سکتی ہے جیسا کہ اسلامی کیرکٹر اور اسلامی ذہنیت اور فکر سے محروم ووٹروں کے ذریعے پارلیمنٹ اور اسمبلی میں بھیجنے کے لیے "مسلمان قسم" کے بھی ممبر منتخب نہیں ہو سکتے۔ (اس کے بعد مسلم لیگ کا جاری کردہ ایک تاریخی سوالنامہ اور اس کا جواب بھی ملاحظہ فرمائیے) (مرتب)

(رسائل و مسائل حصہ اوّل ص۳۵۶ تا ص۳۵۷ بعنوان
"مسلم لیگ سے اختلاف کی نوعیت")

سوال:۔ کن اصول، خطوط اور بنیادوں پر ہندوستانی مسلمانوں کی سیاسی و معاشی اصلاح، اُن حالات کے اندر رہتے ہوئے جن میں وہ گھرے ہوئے ہیں، اسلامی اصول، روایات اور نقطۂ نظر کے مطابق ممکن ہے؟ براہِ کرم حسبِ ذیل خطوط پر اپنی رائے تحریر کیجیے۔

ا:۔ ایک ایسا قابلِ عمل دستور تجویز کیجیے جس کے ذریعہ قومی احیاء کے مشترکہ مقصد کے لیے مسلمانوں کے مختلف فرقوں اور مدارسِ فکر کو متحد اور مربوط کیا جا سکے۔

ب:۔ ایک ایسا اقتصادی نقشہ و نظام مرتب کیجیے جو اصولِ اسلام کے ساتھ مطابقت رکھتا ہو۔

ج:۔ ہندوستانی مسلمان جن مخصوص حالات میں گھرے ہوئے ہیں انہیں ذہن میں رکھ کر بتائیے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ اگر اور جب وہ ایسی آزاد ریاستیں حاصل کر لیں جن میں ان کی اکثریت ہو، تو ایک ایسا نظامِ حکومت قائم کر سکیں جس میں مذہب اور سیاست کے درمیان

ایک خوش آیند ہم آہنگی پیدا ہو جائے۔

د:- اِسلامی اصول، روایات، تصورات اور نظریات کے مطابق ایک ایسی اسکیم مرتب کیجیے جو مسلمانوں کے معاشرتی، تہذیبی اور تعلیمی پہلوؤں پر حاوی ہو۔

س:- مجموعی قومی بہبودی کی خاطر مذہبی ادارات یعنی اوقاف اور دوسرے ذرائع آمدنی کو ایک مرکز کے ماتحت منظم کرنے کے لیے طریق کار اور نظام اس طرح مرتب کیجیے کہ ان اداروں پر قبضہ رکھنے والے اشخاص کے احساسات، میلانات، اغراض اور مختلف نظریات کا لحاظ رہے۔" (سوالنامہ مسلم لیگ)

(۱۲۵) **جواب**:- آپ نے جو تفصیلی سوالات دریافت کیے ہیں وہ دراصل ایک ہی بڑے سوال کے اجزاء ہیں پھر کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ان مسائل کو الگ الگ لینے اور اُن پر الگ الگ رائے ظاہر کرنے کے بجائے اس بڑے سوال کو بیک وقت سامنے لے آیا جائے جس کے یہ سب اجزاء ہیں۔ اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان کس طرح وہ اصلی مسلمان بنیں جنھیں بنانا قرآن کا اصل منشا تھا۔" یہ ہے اصل سوال اور اس کے حل ہونے سے باقی سب سوالات خود بخود حل ہو جائیں گے۔ میرے پاس اس سوال کا سیدھا اور صاف جواب یہ ہے کہ پہلے اِسلام کو، جو کچھ وہ ہے اور جو کچھ اِنسان سے اُس کے مطالبات ہیں، واضح طور پر مسلمانوں کے سامنے رکھ دیا جائے اور اُن سے شعوری طور پر اُسے قبول کرنے کا مطالبہ کیا جائے پھر جو لوگ اسے جاننے اور سمجھنے کے بعد قبول کریں اور اپنے طرزِ عمل سے ثابت کریں کہ واقعی اُنھوں نے اُسے قبول کیا

ہے، اُن کو ایک پارٹی کی صورت میں منظّم کرنا شروع کر دیا جائے اور باقی مسلمانوں میں مسلسل تبلیغ و تلقین کا سلسلہ اس ارادے کے ساتھ جاری رکھا جائے کہ بالآخر ہمیں اس پارٹی میں پوری قوم کو جذب کر لینا ہے۔ اس پارٹی کے سامنے صرف ایک ہی نصب العین ہو، یعنی اسلام کو بحیثیت ایک نظامِ زندگی کے عملاً زمین پر قائم کرنا اور اُس کا ایک ہی اصول ہو، یعنی اسلام کے خالص طریقے پر چلنا (خواہ یہ طریقہ دنیا کو مرغوب ہو یا نہ ہو) اور غیر اسلام کے ساتھ ہر مدارات و مصالحت اور ہر آمیزش و اختلاط کو قطعی چھوڑ دینا۔ اس نصب العین اور اس اصول پر جو پارٹی کام کرے گی اس کے لیے وہ سوالات جو آپ کے سامنے آ رہے ہیں اوّل تو سرے سے پیدا ہی نہ ہوں گے اور اگر ان میں سے بعض سوالات پیدا ہوئے بھی تو وہ اس شکل میں نہیں ہوں گے جس شکل میں آپ کے سامنے اب یہ سوالات آ رہے ہیں۔ اُنہیں کوئی نئی اسکیم وضع نہیں کرنی ہو گی، بلکہ صرف وہ قوت فراہم کرنا ہو گی جس سے بنی ہوئی اسکیم کو نافذ کر سکیں۔ وہ اس کی پرواہ نہیں کریں گے کہ موجودہ حالات ہماری اسکیم کے نفاذ کے لیے سازگار ہیں یا نہیں۔ وہ ناسازگار حالات کو بزور بدلیں گے تاکہ وہ اس اسکیم کے لیے سازگاری کرنے پر مجبور ہوں۔ غرض یہ کہ ان کا نقطۂ نظر اس معاملہ میں اس نقطۂ نظر سے بالکل مختلف ہو گا جو آپ حضرات نے اختیار کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ حضرات ایک ایسی پیچیدگی میں پڑ گئے ہیں جس کا کوئی حل شاید آپ نہ پا سکیں گے وہ پیچیدگی یہ ہے ایک طرف تو آپ اُس پوری مسلمان قوم کو "مسلمان" کی حیثیت سے لے رہے ہیں جس کے ۹۹ فیصدی افرادِ اسلام سے جاہل

اور ۹۵ فیصدی منحرف اور ۹۰ فیصدی انحراف پر مصر ہیں، یعنی وہ خود اسلام کے طریقے پر چلنا نہیں چاہتے اور نہ اس منشا کو پورا کرنا چاہتے ہیں جس کے لیے اُن کو مسلمان بنایا گیا ہے۔ دوسری طرف آپ حالات کے اس پورے مجموعے کو جو اس وقت عملاً قائم ہے، تھوڑی سی ترمیم کے بعد قبول کر لیتے ہیں اور چاہتے ہیں حالات تو یہی رہیں اور پھر اُن کے اندر کسی اسلامی اسکیم کے نفاذ کی گنجائش نکل آئے یہی چیز آپ کے لیے ایک بڑی پیچیدگی پیدا کرتی ہے۔ اور اسی وجہ سے میرا یہ خیال ہے کہ جن مسائل سے آپ حضرات تعرض کر رہے ہیں اُن کا کوئی حل آپ کچھ نہ پا سکیں گے۔ (مودودی)

(تحریک اسلامی کا آئندہ لائحہ عمل ص۱۱۵ بعنوان "ایک غلط فہمی کی اصلاح")

(۱۴۶) ۱۹۴۷ء میں جو راستہ اسلامی حکومت قائم کرنے کے لیے میں نے پیش کیا تھا، مسلمانوں نے بحیثیت مجموعی اس کو اختیار نہ کیا وہ اسی "درمیانی چیز" کے لیے کوشاں رہے جسے میں نے پھیر کا راستہ کہا تھا حتیٰ کہ بالآخر وہ لادینی جمہوری قومی ریاست پاکستان میں قائم ہوگئی۔ (مودودی)

(رسائل و مسائل حصہ دوم ص۵۴ بعنوان "جماعت اسلامی اور اسکی تحریک")

(۱۴۷) اور علمائے کرام اپنے بل بوتے پر یہ خدمت انجام نہ دے سکیں گے۔ اُنہیں اس امر کا بھی یا تو شعور نہیں ہے یا ہے تو اُس کی کوئی قدر اُن کی نگاہ میں نہیں ہے کہ پاکستان کو ایک اسلامی مملکت میں تبدیل کرنے اور یہاں اقتدار کی مسند پر بے دینی کی جگہ دین کو لانے کے لیے جماعت اسلامی کی کوششیں کیا اہمیت رکھتی ہیں۔ (مودودی)

(جماعتِ اسلامی کا مقصد منتا۱ بعنوان "پہلا عنصر")

(۱۲۸) درحقیقت اقامتِ دین کی راہ کا دڑا ہی عنصر ہے اس کو ہٹانا عوام الناس کو اس کے دباؤ اور اثر سے نکالنا اور اقتدار کی مسندوں سے اس کو بے دخل کرنا ایک ایسا ناگزیر تخریبی کام ہے جس کے بغیر کوئی تعمیری و اصلاحی کام بار آور ہو ہی نہیں سکتا۔ (مودودی)

یہ آخر کے تینوں اقتباسات پاکستان میں ساکن اور ممکن ہونے کے بعد لکھے گئے ہیں اگر ان اقتباسات کو سیاق و سباق کے ساتھ بغور پڑھ لیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ واقعی ابوالہیر پھیر، متضاد گو، فرعونِ اعظم مودودی ہر جگہ اسلام ہی کی آڑ لے کر اپنی گمراہی کے تخریبی اور زہریلے قلم کو عصائے ہدایت بنا کر چلا رہا ہے اور عالمِ اسلام میں تجدید و احیائے دین اور اقامتِ دین کی خوشنما اور پُر فریب تحریک کے سہارے ملک و ملت کا تختہ الٹنے میں مصروف ہے۔ ان حالات کی روشنی میں فی الحقیقت حکومت کا یہ تادیبی اور غیر منتقمانہ اقدام ایک ترحمانہ عدل اور انتہائی رواداری کا عدیم المثال ثبوت ہے اور ابوالتضاد مودودی اور اُن کی جماعت کے خصوصی افراد کے لیے یہ رعایت یقیناً قابلِ صد ہزار تشکر ہے کہ ان کو رحیم النظر ایوب کے دورِ حکومت میں محض سیاسی طور پر ہی بصورتِ تنبیہہ غیر قانونی قرار دیا گیا ہے اور غیر متوقع طور پر عدم استحقاق کے باوجود اے اور بی کلاسوں کی مزید مراعات مرحمت فرما کر عیش و آرام، فرصت و راحت کے قیمتی ایام عطا فرما دیے گئے ہیں۔ اگر کہیں عالمگیر جیسے جلیل النظر بادشاہ کا دورِ حکومت ہوتا تو اس وقت ابوالفتن مودودی کی تحریفِ قرآنی، توہینِ رسالت، تنقیصِ صحابہ، تضحیکِ سلف الصالحین، تذلیلِ اکابرینِ امت اور تخریبِ ملک و ملت جیسی ناقابلِ برداشت جرأت و جسارت کی پاداش میں اگر کھال نہ کھچوائی گئی ہوتی تو کم سے کم تہ خانوں والی تنگ و تاریک کال کوٹھریوں میں ڈلوا کر تو یقیناً سڑوا دیا گیا ہوتا۔ لیجیے ابوالفتوری صاحب مودودی کا اپنے متعلق ایک اپنا ذاتی فیصلہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ (مرتب)

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۱ بعنوان
"راہ رو پشت بمنزل")

(۱۲۹) آپ کو میرے فتورِ عقل میں اس وقت بھی شبہ نہ ہونا چاہیے جب آپ دیکھیں کہ میں اسلامی تہذیب کو زندہ کرنے اور فاروقی حکومت کے نصب العین تک پہونچنے کے لیے ان لوگوں کے پیچھے چلا جا رہا ہوں جن کی عملی زندگی میں اور جن کے خیالات، نظریات، طرزِ سیاست اور رنگِ قیادت میں خوردبین لگا کر بھی اسلامیت کی کوئی چھینٹ نہیں دیکھی جا سکتی، جن کا حال یہ ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے مسائل سے لے کر بڑے سے بڑے مسائل تک کسی معاملہ میں بھی انہیں قرآن کا نقطۂ نظر نہ تو معلوم ہی ہے نہ وہ اسے تلاش کرنے کی ضرورت ہی محسوس کرتے ہیں۔ (مودودی)

مشک آنست کہ خود بگوید نہ کہ عطار بگوید

اب اس کے بعد ابوالتضاد مودودی کے چند اخباری بیانات پیش کرتا ہوں جو اے پی پی کی اطلاعات کے مطابق پریس کانفرنسوں میں دیے گئے بیانات ہیں اور جن کو عام اخبارات میں خاص و عام سب ہی پڑھ چکے ہیں جس پر اکثر اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان نے انتہائی اظہارِ افسوس کے ساتھ سنجیدگی کے تابع ہو کر اپنے اپنے اخبارات میں ایڈیٹوریل اور نوٹ لکھ لکھ کر مودودی کی غیر شعوری بدلگامی پر ماتم بھی کیا ہے۔ (مرتب)

(اداریہ روزنامہ "انجام" پشاور اشاعت مورخہ ۲۷ اگست ۶۴ء)

(۱۳۰) ۱: جماعتِ اسلامی مخالف پارٹیوں کے ایسے تمام امیدواروں کی تائید کرے گی جن کا کردار و ماضی بے داغ رہا ہے اور جو آئندہ بھی اسلامی نظریے کے مطابق کام کریں گے۔ (مودودی)

(۱۳۱) ۲: قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ضمنی انتخابات میں اگر حلیف پارٹیوں نے بدقماش لوگوں کو بطور امیدوار نامزد کیا تو جماعتِ اسلامی اُن کی بھی حمایت کرے گی۔ (مودُودی)

(۱۳۲) ۳: کنونشن مسلم لیگ نے ضمنی انتخابات میں اگر ایسے امیدوار کھڑے کیے جو جماعتِ اسلامی کے معیار کے مطابق سچے مسلمان ہوں اور جن کا کردار اور ماضی بے داغ ہو تب بھی جماعتِ اسلامی اُن کی مخالفت کرے گی۔ (مودُودی)

(۱۳۳) ۴: کنونشن مسلم لیگ نے اگر کسی فرشتے کو بھی اپنا امیدوار نامزد کیا تو جماعتِ اسلامی اس فرشتے کی بھی مخالفت کرے گی۔ (مودُودی)

وہ کون کون سی حلیف پارٹیاں ایسی مل گئیں کہ جن کے خیالات و نظریات اور طرزِ سیاست و رنگِ قیادت میں ابوالاعلیٰ مودُودی کو بغیر خوردبین لگائے اسلامیت کی چھینٹیں نظر آنے لگی ہیں اور جن کے بدقماش افراد چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے مسائل تک ہر معاملے میں قرآن کا ہی نقطۂ نظر تلاش کیا کریں گے کہ جن کے پیچھے ابوالفتور مودُودی نے آنکھ بند کر کے اسلامی تہذیب کو زندہ کرنے اور فاروقی حکومت کے نصب العین تک پہنچنے کے لیے چلنا شروع کر دیا ہے۔ پڑھیے اقتباسات نمبر ۱۳۱ تا ۱۳۴۔ (مرتّب)

(اداریہ روزنامہ "آفاق" لاہور اشاعت مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۶۳ء)

(۱۳۴) جماعتِ اسلامی کوئی مذہبی جماعت نہیں یہ ایک سیاسی تنظیم ہے اور دوسرے لفظوں میں اس جماعت کا مقصد حق طلبی نہیں اقتدار طلبی ہے یہ حق و صداقت کی آواز بلند کرنے کی مکلف نہیں بلکہ اقتدار حاصل کرنے کے لیے "آیۃ الکرسی" پڑھنے والی جماعت ہے۔ (مودُودی)

اب اس اقتباس پر روزنامہ "آفاق" لاہور کے مدیر کا اداریہ ملاحظہ فرمائیے۔ جو مودودی اور

مودودیوں کے لیے ایک صحیفے کی حیثیت رکھتا ہے"۔ (مرتب)

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ)

حضرت سید مودودی ایک اونچے پائے کے عالمِ دین ہیں اُن کا مَبلغ علم قابلِ رشک ہے۔ لیکن ان کے مندرجہ بالا ارشاد سے ثابت ہوتا ہے کہ العلم حجاب الاکبر والی بات اُن پر صادق آتی ہے۔ بلکہ شاید دس کروڑ کی اس آبادی میں اُن سے زیادہ کسی پر صادق نہیں آتی ایک عالم کی حیثیت سے وہ اپنا مقام و منصب کی صحیح معرفت رکھتے تو اُن کا مقام و منصب جانشینِ رسولِ اکرمؐ تھا وہ نبوت و رسالت کی نیابت کے مقام پر تھے لیکن اس میں اُن کے لیے شاید یہ دقت تھی کہ علمائے کرام سیاسی جماعتیں بنانے نہیں آتے۔ اُن کا مقصد دنیاوی اقتدار یا حکومت نہیں ہوتا۔ وہ اُس سے بہت بلند مقام کے مالک ہوتے ہیں۔ وہ حکومت اور اقتدار کے لیے سیاسی تنظیم اس لیے نہیں کرتے کہ انہیں کسی سے کرسیٔ اقتدار کسی حیلے سے چھیننی ہوتی ہے بلکہ وہ جانتے اور سمجھتے ہیں کہ جب انفرادی کردار کا حسن و جمال کسی قوم کے مزاج عقلی کی بنیاد بن جاتا ہے تو حکومت و اقتدار اس قوم کے لیے خود بخود انعامِ خداوندی کی صورت میں ظاہر ہوتا۔ صاحبانِ تخت و تاج اور مالکانِ بخت و باج اُن کی بارگاہِ تقدس میں عجز و نیاز کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ ان کا پہلا کام کردار و تہذیب کی تطہیر ہوتا ہے اُن کی جماعت وزیروں، گورنروں اور حاکموں کی جماعت نہیں۔ صالحین، صدیقین اور شہدائے کرام کی جماعت ہوتی ہے۔ اس جماعت کے پیشِ نظر سیاست نہیں سیادت و سعادت ہوتی ہے۔ ایسی سیادت و سعادت جس کی گردِ راہ میں ہزاروں تاج و تخت ذرّوں سے

زیادہ اہمیت وحیثیت نہیں رکھتے۔ ان کی نگاہ میں تاج وتخت کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ اختیار واقتدار کا خیال بھی اُن کے دِل میں نہیں آتا وہ بزرگی وبہتری کے آثار۔ تنی ہوئی گردنوں، اکڑے ہوئے سینوں اوراڑتے ہوئے پرچموں میں تلاش نہیں کرتے بلکہ اُن کا سرمایۂ فخر ومباہات کٹی ہوئی گردنیں، چھدے ہوئے سینے اور پچکے ہوئے پیٹ ہوتے ہیں!

وہ رضائے نفس کی جگہ رضائے الٰہی کے جویا ہوتے ہیں وہ طلب وحصول کی جگہ ترک وایثار پر نظر رکھتے ہیں وہ مقامی نہیں آفاقی ہوتے ہیں قومی نہیں انسانی فلاح اُن کے پیشِ نظر رہتی ہے۔ وہ اپنی جماعت کو سیاسی نہیں حزب اللہ کہتے ہیں وہ اقتدار کے پیچھے سرگرداں نہیں ہوتے اقتدار تو اُن کے تقویٰ اور تدبر کے نتیجے میں خود ایک پکے ہوئے پھل کی طرح اُن کی جھولی میں آگرتا ہے۔ وہ صراطِ مستقیم پر قدم بڑھاتے اور طلاتے ہیں۔ حسناتِ دنیا وآخرت اُن کا حق وحصہ ضرور ہے لیکن حق وحصے کی اس منزل پر وہ سیاسی راستوں سے نہیں پہنچتے۔ قانونِ الٰہی کی متابعت اُن کا یہ حصّہ خود بخود مقرر کردیتی ہے! اُن کے لیے سیاست شجرِ ممنوعہ نہیں ہوتی بلکہ ایک پیش پا افتادہ شے ہوتی ہے اُن کے ہاں شاہی کا تصوّر تاج وتخت وباج وبخت کے تصوّر سے وابستہ نہیں ہوتا ؎

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

اُن کی قوّت کا راز ووٹ مانگنے یا حاصل کرنے کی مساعی میں نہیں خدا سے رضائے خدا مانگنے میں ہوتا ہے۔ وہ حصول وحُصُولِ دنیا کی پرواہ نہیں کرتے۔ اُسے اپنی ٹھوکروں میں رکھتے ہیں وہ عوام کا تو کیا، خواص

کا سہارا بھی تلاش نہیں کرتے۔ بلکہ خود عوام و خواص کا سہارا ہوتے ہیں۔ اسی لیے وہ بے ہمہ ہو کر بھی با ہمہ رہتے ہیں۔ یونہی تو نہیں کہا گیا ؎

شاہ است حسینؓ بادشاہ است حسینؓ
دین است حسینؓ دین پناہ است حسینؓ

سرداد و نداد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا اِلٰہ است حسینؓ

اقتدار ان کے پاؤں چومتا ہے۔ وہ اُسے ٹھکراتے ہیں۔ امامانِ فقہ کی زندگیاں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ وہ سیاسی نہیں دینی اور خالص دینی ہیں۔ پھر حضرت مولانا مودودی کس منہ سے فرماتے ہیں کہ اُن کی جماعت دینی نہیں سیاسی ہے! اور یہ فرما کر وہ کس کو فریب دے سکتے ہیں؟ (مدیر)

اب فیصلہ ہر پڑھے لکھے نیک نیت و نیک نفس انسان کے لیے آسان ہے۔ اس اداریے سے قبل اداریہ انجام کے منقولہ بیانات کے دوسرے تیسرے اور چوتھے بیانوں میں اور اس اداریے آفاق اخبار کے خط کشیدہ غیر شعوری بیان میں جس ضمیر فروشی کا ثبوت ابوالاخلاف مودودی نے دیا ہے، کیا اس کی مثال کہیں مل سکتی ہے؟ کسی معمولی پڑھے لکھے انسان سے تو کیا ایک جاہل قسم کے رِند ٹائپ اور آزاد منش لیڈر سے بھی یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ پریس کانفرنسوں کو اخبارات کے لیے ایسے غیر شعوری اور ایمان سوز بیانات دے کر ہر خاص و عام میں اپنی رسوائی کے خود سامان پیدا کرائے۔

(مرتب)

(مرتد کی سزا صـ۳۹ بعنوان "دورِ نبوت اور خلافتِ راشدہ کا طرزِ عمل")

(۱۳۵) "رواداری" کے موجودہ تصور کو جن لوگوں نے معیارِ حق سمجھ رکھا ہے وہ بڑے فخر کے ساتھ بادشاہوں کے یہ کارنامے دادطلبی کے لیے غیر مسلموں

کے سامنے پیش کر سکتے ہیں کہ فلاں مسلمان بادشاہ نے غیر مسلم معبدوں اور مدرسوں کے لیے اِتنی جائیدادیں وقف کیں، اور فلاں کے دور میں ہر مذہب وملّت کے لوگوں کو اپنے اپنے دین کی پرچار کی پوری آزادی حاصل تھی۔ مگر اسلامی نقطۂ نظر سے یہ سب کارنامے ان بادشاہوں کے جرائم کی فہرست میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ (مودُودی)

ابوالجرائم مودُودی سے کوئی پوچھنے والا ہے کہ مسلمان بادشاہوں کی رواداری کے کارنامے تو جرائم کی فہرست میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ مگر اسلامی جماعت کا مسلمانوں کی نمائندگی کروانے کے لیے بدقماش امیدوار کی "حمایت" کرنا اور اس کے برعکس ایک ایسے سچے اور پکے صحیح مسلمان نمائندہ امیدوار کی "مخالفت" کرنا جس کا کردار اور ماضی بھی بے داغ ہو کونسی فہرست میں لکھے جانے کے قابل ہے؛ ملاحظہ فرمائیے بیانی اقتباس نمبر ۱۳۱ تا ۱۳۳۔ (مرتب)

(ماہنامہ ترجمان القرآن بابت مئی ۱۹۴۶ء جلد ۲۸ عدد ۶

صـ۳۰ بعنوان "اطاعتِ امر")

(۱۳۶) امیرِ جماعت (مولانا مودُودی) یا اپنے مقامی امیرِ جماعتِ اسلامی کے احکام و منشا سے بے اعتنائی برتنا ویسا ہی گناہ ہے جیسے کہ خدا اور رسُول کے احکام و منشا سے بے اعتنائی برتنے کا گناہ ہوتا ہے۔

(رودادِ اجتماع جماعتِ اسلامی حصّہ چہارم)

میں مودُودی جماعت کے اُن کذّاب اور دشمنِ دین و ایمان، وظیفہ خوار اور دجّال قسم کے کور ایمان لوگوں سے پوچھتا ہوں جو عموماً قابلِ گرفت اور ناقابلِ تردید اعتراضات کے جوابات میں جب لاجواب ہو جاتے ہیں تو فوراً عزت بچانے کے لیے شاطرانہ طریقے سے کہا کرتے ہیں کہ چھوڑیے مولانا مودُودی کو، آپ جماعت کی بات کریں، ہم مولانا مودُودی کے مقلد نہیں ہیں ہمارا تعلق جماعتِ اسلامی سے ہے مولانا مودُودی کی ذات سے نہیں۔ کیا وہ لوگ اس قسم کے پُر دجل جوابات سے خدا اور خدا کے

نیک اور دیندار بندوں کو دھوکا نہیں دیتے ؟ جبکہ یہ عقیدہ اُن کی جماعت کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ اور کیا سادہ لوح عوام کو یہ کہہ کر دھوکہ نہیں دیا جاتا ہے ؟ کہ حدیث شریف میں اطاعت امیر کی یہی تعریف بیان کی گئی ہے ؟ حالانکہ حدیث شریف میں جس امیر کی اطاعت کی یہ تعریف کی گئی ہے وہ اُس امیر کی اطاعت کا حکم ہے جو صاحبِ اقتدار اور صاحبِ عدالت ہو اور کافروں کے مقابلے کے لیے فوج اور اُس کے تمام متعلقہ انتظامات بھی رکھتا ہو اور اللہ کے دین کی حقیقی معنوں میں سربلندی چاہتا ہو۔ نہ کہ مودودی کی طرح درپردہ انہدامِ دین میں مصروف و سرگرداں ہو، اور رات و دن نہ صرف حاملانِ دین یعنی اولیائے کرام، محدثین، فقہائے امت، صحابۂ کبار اور انبیائے عظام کے خلاف نقائص ہی تلاش اور بیان کرنے میں مصروف و منہمک رہتا ہو بلکہ قرآنِ کریم کے معانی اور مفہوم میں تحریف و تغیر اور حدوداللہ کی تردید و تنسیخ کرنے میں بھی جھجک محسوس نہ کرتا ہو اور جس کو نہ صرف حصولِ اعزاز و اکرام ہی کی بدہضمی ہو گئی ہو بلکہ دین و دُنیا کے ہر دور، ہر زمانے، ہر طبقے، ہر گروہ، ہر شعبے، ہر مذہب اور ہر مسلک کی بڑی سے بڑی شخصیتوں کی عیب جوئی کا ہیضہ بھی ہو گیا ہو ! حدیث شریف میں تو ایسے باطل امیروں کی بیخ کنی کرنے اور اُن سے بچنے اور بچانے کا حکم ہے۔ (مرتب)

ضمیمہ

(رسائل مسائل حصہ اول ص۲۴۳ بعنوان "جماعتِ اسلامی اور اُس کی تحریک")

(۱۴۷) ووٹ اور الیکشن کے معاملہ میں ہماری پوزیشن کو صاف صاف ذہن نشین کر لیجیے۔ پیش آمدہ انتخابات یا آئندہ آنے والے اسی طرح کے انتخابات کی اہمیت جو کچھ ہو اور اُن کا جیسا کچھ بھی اثر ہماری قوم یا ہمارے ملک پر پڑتا ہو بہرحال ایک بااصول جماعت ہونے کی حیثیت سے ہمارے لیے یہ ناممکن ہے کہ کسی وقتی مصلحت کی بناء پر ہم اُن اصولوں کی قربانی گوارا کریں جن پر ہم ایمان لائے ہیں موجودہ کافرانہ نظام کے خلاف ہماری لڑائی ہی اس بنیاد پر ہے کہ یہ نظام حاکمیتِ جمہور کے اصول پر قائم ہوا ہے اور جمہور جس پارلیمنٹ یا اسمبلی کو منتخب کریں یہ اس کو قانون بنانے کا غیر مشروط حق دیتا ہے جس کے لیے کوئی بالاتر سند اس کو تسلیم نہیں ہے بخلاف اس کے ہمارے عقیدۂ توحید کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ حاکمیت جمہور کی نہیں بلکہ خدا کی ہو اور آخری سند خدا کی کتاب کو مانا جائے اور قانون سازی جو کچھ بھی ہو کتاب الٰہی کے تحت ہو نہ کہ اس سے بے نیاز۔ یہ ایک اصولی معاملہ ہے جس کا تعلق عین ہمارے

ایمان اور ہمارے اساسی عقیدے سے ہے۔ اگر ہندوستان کے علماء اور رعاۃ مسلمین اس حقیقت سے ذہول برت رہے ہوں اور وقتی مصلحتیں ان کے لیے مقتضیاتِ ایمانی سے اہم تر بن گئی ہوں تو اس کی جوابدہی وہ خود اپنے خدا کے سامنے کریں گے۔ لیکن ہم کسی فائدے کے لالچ اور کسی نقصان کے اندیشے سے اس اصولی مسئلے میں موجودہ نظام کے ساتھ کسی قسم کی مصالحت نہیں کر سکتے۔ آپ خود ہی سوچ لیجیے کہ توحید کا یہ عقیدہ رکھتے ہوئے آخر ہم کس طرح انتخابات میں حصہ لے سکتے ہیں؟ کیا ہمارے لیے یہ جائز ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو ہم کتاب اللہ کی سند سے آزاد ہو کر قانون سازی کرنے کو شرک قرار دیں اور دوسری طرف خود اپنے ووٹوں سے ان لوگوں کو منتخب کرنے کی کوشش کریں جو خدا کے اختیارات غصب کرنے کے لیے اسمبلیوں میں جانا چاہتے ہیں؟ اگر ہم اپنے عقیدے میں صادق ہیں تو ہمارے لیے اس معاملے میں صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اپنا سارا زور اس اصول کے منوانے میں صرف کر دیں کہ حاکمیت صرف خدا کی ہے اور قانون سازی کتابِ الٰہی کی سند پر مبنی ہونی چاہیئے۔ جب تک یہ اصول نہ مان لیا جائے ہم کسی انتخاب اور کسی ملنے دہی کو حلال نہیں سمجھتے۔ (مودودی)

غور فرمایا آپ نے ابو العقائد مودودی کے پختہ اور غیر متزلزل ایمان اور مستحکم و مضبوط عقیدے پر؟ اب[1] ابو العقائد مودودی کی موجودہ سیاسیات میں شرکت اور مجنونانہ سرگرمیوں سے صاف ظاہر اور واضح ہو رہا ہے کہ ابوالپوزیشن مودودی کا اب وہ بنیادی عقیدۂ توحید جن پر وہ فرضی ایمان لائے ہوئے تھے وقت کی اہم ترین مصلحتوں کے پیشِ نظر ختم ہو گیا ہے اس لیے کہ موجودہ اور سابقہ سیاسیات اور نظامِ جمہوریت میں یا پارلیمنٹ اور اسمبلی کے طریقۂ انتخاب میں یا عوام کی مذہبی اور عملی زندگیوں میں کسی قسم کا کوئی ایسا صحت مندانہ تغیر نہیں ہوا ہے جن کو ابوالبنیاد مودودی کے پیش کردہ شرعی احکام کی رُو سے شرعی یا روبہ اصلاح ہی کہا جا سکے بلکہ بہ اقوالِ مودودی اور بہ اقتباساتِ مودودی سیاسی اور مذہبی حالات پہلے سے بھی کہیں زیادہ بد سے بدتر ہو چکے ہیں کیونکہ بہ اقوالِ مودودی اور بہ احادیثِ مودودی اب بھی حاکمیت خدا کی نہیں اُسی جمہور کی ہو گی۔ لیکن آج ابوالایمان مودودی کی نظر میں بھی وہ وقتی مصلحتیں، مقتضیاتِ ایمانی سے زیادہ ایسی اہم تر بن گئی ہیں کہ کتاب اللہ کی سند سے آزاد ہو کر اُنہی انبوہِ عظیم والے نسلی مسلمانوں کے ووٹوں سے زہریلے ترین ممبران کو خدا کے اختیارات غصب کرانے اور مشرکانہ قانون سازی کرانے کے لیے خود بھی منتخب کرانے پر تلے ہوئے ہیں اور اپنی اور اپنے صالحین کی قوت ضائع کرنے کی حماقت میں مبتلا ہو کر خود بھی ایسے اُونچے درجے کی کافرانہ اسٹیٹ بنانے میں مصروف و منہمک ہو گئے ہیں جس کا اقتباس نمبر ۱۲۴ میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ لیجیے اب مودودی کی تازہ ترین قلابازی ملاحظہ فرمائیے جس میں حاملانِ دینِ قدیم کی پیشانی پر نہایت خوبصورت کلنک کا ٹیکہ لگا کر ساتھ ساتھ اپنی اور اپنے صالحین کے تجدد اور اجتہاد کا نام روشن کر رہے ہیں۔

(ترجمان القرآن اکتوبر ۵۰ء مطابق ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ ص ۱۳ جلد ۳۴، عدد ۶)

(۱۳۸) اب ہم کو اس امر میں کوئی شک باقی نہیں رہا ہے کہ ہماری اجتماعی زندگی اور قومی سیاست کو جن چیزوں نے سب سے بڑھ کر

---

[1] مناسب اور انتہائی مناسب ہو گا اگر اقتباس نمبر ۱۰۲ سے ۱۲۴ تک بغور اور بتکرار ملاحظہ فرما کر میرے اس تبصرے کو ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

گندا کیا ہے ان میں سے ایک یہ امیدواری اور پارٹی ٹکٹ کا طریقہ ہے۔ اسی بنا پر جماعت اسلامی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس ناپاک طریق انتخاب کی جڑ کاٹ دی جائے۔ یہ جماعت نہ اپنے پارٹی ٹکٹ پر آدمی کھڑا کرے گی، نہ اپنے ارکان کو آزاد امیدوار کی حیثیت سے کھڑا ہونے کی اجازت دے گی، نہ کسی ایسے شخص کی تائید کرے گی جو خود امیدوار ہو اور اپنے لیے ووٹ حاصل کرنے کی کوشش کرے خواہ انفرادی طور پر یا کسی پارٹی کے ٹکٹ پر۔ یہی نہیں بلکہ جماعت اپنی انتخابی جدوجہد میں خاص طور پر یہ بات عوام الناس کے ذہن نشین کرے گی کہ امیدوار بن کر اٹھنا اور اپنے حق میں ووٹ مانگنا آدمی کے غیر صالح اور نااہل ہونے کی پہلی اور کھلی ہوئی علامت ہے۔ ایسا آدمی جب کبھی اور جہاں کہیں سامنے آئے لوگوں کو فوراً سمجھ لینا چاہیے کہ یہ ایک خطرناک شخص ہے اس کو ووٹ دینا اپنے حق میں کانٹے بونا ہے۔ (مودودی)

اب ابوالفراموش مودودی کے سابقہ عقائد اُن کی ۵۲ء کی تحریروں کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیے (مرتب)

(اسلامی ریاست ص ۳۲۷ بحوالہ ترجمان القرآن فروری ۵۲ء)

(۱۳۹) ہم سے پوچھا گیا ہے کہ آخر وہ کون سے اسلامی اصول یا احکام ہیں جو عورتوں کی رکنیت مجالس قانون ساز میں مانع ہیں؟ اور قرآن و حدیث کے وہ کون سے ارشادات ہیں جو ان مجالس کو صرف مردوں کے لیے مخصوص قرار دیتے ہیں؟ اس سوال کا جواب دینے سے قبل ضروری ہے کہ ہم اُن مجالس کی صحیح نوعیت اچھی طرح واضح کر دیں جن کی رکنیت کے لیے عورتوں کے استحقاق پر گفتگو کی جا رہی ہے۔ ان مجالس کا نام مجالس قانون ساز رکھنے سے یہ غلط فہمی واقع ہوتی ہے کہ ان کا کام صرف قانون بنانا ہے، اور پھر یہ غلط فہمی ذہن میں رکھ کر جب آدمی دیکھتا ہے کہ عہد صحابہ میں خواتین بھی قانونی مسائل پر بحث، گفتگو، اظہار رائے، سب کچھ کرتی تھیں اور بسا اوقات خود خلفاء اُن سے رائے لیتے اور اس رائے کا لحاظ کرتے تھے، تو اسے حیرت ہوتی ہے کہ آج اسلامی اصولوں کا نام لے کر اس قسم کی مجالس میں عورتوں کی شرکت کو غلط کیسے کہا جا سکتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ موجودہ زمانے میں جو مجالس اس نام سے موسوم کی جاتی ہیں ان کا کام محض قانون سازی کرنا نہیں ہے بلکہ عملاً وہی پوری ملکی سیاست کو کنٹرول کرتی ہیں، وہی وزارتیں بناتی اور توڑتی ہیں، وہی نظم و نسق کی پالیسی طے کرتی ہیں، وہی مالیات اور معاشیات کے مسائل طے کرتی ہیں اور انہیں کے ہاتھوں میں صلح و جنگ کی زمام کار ہوتی ہے۔ اس حیثیت سے ان مجالس کا مقام محض ایک فقیہہ اور مفتی کا مقام نہیں ہے بلکہ پوری مملکت کے "قوام" کا مقام ہے۔

(مودودی)

(بحوالہ بالا ص ۳۳۰)

(۱۴۰) وَاُمُوْرُكُمْ اِلٰى نِسَاءِكُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ مِّنْ ظَهْرِهَا۔ (ترمذی شریف)	اور جب تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لیے اس کی پیٹھ سے بہتر ہے۔ (ترجمہ مودودی)
عن ابی بکرۃ لما بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اہل فارس ملکوا علیہم	ابی بکرہ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ ایران والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ بنا

بنت کسریٰ قال لن یُفلح قوم ولّوا امرھم امْرَاَۃً۔ (بخاری، ترمذی، نسائی، احمد)

لیا ہے تو آپ نے فرمایا وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کیے ہوں۔

(پیش کردہ مودودی)

یہ دونوں حدیثیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ کی ٹھیک ٹھیک تفسیر بیان کرتی ہیں اور ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سیاست اور ملک داری عورت کے دائرۂ عمل سے خارج ہے (مودودی)

(۱۴۱) حضرت[1] عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کا دعویٰ لے کر اٹھنے اور جنگِ جمل میں خود مقابلہ کرنے کی خبر پر حضرت ام سلمہؓ نے جو خط کہ حضرت عائشہؓ کو لکھا تھا وہ یہ ہے کہ "آپ کے دامن کو قرآن نے سمیٹ دیا ہے آپ اسے پھیلایئے نہیں اور کیا آپ کو یاد نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دین میں افراط برتنے سے منع فرمایا ہے؟" اور یہ کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دیتیں اگر وہ آپ کو اس طرح کسی صحرا میں ایک گھاٹ سے دوسرے گھاٹ کی طرف اونٹ دوڑاتے ہوئے دیکھ لیتے؟

اور حضرت ابوبکرہؓ نے فرمایا کہ میں جنگ جمل کے فتنے میں مبتلا ہونے سے صرف اس لیے بچ گیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد یاد آ گیا (جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایران والوں کا کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنا لینے کی خبر سن کر فرمایا تھا) کہ "وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کر دیے ہوں"۔ حضرت علیؓ سے بڑھ کر اس زمانے میں کون شریعت کا جاننے والا تھا؟ انہوں نے صاف الفاظ میں حضرت عائشہ کو لکھا کہ آپ کا یہ اقدام حدودِ شریعت سے متجاوز ہے، اور حضرت عائشہ اپنے کمال درجے کی ذہانت و فقاہت کے باوجود اس کے جواب میں کوئی دلیل پیش نہ کر سکیں۔ حضرت علیؓ کے الفاظ یہ تھے کہ "بلاشبہ آپ اللہ اور اس کے رسول ہی کی خاطر غضب ناک ہو کر نکلی ہیں، مگر آپ ایک ایسے کام کے پیچھے پڑی ہیں جس کی ذمہ داری آپ پر نہیں ڈالی گئی۔ عورتوں کو آخر جنگ اور اصلاح بین الناس سے کیا تعلق؟

(مودودی)

(ترجمان القرآن ربیع الثانی ۷۲ھ مطابق جنوری ۵۳ء صفحہ ۳۶ جلد ۳۹ عدد ۴)

(۱۴۲) قرآن مجید کی ایک آیت دوسری آیت سے ٹکراتی نہیں ہے بلکہ اس کی تشریح کرتی ہے۔ جس قرآن میں اَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ فرمایا گیا ہے اسی میں اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بھی فرمایا گیا ہے۔ اس لیے مجلس شوریٰ میں جو ساری مملکت کی قوام ہے، عورتوں کی شمولیت کا دروازہ قرآن نے بند کر دیا ہے۔ مزید برآں ہمارے سامنے عہد نبوی و خلافت راشدہ کا تعامل موجود ہے، جو قرآن کے منشا کی تعبیر کے لیے مستند ترین ذریعہ ہے۔ ہمیں تاریخ اور حدیث میں کوئی نظیر بھی ایسی نہیں ملتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفاء راشدین نے کبھی عورتوں کو مجلس شوریٰ میں شامل کیا ہو۔ (مودودی)

---

[1] طوالت کے پیش نظر اقتباس ہذا بالاختصار اور مخفف دیا جا رہا ہے۔ لہذا حوالوں کے مطابق سیاق و سباق کے ساتھ مفصل پڑھیے۔

(اسلامی ریاست صـ ۲۹۱ مطبوعہ بار اوّل)

(۱۴۳) اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ۔ (النساء ۳۴) مرد عورتوں پر قوّام ہیں۔ (ترجمہ مودودی)

لَنْ یُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَھُمْ اِمْرَأَۃً" وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جو اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کرے۔ (بخاری شریف) (ترجمہ مودودی)

یہ دونوں نصوص اس باب میں قاطع ہیں کہ مملکت میں ذمّہ داری کے مناصب (خواہ وہ صدارت ہو یا وزارت یا مجلسِ شوریٰ کی رکنیت یا مختلف محکموں کی ادارت) عورتوں کے سپرد نہیں کیے جا سکتے۔ اس لیے کسی اسلامی ریاست کے دستور میں عورتوں کو یہ پوزیشن دینا یا اُس کے لیے گنجائش رکھنا نصوصِ صریحہ کے خلاف ہے اور اطاعتِ خدا اور رسول کی پابندی قبول کرنے والی ریاست اس خلاف ورزی کی سرے سے مجاز ہی نہیں ہے۔ (مودودی)

(ترجمان القرآن رجب المرجب ۱۳۷۷ھ مطابق اپریل ۵۸ء صـ ۶۴ جلد ۵۰ عدد ۱)

(۱۴۴) جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عمومی مصالح کے پیشِ نظر نصوص کو بھی نظر انداز کیا جا سکتا ہے وہ سخت غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ ایک ایسی غلط فہمی جو بسا اوقات ایک انسان کو کھلی گمراہی کی طرف دھکیل دیتی ہے۔ (مودودی)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ کیا عقل و شعور اور دین و ایمان فروخت کرنے کی اس سے زیادہ بدترین مثال تاریخِ اسلام میں تو کجا تاریخِ عالم میں بھی مل سکتی ہے؟ کہ خود ہی عورت کی سربراہی کو نصوصِ صریحہ کے خلاف ثابت کرنے کے باوجود، اور عمومی مصالح کے پیشِ نظر بھی نصوصِ صریحہ نظر انداز کر دینے کو کھلی گمراہی ثابت کرنے کے باوجود آج کس ڈھٹائی کے ساتھ سینہ سپر ہو کر ایک ایسی عورت کی سربراہی کی تائید و حمایت میں اپنی اور اپنے جماعتی حواریوں کی تمام تلبیسانہ طاقت کو شدّ و مد کے ساتھ صرف کر رہا ہے جس کی اسلامی نا اہلیت کا پورے ملک میں خود ہی ڈھنڈورا پٹوا چکا ہے۔ لیجیے ملاحظہ فرمائیے۔ (مرتب)

(ترجمان القرآن بابت جولائی اگست، ستمبر ۵۰ء صـ ۴ جلد ۳۴ عدد ۲، ۳، ۴، ۵)

(۱۴۵) اس وقت جبکہ یہ سطریں لکھ رہا ہوں میرے سامنے ۱۶ر جنوری ۵۰ء کے ڈان کا پرچہ پڑا ہوا ہے۔ اس میں حیدر آباد (سندھ) کی ایک انجمن کے جلسۂ میلاد کی روداد شائع ہوئی ہے۔ انجمن کا نام ماشاءاللہ مجلس اسوۂ رسول ہے۔ جلسہ بھی میلادِ نبوی کا ہے لیکن آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ اس مجلس اسوۂ رسول نے اسوۂ رسول بیان کرنے کے لیے جس عالمۂ کتاب و سنت اور رہبرِ اسوۂ رسول کو دعوت دی تھی وہ مس فاطمہ جناح ہیں چنانچہ اخبار نے غالباً موصوفہ کی پیروی اسوۂ رسول ہی کو نمایاں کرنے کے لیے ان کی تقریر کے ساتھ ان کی تصویر بھی شائع کی ہے تاکہ مسلمان خواتین اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں کہ اسوۂ رسول دراصل یہ ہے جس پر ملاؤں نے پردہ ڈال دیا تھا اور جو پاکستان بننے کے بعد بے نقاب ہو کر سامنے آیا ہے۔ (مرتبہ مودودی)

غور فرمایا آپ نے؟ کہ یہ نصوصِ صریحہ کے خلاف مودودی نے اتنی لمبی چوڑی خطرناک اور ایمان خور قلابازی ہر قسم کے خوف و خطر سے بے نیاز ہو کر کیوں اور کیسے کھائی۔ دراصل بات یہ ہے کہ مودودی کو صدر ایوب خاں سے اس بات کا بہمہ صورت انتقام لینا ہے کہ صدر ایوب کی حکومت نے مجھے اور میرے چیلے چانٹوں کو کیوں جیل میں ڈالا، کیوں میری جماعت کو غیر قانونی قرار دیا اور کیوں میرے مجدد خانوں کو سیل کیا۔ مودودی پر یہ جذبۂ انتقام مستولی ہو گیا ہے اور اُسے دورِ ایوب میں اتنی تکلیفیں پہنچی ہیں کہ وہ جوشِ غضب میں اندھا ہو گیا ہے اور کہتا ہے کہ اگر حق کی تلوار نہیں ملتی تو پروا نہیں میں باطل ہی کی تلوار سے اپنے دشمن کا سر اڑا دوں گا۔ چاہے ساتھ ہی میری اپنی ملت کی رگِ جان کٹ کے رہ جائے مودودی کی اس بیماریٔ دل کا علاج خداوندِ عالم کے سوا اور کسی کے پاس نہیں۔ اللہ اس کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے ورنہ ڈر ہے کہ جس راہ پر وہ اس نجس اور ناپاک جذبے کے ساتھ چل رہا ہے اس میں وہ اپنے اُن جماعتی ساتھیوں کو بھی لے ڈوبے گا جو محض خوش گمانی کے تحت غلط فہمی سے اُس کے ساتھ چل رہے ہیں اور قیامت کے روز اس حال میں خدا کے سامنے حاضر ہو گا کہ زندگی بھر کی تمام فریب کاریوں اور دجالیوں سے بھرا ہوا اس کا سیاہ نامۂ اعمال اُس کے بائیں ہاتھ میں ہو گا۔ اور ایک قوم کی قوم کو گمراہی و ارتداد میں مبتلا کرنے کا مظلمۂ عظیم اُس کی گردن پر ہو گا۔

اور چونکہ مودودی کی ہوسِ اقتدار اور طلبِ امارت جنون کی حد تک پہنچ چکی ہے اور عقل و شعور بھی اللہ تعالیٰ نے سلب کر کے اُن کی مودودیات عوام اور اہلِ دنیا پر طشت از بام اور ظاہر کرا دی ہیں اس لیے اب روزِ روشن کی طرح ہمیں یقین ہے کہ انشاءاللہ مستقبل قریب میں بہت جلد مودودی اور مودودیت کا پختہ طریقہ پر تیا پانچہ ہو جائے گا۔

(مرتب)

(ماہنامہ ترجمان القرآن مئی ۱۹۵۴ء ص ۳۲)

(۱۳۶) مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں "۷۳ فرقوں" کے اس افسانے کی حقیقت بھی کھول دوں جس سے خواہ مخواہ ناواقف لوگ اپنے ذہن کو بھی الجھاتے ہیں اور دوسروں کے ذہنوں میں بھی الجھنیں پیدا کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مسلمان فرقوں کی وہ کثیر تعداد جس کا ذکر کتابوں میں ملتا ہے، اُس کا بہت بڑا حصہ کاغذی وجود کے سوا نہ پہلے کوئی وجود رکھتا تھا اور نہ اب رکھتا ہے۔

(مودودی)

ابو الافسانہ مودودی نے یہ بھی حدیث شریف کی صریح توہین اور تکذیب کی ہے جس کو تفصیل کے ساتھ صفحہ ۴۵، ۴۶ اور ۹۵ پر ملاحظہ فرمائیے۔

(مرتب)

مودودیت

اکابرِ اسلام کی نظر میں



(۱) حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

"میرا دل اس تحریک کو قبول نہیں کرتا" (اشرف السوانح ص۲۴ جلد آخر)

(۲) شیخ العرب والعجم حضرت مولانا السید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ

"اب تک ہم نے مودودی صاحب اور ان کی جماعت نام نہاد جماعتِ اسلامی کی اصولی غلطیوں کا ذکر کیا ہے جو انتہائی درجہ میں گمراہی ہیں۔ اب ہم ان کی قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کی کھلی ہوئی مخالفتوں کا ذکر کریں گے۔ جن سے صاف ظاہر ہو جائے گا کہ مودودی صاحب کا کتاب وسنت کا بار بار ذکر فرمانا محض ڈھونگ ہے۔ وہ نہ کتاب کو مانتے ہیں اور نہ سنت کو مانتے ہیں بلکہ وہ خلاف سلف صالحین ایک نیا مذہب بنا رہے ہیں۔ اور اسی پر لوگوں کو چلا کر دوزخ میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔" (مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت ص۴۶)

(۳) شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہ

"برادرانِ اسلام! مودودی صاحب کی تحریک کو بہ نظرِ غور دیکھا جائے تو ان کی کتابوں سے جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مودودی صاحب ایک نیا اسلام مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور نیا اسلام لوگ تب ہی قبول کریں گے جب پرانے اسلام کے در و دیوار منہدم کر کے دکھا دیے جائیں۔ اور مسلمانوں کو اس امر کا یقین دلا دیا جائے کہ ساڑھے تیرہ سو سال کا اسلام جو تم لیے پھرتے ہو، وہ ناقابلِ قبول، ناقابل اور ناقابلِ عمل ہو گیا ہے اس لیے اس نئے اسلام کو مانو اور اسی پر عمل کرو جو مودودی صاحب پیش فرما رہے ہیں

اے اللہ! میرے دل کی دُعا قبول فرما۔ مودُودی صاحب کو ہدایت فرما اور اُن کے متبعین کو بھی اس جدید اسلام سے توبہ کی توفیق عطا فرما اور انہیں اپنا محمدی اسلام پھر نصیب فرما۔ آمین یا الٰہ العالمین (حق پرست علماء کی مودُودیت سے ناراضگی کے اسباب ص۲)

(۴) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیّب صاحب مدظلہ، ناظم دارالعلوم دیوبند کا مکتوب گرامی بنام حضرت مولانا مظہر حسین صاحب مدنی جامع مسجد چکوال (خلیفہ حضرت مدنیؒ)

"سلام مسنون! مزاج گرامی۔ سامی نامہ باعثِ عزت ہوا۔ میں مسلسل سفروں میں رہا۔ اس لیے جواب میں غیر معمولی تاخیر ہو گئی۔ جماعتِ اسلامی کے جدید فقہیات اور تفقہ کی فرعیات جو جناب نے قلمبند فرما کر ارسال فرمائیں۔ انہیں پڑھ کر افسوس ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نیا فقہ تیار ہو رہا ہے اور پرانے فقہ کا لباس اتار کر پھینکا جا رہا ہے۔ انا للہ جماعتِ اسلامی کے افکار و خیالات کے بارہ میں جہاں تک میری رائے کا تعلق ہے وہ بارہا ظاہر ہو چکی ہے۔ جنوری ۱۹۵۱ء میں بھی اپنی رائے کا اظہار کر چکا ہوں۔ اس میں نفسِ تحریک۔ حکومتِ الٰہی کے بارہ میں جس کا عنوان اب یہ نہیں رہا ہے عرض کیا گیا تھا کہ اس سے کسے اختلاف ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ یہ عنوان محض نہ ہو بلکہ اس کے نیچے حقیقت بھی وہی ہو جو اس عنوان کے شایانِ شان ہے۔ اور یہ کہ محض اسلامی عنوانات کافی نہیں ہیں۔ جب تک کہ وہ اُنہی معنوں کے ترجمان نہ ہوں جو شارع علیہ السلام نے ان عنوانوں کے نیچے رکھی ہے۔ ورنہ اس طرح کے عنوانات مستقل فتنہ کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ اب تک بکثرت بنتے رہے ہیں اور اس بیان میں اس کی کچھ امثلہ بھی پیش کر دی تھیں پھر اس کے بعد حضرت مولانا حسین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مفصل مکتوب کے مقدمہ کے طور پر احقر نے ایک تحریر لکھی تھی۔ جس میں معیارِ حق کے مسئلہ پہ کلام کیا تھا۔ اس سے بھی احقر کی رائے مکرر واضح ہو گئی تھی۔ پھر دہلی جمعیۃ العلماء کے دفتر سے ایک جماعتی بیان شائع ہوا جس پر احقر کے بھی دستخط تھے۔ اس میں اس تحریک کے اثرات (سلف

سے اعتماد اٹھ جانے، اور اُن کی عظمت کے رشتے کمزور ہو کر ان پر زبانِ تنقید کھل جانے وغیرہا کو) ظاہر کر کے اس سے اپنی برأت کا اعلان کیا گیا تھا۔ بہرحال کئی بار رائے ظاہر کی جا چکی ہے۔ جو اظہارِ خیال کے لیے کافی ہو جانی چاہیے۔ احقر کی وہ تحریرات اگر جناب کے ہاں فائل میں ہوں تو نکلوائی جائیں۔ میرے پاس اس وقت موجود نہیں ہیں۔ اس لیے ان کے مضامین کی طرف نشاندہی کر دی ہے۔ امید ہے کہ مزاج سامی بعافیت ہو گا۔ دعا کا خواستگار ہوں۔ والسلام"!

محمد طیب غفرلہٗ از دیوبند ۳۰/۸/۸۴ء

⑤ شیخ العلماء حضرت مولانا علامہ شمس الحق صاحب افغانی۔ شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

"مودودی صاحب کی تحریرات پر نگاہ ڈالی گئی۔ موصوف کے متعلق احقر کا تاثر یہ ہے کہ آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے اسلام سے مطمئن نہیں۔ اس لیے اس کو اپنے ڈھب پر لانا چاہتے ہیں۔ جس کے لیے اصلی اسلام میں ترمیم ناگزیر ہے۔ لیکن اس کا چھپانا بھی ضروری ہے۔ اس لیے وہ اپنی اس ترمیم کے تخریبی عمل کو انشاء پردازی، اقامتِ دین کے نعروں، یورپی طرز کے پروپیگنڈا کے پردوں میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس تخریبی عمل کے محرکات دو ہیں۔ نفسانی تعلّی اور فقدانِ خشیۃ اللہ اور عوام میں بھی ان دو بیماریوں میں مبتلا افراد کی کمی نہیں۔ یہی باطنی ہم رنگی دائرۂ تحریک کی توسیع کا اصلی سامان ہے۔

مولانا مظہر حسین صاحب اور دیگر علمائے حق نے پردوں میں اس چھپی ہوئی حقیقت کو عوام پر ظاہر کر دیا اور سعید روحوں کے لیے راہِ ہدایت کھول دی۔ فجزاھم اللہ خیر الجزاء وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین"!

شمس الحق افغانی غفر اللہ عنہٗ

۵ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ

(۶) مخدوم العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری خلیفہ حکیم الامت حضرت تھانوی مہتمم خیر المدارس ملتان۔

"مودودی اور اس کے متبعین کے بعض مسائل خلاف اہل السنت والجماعت کے ہیں۔ سلف صالحین کی اتباع کے منکر ہیں۔ لہٰذا بندہ ان کو ملحد سمجھتا ہے۔"

(۷) اسوۃ الصلحاء حضرت مولانا نصیر الدین صاحب شیخ الحدیث غور غشتوی خلیفہ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"مودودی ضال اور مضل ہے (یعنی گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے)"

(۸) استاذ العلماء حضرت مولانا عبد الحق صاحب شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مودودی کے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف اور گمراہ کن ہیں۔ مسلمان اس فتنہ سے بچنے کی کوشش کریں۔"

ممتاز علمائے کرام اور صوفیائے عظام کی جمعیت کا عظیم ہنگامی اجلاس مورخہ ۲۶ ر نومبر ۱۹۵۰ء بوقت ۲ بجے دن دفتر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان لاہور زیر صدارت مجاہد ملت غازی کشمیر حضرت العلامہ مولانا ابو الحسنات صاحب قادری صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں باتفاق آراء پاس ہوئیں:-

(۱) مرکزی جمعیت کا یہ خصوصی اجلاس طے کرتا ہے کہ مولانا ابو الاعلیٰ صاحب مودودی نے چونکہ ایک نئے مذہب فکر کی بنیاد ڈالی ہے اور امت مسلمہ کو ایک ایسی مستقل قوت اجتہادیہ کی طرف دعوت دی ہے کہ جس کے دامن میں جمہور مسلمانوں کے دین و مذہب کے لیے پناہ کی کوئی جگہ نہیں۔ اس لیے جمعیۃ ان کے ساتھ تعاون کرنے کو مسلمانان پاکستان بلکہ تمام عالم اسلام کے لیے ایک خوفناک اقدام قرار دیتی ہے۔

(۲) صرف یہی نہیں کہ مودودی جمہور مسلمانوں سے مختلف المذہب ہیں بلکہ ان کی واضح عبارات

اس امر کی روشن دلیل ہیں کہ وہ اس کوشش میں ہیں کہ قوم انہیں مجدد اعظم اور امام مہدی سمجھ لے اگر خدانخواستہ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے تو وہ وقت دور نہیں کہ وہ کھلے لفظوں میں اپنے مہدی ہونے کا اعلان کر دیں اور امتِ مسلمہ کے سامنے دہریت، مرزائیت اشتمالیت اور اشتراکیت کی طرح مودودیت بھی ایک عظیم الشان خوفناک فتنہ کی شکل میں نمودار ہو جائے ۔ لہٰذا باتفاقِ آراء قرار پایا کہ عام المسلمین کو آنے والے خطرے سے بچانے کے لیے مولانا مودودی اور مولانا کاظمی کی اس معنیٰ خیز گفتگو کو شائع کر دیا جائے۔

(مکالمہ کاظمی و مودودی ص۴/۵)

شیخ الحدیث استاد العلماء حضرت العلامہ مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہٗ کے مودودی کے ساتھ مکالمے کے بعد رفیقِ مکالمہ علماء نے جو خلاصہ شائع کیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیے:

(۱) مودودی صاحب جمہور مسلمانوں سے مذہباً مختلف ہیں۔

(۲) مودودی صاحب نے جمہور مفسرین و محدثین کے خلاف کتاب و سنت کے غلط معنیٰ لے کر ایک نئے مذہب کی بنیاد قائم کی ہے جس کے پیرو جماعتِ اسلامی کے پردہ میں چھپے ہوئے ہیں۔

(۳) مودودی صاحب اپنے آپ کو ایک مجددِ کامل اور مہدی تصور کرتے ہیں مگر کسی مصلحت کے ماتحت وہ ابھی اس کا اعلان نہیں کرتے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی خاص وقت میں اس کا اعلان کر کے امتِ مسلمہ کے لیے ایک نئے عظیم الشان فتنے کا دروازہ کھول دیں اس لیے اُن کی تحریک میں شامل ہونا یا اُن سے تعاون کرنا، اپنے دین مذہب کو خطرے میں ڈالنا ہے۔ (مکالمہ کاظمی و مودودی ص۴۴)

اس خلاصہ پر مندرجۂ ذیل علماءِ کرام کے دستخط ہیں:-

۱۔ حضرت مولانا ارشد صاحب پناہوی نائب ناظم جمعیت

۲۔ ملک ممتاز صاحب مینجنگ ایڈیٹر نیوز پریس آف پاکستان لاہور

۳۔ حضرت مولانا سید محمود احمد صاحب رضوی ایڈیٹر رضوان لاہور

۴۔ حضرت مولانا شاہ عبدالاحد صاحب ناظم نشریات

۵۔ حضرت مولانا غلام محمد صاحب ترنم صدر جمعیۃ (سابق صوبہ پنجاب)

○ فاضل اکمل حضرت مولانا سید حسین الدین صاحب مدظلہ خطیب عظیم مسجد سبز منڈی راولپنڈی

"مودودی اس عہد کا خوفناک اور خطرناک ڈھونگ ہے" مزید ارشاد فرمایا کہ "مختلف مکاتیبِ فکر کا یہ متفقہ نظریہ ہے کہ جماعتِ اسلامی کی زیادہ تر سرگرمیوں کا مقصد ملک میں انتشار پیدا کرنا ہے۔"

○ جامع المعقول حضرت مولانا پیر غلام جہانیاں صاحب مدظلہ، معینی شاہ جمالی خطیب مرکزی جامع مسجد ڈیرہ غازی خان

"جناب مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا موجودہ طرزِ عمل مملکتِ خداداد پاکستان میں تفریقِ بین المسلمین کا ایک عظیم فتنہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مودودی صاحب کی مؤلفات کے مطالعہ کرنے سے (مجھے) یہ امر ثابت ہوا ہے کہ جناب مودودی صاحب کے عقائد، متعلقہ شانِ رسالت، ولایت، امامت عقائدِ حقہ، جمہور مسلمانان اور علماء اکابرین و عارفین کے بالکل متضاد ہے۔"

○ خطیب اعظم حضرت مولانا علامہ محمد شریف صاحب مدظلہ نوری مدیر "الحبیب" لاہور

"میں نے مودودی صاحب کے لٹریچر کا بالتفصیل مطالعہ کیا ہے۔ اسلام کی جو تعبیر مودودی صاحب کی کتابوں میں کی گئی ہے، میں علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ یہ اسلام وہ نہیں، جس پر صحابہ کرام رضؓ، تابعین عظام، ائمۂ دین اور علمائے کرام

وصوفیائے اسلام عمل کرتے چلے آئے ہیں۔ اس لیے مودودی صاحب نے اُن پر شدید اعتراضات کیے ہیں۔ صحابہ سے لے کر بزرگانِ دین تک معاف نہیں کیا ۔۔۔۔۔۔ چونکہ مودودی صاحب کو یہ نام نہاد اسلام پھیلانے کے لیے ایک جماعت کی ضرورت تھی چنانچہ انہوں نے کئی سال پہلے جماعتِ اسلامی کے نام سے ایک گروہ بنالیا جو آج دین وملک کے لیے سخت خطرے کا باعث ہے۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام دین پسند حضرات متحد ہو کر اس پودے کو اکھاڑ دیں۔"

○ فاضلِ اجل کامل الاکمل حضرت مولانا صاحبزادہ فیض علی صاحب فیضی مدظلہ،
خطیبِ اعظم جامع مسجد راولپنڈی

"رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے جو اسلام پھیلا ہے وہ جناب مودودی صاحب کے اسلام سے قطعاً مختلف ہے۔ مودودی صاحب کا اسلام جاگیرداری کا محافظ اور اور زرعی اصلاحات کے خلاف ہے۔ آج ہمارے اقتصادی مسائل کا حل اسلام کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ مودودی ازم کے پاس ان مسائل کا کوئی علاج موجود نہیں ...... پاکستان کے محبِ وطن شہریوں کو مودودی صاحب کے ناپاک عزائم سے ہوشیار رہنا چاہیے۔"

○ حافظ الحدیث حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب صدر آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس

"میں برادرانِ اہلحدیث سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ خاص وبائی امراض سے اپنے کو بچائیں۔ ورنہ یہ بیماری اُن کو ہی نہیں بلکہ پوری جماعت (اہلحدیث) کو ہلاک اور تباہ و برباد کر دے گی۔ محض زور سے آمین کہہ دینا، اور رفع یدین کر لینا اہلحدیثیت نہیں ہے جب تک کہ اپنے عقائد کو درست نہیں کریں گے اور سلف الصالحین کے طریقے کو اختیار نہیں کریں گے، دین و نجات کا ملنا مشکل ہے۔ پس اس جدید جماعتِ اسلامی

کے فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور اس کے زور کو ہر جگہ سے ختم کریں۔"

○ شیخ الحدیث، ترجمان السنّت حضرت العلاّمہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سلفی مدظلہ، ناظمِ اعلیٰ جمعیۃ اہلحدیث پاکستان (گوجرانوالہ)

"مولانا مودودی صاحب کا ایک ایک لفظ اُن کے ذہنی انتشار کی بہت ہی بُرے طریقے پر غمازی کر رہا ہے اور جب حال یہ ہے تو ع

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مولانا مودودی قادیانی شاعری کا لبادہ زیب تن فرماتے ہیں۔۔ اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ جماعتِ اسلامی سے جماعت اہلحدیث کا تصادم بالکل قدرتی امر ہے۔

○ عاشقِ حدیث حضرت مولانا محمّد داؤد صاحب رازؔ مدظلہ ناظمِ اعلیٰ جماعت اہلحدیث ہند (بمبئی)

"جس جماعت (جماعتِ اسلامی) کا بانی صحیح بخاری شریف کے متعلّق یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اُس کی ساری حدیثوں کو صحیح جاننا کسی شریف آدمی کا کام نہیں"۔ جماعتِ اہلحدیث کا اس جماعت سے تصادم بالکل قدرتی امر ہے۔

○ علامۃ العصر ابو الحقائق حضرت مولانا عبد الغفور صاحب ہزاروی مدظلہ

"یہ جماعت، اسلام کا نام اپنے ذاتی اغراض کے لیے استعمال کر رہی ہے۔

علماءِ تونسہ شریف کا تردیدی بیان

آج مورخہ ۱۶/۱۱/۶۲ کو ایک کتاب "مولانا مودودی اور جماعتِ اسلامی۔ ۸۰ علماء کی نظر میں" مرتبہ عارف دہلوی ملتان' نظر سے گذری جس میں ہمارے نام کے دستخط درج ہیں کہ ہم مودودی صاحب اور اُن کی جماعتِ اسلامی کے مؤید و موافق ہیں۔ حالانکہ ہمارا خیال مودودی اور اُن کی جماعت کے متعلق وہی ہے جو شیخنا المحترم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مرحوم و مغفور کا تھا کہ "یہ جماعت گمراہ اور صحابۂ کرام رض اور سلف الصالحین رح کے خلاف ہے لہٰذا مودودی اور اُن کی جماعت سے تمام مسلمانوں کو پرہیز کرنا چاہیے۔ فقط ۱۶/۱۱/۶۲

دستخط علماءِ کرام

★ ممتاز المدرسین حضرت مولانا خان محمد صاحب صدر مدرس مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف

★ حضرت مولانا حافظ احمد بخش صاحب مدرس مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف

★ حضرت مولانا عبدالستار صاحب مدرس مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخاں

حضرت مولانا نجم الدین صاحب اصلاحی سیوہاروی

مودودی صاحب کو یہ کہنا یا سمجھنا کہ وہ جاہل ہیں میرے نزدیک گناہ کے مرادف ہے۔ البتہ مجھ کو اس کہنے میں ذرا بھی تردد نہیں ہے کہ موصوف کا علم غیر تحقیقی ہے اور کبر وضد پر مبنی ہے، جس کا ثبوت مودودی لٹریچر میں کافی سے زیادہ پایا جاتا ہے، آگے چل کر یہ بھی معلوم ہو گا کہ تناقض، تضاد اور اختلاف بیان ہر علمی مسئلے میں موجود ہے اور یہ کوئی بہت بڑا عیب یا جرم نہیں ہے، کیونکہ اس گروہ کو معلوم ہی ہو گا کہ اختلاف اور تناقض انسانی کلام کا ہی خاصہ ہے۔ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا [۱] نہ کہ اللہ اور رسول کے کلام میں۔

غور طلب بات ہے کہ مودودی صاحب جب ایک فلسفی، ایک مورخ اور ایک اچھے خاصے مصنف بن سکتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اُن کے کلام میں اختلاف اور تضاد کو نہ مانا جائے اور اُن کی جملہ تحریروں کو عیب سے پاک اور خلافِ مسلک اہلِ سنت والجماعت خیالات کو حق تسلیم کیا جائے۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ مودودی لٹریچر پر جس قدر گرفت کی گئی یا اس کے اندر گمراہی کے پھیلنے کی نشاندہی کی گئی تو پوری پارٹی برہم ہو کر دماغی توازن کھو بیٹھی اور کبھی بھی سنجیدگی سے آخرت کی باز پرس اور جواب دہی کا خوف اُس کے لیے تازیانۂ رحمت بننے نہیں پایا بلکہ اُس کے برعکس عامر صاحب عثمانی [۲] جیسے معاشی ضرورت سے مجبور جن کا نہ تو مطالعہ وسیع اور نہ علم وخرد، کہ جس سے گوہر اور پشیز میں تمیز کر سکتے خم ٹھونک کر میدان میں اتر آئے، وہ بے چارے کیا جانیں کہ اس خارِ زار اور سنگ لاخ زمین میں سودا بھی برہنہ پا موجود ہے۔ (ماخوذ از "دیوبند کا ایک نادان دوست")

---

[۱] ترجمہ:۔ اور اگر ہوتا (یہ کلام) کسی اور کا، تو ضرور پاتے اُس میں بہت تفاوت۔ (سورۃ النساء)

[۲] عامر عثمانی مودودی جماعت کے بڑے سرگرم کارکن، اور ہندوستان میں مودودی جماعت کے ماہنامہ رسالہ "تجلی" کے چیف ایڈیٹر ہیں جن کو "دیوبند کا ایک نادان دوست" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ ۱۲

شورش کاشمیری

(مدیر ہفت روزہ "چٹان" بابت ۲۴ جون ۱۹۶۳ء)

"مولانا ابوالاعلیٰ مودودی جو اسلامی نظام برپا کرنے کے سیاسی داعی ہیں، اُن کے ساتھ ایک بھی دینی پیشوا نہیں، وہ اپنا چراغ تنہا جلانا چاہتے ہیں اور علماء و ائمہ ہیں کہ اُن کے ساتھ ایک قدم بھی چلنے کو تیار نہیں، جو لوگ فہم دین کے معاملے میں ممتاز تھے اور اُن کے ساتھ تھے اب ایک ایک کر کے کٹ چکے ہیں۔ ہمیں اس میں گوناگوں خطرات نظر آرہے ہیں جو خود مولانا کی دعوت کے حق میں مفید نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ مولانا کی سیاسی شخصیت اپنی دینی تنہائی کا غیر شعوری طور پر اُن لوگوں سے انتقام لینے کی دُھن میں اپنا وجود ہی کھو بیٹھے" آگے چل کر شورش صاحب کا مودودی صاحب کے بارے میں مزید ایک قابلِ قدر فیصلہ بھی ملاحظہ فرمایئے:۔

"حق یہ ہے کہ مولانا دین کے سوالوں کو دینی لوگوں ہی کی معرفت حل کیا کریں۔ غالباً انہوں نے اپنی شخصیت کی وسعت کے زیرِ اثر اس پر کبھی غور نہیں کیا، کہ وہ دینی جماعتوں اور دینی اجتماع[1] سے بلند و بالا ہونے کی کوشش میں اسلام کی اصل طاقت سے محروم ہو گئے ہیں۔ جس گروہ کو ساتھ لے کر وہ چل سکتے تھے، وہ ان کے ساتھ نہیں، اور جس گروہ کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں اس کا سیاسی ضمیر اُن کی دعوت سے مطمئن نہیں بلکہ وہ انہیں سیاسی طور پر استعمال کر رہا ہے۔"

اس کے بعد ۴ جنوری ۱۹۶۵ء کے شمارے میں شورش صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"مولانا ابو اعلیٰ مودودی یا اُن کے متبعین نے اسلام کو اپنی میراث بنا رکھا ہے اور بزعم خویش اس وہم میں مبتلا ہیں کہ اسلام کو جس طرح وہ سمجھتے ہیں اور کوئی نہیں سمجھتا۔ گویا باقی سب کے لیے اسلامیت کے باب میں فہم و نظر کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔"

---

[1] یعنی متحدہ محاذ والے۔ ۱۲

ردِ مودودیت میں پاکستان سے شائع ہونے والی کتابوں کی ضروری تفصیل

نمبر شمار	اسمائے کتب ردِ مودودیت	قاطعِ مودودیت مصنفین	کتابوں کے ملنے یا شائع کرنے والے ناشروں کے پتے
۱	جماعتِ اسلامی پر ایک نظر	شیخ محمد اقبال ایم اے	ملک دین محمد اینڈ سنز بل روڈ لاہور
۲	مولانا مودودی کی تحریکِ اسلامی	پروفیسر محمد سرور	محمد صدیق سندھ ساگر اکادمی لوہاری گیٹ لاہور
۳	جماعتِ اسلامی اور اسلامی دستور	″	″ ″ ″ ″
۴	جماعتِ اسلامی کا رُخ کردار	چودھری حبیب احمد	″ ″ ″ ″
۵	مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت	شیخ الاسلام مولانا مدنی رح	مدنی کتب خانہ قصرِ ادب گنپت روڈ لاہور
۶	مودودی جماعت پر ایک تنقیدی نظر	مولانا مظہر حسین	امیر جمعیۃ العلماء اسلام چکوال ضلع جہلم
۷	ایضاحِ فتاویٰ	مولانا عبدالحق نافع	مولوی انوار الدین تاجر کتب زیارت کاکا صاحب نوشہرہ ضلع پشاور
۸	صراطِ مستقیم	مولانا عبدالسلام خطیب	قاضی عبدالسلام خطیب جامع مسجد نوشہرہ صدر ضلع پشاور
۹	سبیل المومنین	″	
۱۰	جماعتِ اسلامی کا نظریۂ حدیث	مولانا محمد اسمٰعیل	کتب خانہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور
۱۱	حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی	مولانا احمد علی لاہوری	مکتبہ خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ ″
۱۲	عہدِ حاضر کے دینی فتنے	مولانا احمد علی رح مولانا ظفر احمد	مکتبہ مقبولِ عام پریس چوک دالگراں لاہور
۱۳	ردِ مودودیت	مولانا عبدالرشید عراقی	″ ″ ″
۱۴	مودودیت کا عکس	مولانا محمد شفیق الرحمٰن بریلوی	″ ″ ″
۱۵	حق و باطل کا معرکہ	مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش رح	″ ″ ″
۱۶	مجالس		″ ″ ″
۱۷	داڑھی کی شرعی حیثیت	مولانا قاضی شمس الدین نقشبندی	مجلس نشر ثقافت اسلامیہ حقیقیہ پاکستان

۱۸	بیباک محاسبہ	مولانا قاضی شمس الدین نقشبندی	مکتبہ مقبول عام پریس چوک دالگراں لاہور
۱۹	مودودیت کا پوسٹ مارٹم	مولانا خلیل اللہ پانی پتی	″
۲۰	اسلام اور معاشی اصلاحات	مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش رح	″
۲۱	مکالمۂ کاظمی و مودودی	مولانا سید احمد سعید کاظمی	″
۲۲	آئینہ مودودیت	مولانا شفیق الرحمٰن بریلوی	″
۲۳	فتنۂ مودودیت	مولانا ابوالمظفر صاحب نذر	حاجی محمد یوسف ادبی پریس کراچی
۲۴	جماعت اسلامی کا پس منظر	مولانا ثناء اللہ رح امرتسری	کتب خانہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور
۲۵	حقائق مودودیت	″	″
۲۶	داڑھی کی شرعی حیثیت	شیخ الاسلام مولانا مدنی رح	مکتبہ کریمیہ بیرون بوہڑ دروازہ ملتان شہر
۲۷	مودودیت اور مرزائیت	مولانا ابوالمظفر صاحب نذر	مالک قادری یونانی میڈیکل ہال میٹھادر کراچی ۲
۲۸	مودودی عقائد پر ایک نظر	حافظ محمد گوندلوی	مکتبہ سلفیہ اردو بازار گوجرانوالہ
۲۹	تنقید المسائل	″	″
۳۰	مودودیت کا نصب العین	مولانا لال حسین اختر	انجمن تحفظ ختم نبوت چنیوٹ ضلع جھنگ
۳۱	نظریۂ باطل	اختر حسین سواتی	مدرسہ عربیہ سیدو شریف ریاست سوات
۳۲	مودودی کی ہوس اقتدار (منظوم)	الہام لنگری لاہوری	″
۳۳	دعوت غور و فکر	مولانا سراج الدین	مولانا علاء الدین مدرسہ نعمانیہ ڈیرہ اسمٰعیل خان
۳۴	فتنۂ مودودیت	ایچ ایس آر سرگودھوی	ایچ ایس آر بلاک ۱ سرگودھا
۳۵	فتنوں کی روک تھام	حافظ محمد سعید	حافظ محمد سعید بلاک ۱۴
۳۶	مودودیات	فیروز الدین منصور	قومی دارالاشاعت ۳ نسبت روڈ لاہور
۳۷	مودودی ایک آمر کی حیثیت میں	×	″
۳۸	مولانا مودودی سے خطاب	مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری	مکتبہ سعودیہ حدیث منزل کراچی ۱

۳۹	مولانا مودودی اور جماعت اسلامی	ممتاز علی عاصی	مکتبہ جدید چوک لُہاری مسلم مسجد لاہور
۴۰	مودودی شہ پارے		ناظم ادارۂ تحفظ پاکستان سول کوارٹرز پشاور صدر
۴۱	جناب مودودی اور ایک ہزار علماءِ امت حصہ اول	مولانا منظور احمد شاہ خطیب	خطیب جامع مسجد مدنی فرید آباد ملتان شہر
۴۲	مودودی صاحب اور اُن کی جماعت کے بعض اکابر سے میری خط و کتابت	ڈاکٹر احمد حسن کمال	مکتبہ تعمیر حیات اردو بازار لاہور
۴۳	مودودی مذہب	مولانا قاضی مظہر حسین	" " "
۴۴	تحریک مودودی کا پس منظر	مولانا ابو المظفر صاحب ندر	شعبہ نشر و اشاعت مجلس تحفظ اسلام کراچی
۴۵	مودودی مسلک پر نقد و نظر	مولانا سید امین الحق خطیب	حکیم جمال الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور
۴۶	مولانا مودودی اور مودودیت	علامہ حبیب الدین	ادارہ اہل قلم پاکستان نیو ٹاؤن کراچی
۴۷	جماعت اسلامی اور قومی پریس	سردار محمد صادق صاحب	۵۳ ایمپرس روڈ لاہور
۴۸	جماعت اسلامی کا کردار	پروفیسر محمد شجاع الدین	ادارہ اہل قلم پاکستان نیو ٹاؤن کراچی
۴۹	عورت کی حکومت قرآنی احکام کے قطعی خلاف ہے۔	رانا عبد الحمید صاحب چیئرمین	اونچی مسجد۔ اندرون بھاٹی گیٹ لاہور
۵۰	کیا عورت سربراہِ مملکت بن سکتی ہے	"	"
۵۱	عورت کی امارت	علامہ ابو الضیا محمد باقر صاحب	انجمن حزب الرحمٰن بصیر پور ضلع منٹگمری
۵۲	مودودی سیاست کے کرشمے	مولانا قاضی مظہر حسین صاحب	مکتبہ تعمیر حیات اردو بازار لاہور

سوائے آخر کی ۱۴ کتابوں کے باقی تمام مندرجہ بالا مطبوعہ کتب خان حبیب اللہ خان وزیر داخلہ پاکستان کے بیانات سے قبل کی شائع شدہ ہیں

نوٹ:- اگر مودودی اور جماعت مودودی کی بدعقیدگی اور بے راہروی معہ حوالجات مدلل طور پر اور بالاختصار معلوم کرنا مقصود ہو تو مندرجہ بالا پاکستانی کتب کی فہرست سے شروع کی دس (۱۰) کتابیں اور ہندوستانی کتب کی فہرست سے شروع کی بارہ کتب دیئے گئے پتوں سے طلب فرمالیجیے۔ ان ۲۲ کتابوں میں ٹھوس اور بنیادی اختلافات کی گرفت افہام و تفہیم کے رنگ میں محققانہ، ناصحانہ اور عالمانہ انداز میں کی گئی ہے اور اگر تبلیغ یا مناظروں اور دارالمطالعوں کے لیے تجویز مقصود ہو تو تمام کتب کا مہیا کرنا بے حد ضروری اور مفید ہوگا۔

ردِّ مودودیت میں ہندوستان سے شائع ہونے والی کتابوں کی ضروری تفصیل

نمبر شمار	اسمائے کتب ردِّ مودودیت	قاطعِ مودودیت، مصنفین	کتابوں کے ملنے یا شائع کرنیوالوں کے پتے
۱	جماعتِ اسلامی پر تبصرہ حصہ اوّل	مولانا عبدالصمد رحمانی	اِدارہ نشرو اشاعت دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور
۲	〃 〃 〃 دوم	〃	〃 〃 〃
۳	جماعتِ اسلامی کا دینی رُخ حصہ اوّل	〃	〃 〃 〃
۴	〃 〃 دوم	〃	〃 〃 〃
۵	〃 〃 〃 سوم	〃	〃 〃 〃
۶	〃 〃 〃 چہارم	〃	〃 〃 〃
۷	جماعتِ اسلامی کے دینی رجحانات	مولانا ظفیر الدین	〃 〃 〃
۸	دیوبند کا ایک نادان دوست	مولانا نجم الدین اصلاحی	〃 〃 〃
۹	ایمان و عمل	شیخ الاسلام مولانا مدنی رح	〃
۱۰	مکتوبِ ہدایت	〃	〃 〃 〃
۱۱	آئینۂ تحریکِ مودودیت	مولانا سید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند	〃 〃 〃
۱۲	کشفِ حقیقت	مفتی مظاہر علوم سہارنپور	〃 〃 〃
۱۳	اعفاء اللحیہ	شیخ الاسلام مولانا مدنی رح	〃 〃 〃
۱۴	مسلمان اگرچہ بے عمل ہو	〃	〃 〃 〃
۱۵	مکتوباتِ ثلثہ	مولانا عبدالرشید محمود	〃 〃 〃
۱۶	حقیقتِ معراج	مولانا محمد سالم	〃 〃 〃
۱۷	دارالعلوم کے ایک فتوے کی حقیقت	قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند	〃 〃 〃

۱۸	قولِ فیصل (کلامِ طیب)	قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند	ادارہ نشر و اشاعت دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور
۱۹	دررِ منثورہ حصہ اول	مولانا سید محمد میاں ناظم جمعیۃ العلماء ہند	" " "
۲۰	" " دوم	"	" " "
۲۱	دو ضروری مسئلے		" " "
۲۲	مودودی مذہب حصہ اول	مولانا عزیز احمد قاسمی بی اے	" " "
۲۳	" " دوم	"	" " "
۲۴	تنبیہات	حضرت مولانا سید حسن صاحب	ادارہ نشر و اشاعت دارالعلوم دیوبند انڈیا
۲۵	تعبیر کی غلطی	مولانا وحید الدین خاں	اسلامک پبلشنگ ہاؤس بدرقہ اعظم گڑھ
۲۶	تحریک جماعت اسلامی اور مسلک اہلحدیث	مولانا محمد داؤد راز	مکتبہ اشاعت دینیات مومن پورہ بمبئی ۱۱
۲۷	نیا مذہب	"	" " "
۲۸	کامل النصاب	مفتی محمد محبوب علی خاں قادری	مفتیٔ اہلسنت بمبئی جامع مسجد اہلسنت مدنپورہ بمبئی ۸
۲۹	قہرِ معبودی بر جسارتِ مودودی	"	" " "
۳۰	نعرۂ حقانیت		رضوی کتبخانہ بازار صندل خانہ بریلی
۳۱	مودودی کا الٹا مذہب		" " "
۳۲	آئینۂ مودودیت	مفتی رضوان الرحمٰن	
۳۳	اظہارِ حقیقت	حضرت مولانا مفتی حمید حسن صاحب	صوفی محمد اسمٰعیل صاحب مالیرکوٹلہ (مشرقی پنجاب)
۳۴	بصیرت	"	" " "
۳۵	اجتماعِ گنگوہ	مولانا حکیم عبدالرشید محمود	حکیم عبدالرشید محمود گنگوہ ضلع سہارنپور

اگر ہندوستان کی ان مطبوعات میں سے معقول اور اہم تر کتابوں کا مطالعہ مقصود ہو تو

شروع کی بارہ کتابیں یعنی "مکتوبِ ہدایت" تک کے لیے معہ خرچہ محصول ڈاک کل بارہ روپے بذریعہ منی آرڈر" بنام حاجی شوکت علی صاحب، یو پی سوڈا واٹر فیکٹری نابھہ روڈ لاہور" بھیج کر رسید منی آرڈر اور کتابوں کے نام ایک سے بارہ تک لکھ کر بذریعہ لفافہ یا رجسٹری" ادارہ نشر واشاعت دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور" بھیج دیجیے۔ گھر بیٹھے مطلوبہ کتابیں پہنچ جائیں گی اور بقیہ کتب بھی اگر ممکن ہو تو قیمت معلوم کرکے ضرور منگائی جائیں تاکہ کلی طور پر انکشافِ حقیقت اور حقیقی مودودیت واضح ہوسکے علمائے کرام اور دیندار اور مخیر حضرات کے ذمّے یہ ایک ضروری فرض ہے کہ وہ ہر ہر محلّے میں ایک ایک دارالمطالعہ کھلوائیں اور یہ تمام ہند وپاک کی مطبوعات اور دیگر تمام متعلقہ دینی اور ضروری کتب بصورتِ تبلیغ مہیا کرکے دارالمطالعوں میں رکھوائیں۔ تاکہ نیک اور مخلص دیندار طبقہ مودودی کے دجل وفریب اور اس کے ایمان خور باطل اجتہاد سے نہ صرف محفوظ رہ سکیں بلکہ اُس کی اور تمام جدید فتنوں کی کامیاب صورت میں خود بھی بیخ کنی کرسکیں اور متحد ہوکر حکومت سے اُن تمام گمراہ کن مطبوعات کو بھی ضبط وتلف کرانے کی استدعا پیش کرسکیں جن سے ملک ملّت اور اسلام کے استحکام کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچنے کا یقینی اور عظیم خطرہ لاحق ہے۔

(مرتّب)

عدیم الفرصت اور حقائق طلب مخلصین کے لیے

اِنکشافات

میں

پیش کردہ

مودودی کے گمراہ کُن اقتباسات

کے

خلاصوں کی مختصر

فہرست

اس فہرست میں اُن ۱۴۶۔ اقتباسات کے خلاصے یا اُنکے موضوعات پیش کیے گئے ہیں جو مودودی اور مودودی کے ہم مسلک جماعتیوں کی مطبوعہ تحریروں اور تقریروں اور مطبوعہ بیانوں سے لے کر کتاب انکشافات میں مفصل حوالہ جات اور واضح تبصروں کے ساتھ ایسے مستحکم انداز میں پیش کیے گئے ہیں کہ جن کو مودودی یا مودودی جماعت کا کوئی رکن بھی از اول تا آخر انکشافات میں پیش کردہ تمام اقتباسات کو کسی بھی سہ جماعتی مسلمہ فیصل بورڈ یا عدالتِ عالیہ کے سامنے آکر جھٹلانے اور تردید کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا اور یہی اُن کے مخربِ اسلام اور مفسدِ دین وملت ہونے کا نہایت واضح اور ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔

پڑھیے انکشافات از اول تا آخر

اور

دیانت کے ساتھ بنظرِ غائر مودودیت کا مطالعہ کرکے عوام پر

اپنی بے باک حق گوئی کا ثبوت دیجئے۔

ناشر :-

مسعود الحسن ناظم دار التبلیغ

ٹنول شی ٹھا (مغربی پاکستان)

انکشافات میں پیش کردہ اقتباسات کے خلاصوں یا اُن کے موضوعات کی مفصل فہرست

اقتباس نمبر	اقتباسات کا خلاصہ[1] یا موضوع	صفحہ نمبر
۱	حق کے ماننے والوں سے جب خلافِ حق افعال کا صدور ہوتا ہے تو اُن کے ساتھ منکرین کی طرح نرم برتاؤ نہیں کیا جاتا بلکہ اللہ اور رسولؐ نے اپنوں کے ساتھ سخت لب و لہجہ بھی اختیار کیا ہے اور تند و تیز الفاظ سے بھی کام لیا ہے۔ (خلاصہ)	۱۱
۲	حدود اللہ کے نفاذ کے لیے مودودی صاحب کا اختراعی قاعدۂ کلیہ پیش کرنے کی جرأت (موضوع)	۲۱
۳	رجم اور کوڑوں کی سزا گندے حالات کے لیے اللہ تعالےٰ نے مقرر ہی نہیں کی (خلاصہ)	۲۳
۴	چوروں کے لیے ہاتھ کاٹنا ہی نہیں بعض حالات میں قید کی سزا بھی ظلم ہے۔ "	۲۴
۵	قرآنِ کریم کے واضح احکام کے باوجود سات آسمانوں سے انکار (موضوع)	۲۵
۶	" " بنی اسرائیل کی قوم پر رفع طور سے انکار "	۲۸
۷	" " رفع طور کی غلط تاویل "	۲۹
۸	تفسیر تفہیم القرآن سے پڑھنے والوں کے دلوں پر وہی اثر ہوگا جو قرآن اُن پر ڈالنا چاہتا ہے۔ (خلاصہ)	
۹	دوسروں کے تراجم قرآن بے رُوح و بے جان ہیں اور قرآن کی ادبی تند و تیز سپرٹ سے محروم ہیں اور اُن کے پڑھنے سے نہ کسی کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں نہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں، نہ جذبات میں کوئی طوفان برپا ہوتا ہے اور نہ کوئی چیز	

[1] واضح رہے کہ خلاصہ میں مودودی صاحب کی اصل عبارتوں کے ہی الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، ۲

نمبر	مضمون	صفحہ
	عقل و فکر کو تسخیر کرتی ہوئی قلب و جگر تک ہی اترتی نظر آتی ہے۔ بہرحال آجکل جتنے بھی قرآن کے تراجم ہیں اُن میں روانیٔ عبارت، زورِ بیان، بلاغتِ زبان اور تاثیرِ کلام کا فقدان ہے۔ (خلاصہ)	۳۳
۱۰	ترجمے میں عربی مبین کی ترجمانی اُردوئے مبین میں ہو، تاکہ قرآنِ کریم کا شاہانہ وقار اور زورِ بیان منعکس ہو۔ (خلاصہ)	۳۴
۱۱	مودودی صاحب کے کیے ہوئے بھونڈے اور غلط ترجمے کا ایک ادنیٰ سا نمونہ (موضوع)	۳۴
۱۲	زکریا علیہ السلام کی نبوت کا انکار 〃	۳۶
۱۳	یہ غلط اور بے اصل بات ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس غیب سے جو نعمتیں آتی تھیں اُن میں گرمی کا میوہ جاڑے میں اور جاڑے کا گرمی میں آتا تھا۔ (خلاصہ)	۳۷
۱۴	اور گرمی کا میوہ جاڑے میں اور جاڑے کا گرمی میں عجوبہ تو ہو سکتا ہے نعمت نہیں۔ 〃	۳۸
۱۵	سلف صرف انبیاء ہو سکتے ہیں جن پر ایمان لانے کی مسلمانوں کو تکلیف دی گئی ہے۔ 〃	۳۹
۱۶	یوسف علیہ السلام کی شہادت دینے والا گہوارے کا بچہ نہیں بلکہ جہاندیدہ آدمی تھا یا جج اور کوئی مجسٹریٹ تھا۔ (خلاصہ)	۴۰
۱۷	کلام اللہ کے خلاف عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی میں اختلاف پیدا کرنے کی جرأت۔ (موضوع)	۴۱
۱۸	عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کے مسئلہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مجمل چھوڑ دیا ہے اس لیے اسے مجمل ہی چھوڑ دینا چاہیے۔ (خلاصہ)	۴۲
۱۹	کانا دجال وغیرہ سب افسانے ہیں۔ 〃	۴۵
۲۰	ساڑھے تیرہ سو سال کے طویل عرصہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کانے دجال	

جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے ۔ برکت اور روحانی تصرف سے ، پھونکوں اور وظیفوں
کے زور سے میدان جیتے جائیں گے ۔ جس کافر پر نظر ڈال دیں گے تڑپ کر بے ہوش ہو جائے
گا اور محض بد دعا کی تاثیر سے ٹینکوں اور ہوائی جہازوں میں کیڑے ڈال دیں گے (خلاصہ) ۵۴

۳۱ آنے والا مہدی تو جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا اپنے عہد کے تمام جدیدوں سے بڑھ کر جدید
ثابت ہوگا (بہ ایں ہمہ) اُسے خود بھی اپنے مہدی ہونے کی خبر نہ ہوگی۔ اس کی موت
کے بعد اس کے کارناموں سے دنیا کو معلوم ہوگا کہ یہی تھا وہ خلافت کو منہاج النبوۃ
پر قائم کرنے والا جس کی آمد کا مژدہ سنایا گیا تھا۔ مہدی کے کام میں کرامات، خوارق،
کشوف والہامات اور چلّوں اور مجاہدوں کی کوئی جگہ نہیں ہوگی وہ خالص اسلام کی
بنیادوں پر ایک نیا مذہب فکر پیدا کرے گا۔ ایک زبردست تحریک اٹھائے گا، جو
بیک وقت تہذیبی بھی ہوگی اور سیاسی بھی، جاہلیت اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ اس کو
کچلنے کی کوشش کرے گی بالآخر وہ جاہلی اقتدار کو اُلٹ کر پھینک دے گا اور ایک ایسا
زبردست اسلامی اسٹیٹ قائم کرے گا جس میں ایک طرف اسلام کی پوری روح کارفرما
ہوگی اور دوسری طرف سائنٹیفک ترقی اوجِ کمال پر پہنچ جائے گی۔ (خلاصہ) ۵۵

۳۲ مہدی ہر وہ سردار لیڈر اور امیر ہو سکتا ہے جو راہ راست پر ہو ۵۷

۳۳ مجھے یہ توقع نہیں کہ حضور نے ایسی بات کہی ہوگی کہ مہدی کی بیعت کے وقت آسمان سے
یہ ندا آئے گی۔ هٰذَا خَلِيفَةُ اللهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا (خلاصہ) ۵۹

۳۴ تفسیر تفہیم القرآن چھاپنے اور کم سے کم قیمتوں پر فروخت کرنے اور زیادہ سے زیادہ شائع
کرنے کا حق کسی کو نہیں۔ تاکہ ۸ روپے کی بجائے ۲۸ روپے میں فروخت کرنے کے مواقع مجھے
اور میرے مقربین کو ہی حاصل رہیں (پڑھیے اقتباسات ۳۴ سے اقتباس ۳۵ تک مع
مکمل تبصرہ، اور داد دیجیے مودودی صاحب کی دلیری اور جرأت و جسارت کی)
(خلاصہ وموضوع) ۶۰

۳۵ خانۂ کعبہ اور حرمِ پاک کی دلخراش توہین۔ ارضِ بیت اللہ کو عبادت کی روح سے خارج
بتلانے کی جرأت، منتظمین کعبہ کو ہردوار اور بنارس کے پنڈتوں اور جوگیوں کا خطاب
دینے کی جسارت، حج کے فضائل اور مناسک بیان کرنے والے علماء کرام کو دلال اور
سفری ایجنٹ ظاہر کرنے کی ناقابلِ برداشت ذلیل ترین جرأت اور جسارت (موضوع) ۶۳

۳۶ میں نہ مسلکِ اہلحدیث کو تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت
اور شافعیت کا ہی پابند ہوں۔ (خلاصہ) ۶۵

۳۷ میں بزرگانِ سلف کے خیالات اور کاموں کو اگر حکمتِ عملی کے بھی خلاف پاتا ہوں
تب بھی اُن کو صاف صاف نادرست کہہ دیتا ہوں۔ (خلاصہ) ۶۵

۳۸ نہ صرف اُسوۂ رسول سے روگردانی اور آثارِ صحابہ سے ہی انکار، بلکہ پیغمبرِ خدا اور
صحابۂ کرام کی وضع قطع اختیار کرنے کو بھی قدیم تمدّن کا ایک تاریخی ڈرامہ قرار دینے
کی جرأت۔ (موضوع اور خلاصہ) ۶۶

۳۹ مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ اور اُن کے خلفاء کے کاموں میں سب سے پہلی غلطی
یہ تھی کہ اُنھوں نے مسلمانوں کو تصوّف کی غذا دی جبکہ تصوّف سے مکمل پرہیز کرانے
کی ضرورت تھی۔ ۶۷

۴۰ متصوّفانہ رموز و اشارات اور متصوّفانہ زبان کا استعمال اور متصوّفانہ طریقے سے
مشابہت رکھنے والے طریقوں سے پرہیز ضروری ہے۔ (خلاصہ) ۶۷

۴۱ مسلمانوں کو (تصوّف کی) افیون کا چسکا ایسا لگا دیا گیا ہے کہ اُس کے قریب جاتے ہی پھر
وہی چنیا بیگم یاد آجاتی ہے جو صدیوں اُن کو تھپک تھپک کر سُلاتی رہی۔ (خلاصہ) ۶۷

۴۲ تجدیدِ دین کا کام کرنے والوں کے لیے لازم ہے کہ متصوّفین کی زبان و اصطلاحات،
رموز و اشارات، لباس و اطوار، پیری مُریدی اور ہر اُس چیز سے جو اس قسم کی یاد
تازہ کرنے والی ہو مسلمانوں کو اس طرح پرہیز کرائے جیسے ذیابیطس کے مریض کو شکر سے۔
(خلاصہ) ۶۸

۴۳ کوئی سعی محض پاکیزہ خواہشات اور اچھی نیتوں کی بنا پر کامیاب نہیں ہو سکتی اور
نہ محض نفوسِ قدسیہ کی برکتیں ہی اس کو بار آور کر سکتی ہیں۔ (خلاصہ) ۶۸

۴۴ آدمی خدا اور وحی، رسول و آخرت کو مانتا ہو یا نہیں طہارتِ نفس، نیتِ خیر اور
عملِ صالح سے آراستہ ہو یا نہیں، اچھے مقصد کے لیے کام کر رہا ہو یا بُرے مقصد
کے لیے، قطع نظر اس سے کہ کسی میں ایمان ہو یا نہیں اس کی زندگی پاک ہو یا ناپاک
اس کی سعی کا مقصد اچھا ہو یا برا، جو شخص اور جو گروہ بھی اپنے اندر وہ صفات رکھتا
ہوگا جو دنیا میں کامیابی کے لیے ناگزیر ہیں وہ یقیناً کامیاب ہوگا۔ (خلاصہ) ۶۹

۴۵ خدا کی اٹل اور بے لاگ سنت کا تقاضا یہی ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں ایسے کافروں
کو ہی منصبِ امامت پر ترجیح دی جائے جو اسلامی اخلاقیات سے عاری سہی مگر
کم از کم بنیادی اخلاقیات اور مادی وسائل کے استعمال میں تو وہ مسلمانوں سے
بڑھے ہوئے ہیں اور انتظامِ دنیا کے لیے اپنے کو اہل تر ثابت کر رہے ہیں۔ (خلاصہ) ۷۰

۴۶ تقویٰ، تصوف، ڈاڑھیوں کے طول، لباس کی تراش و خراش، تسبیح گردانی اور
تہجد خوانی سے ایمان کی کمزوریاں دور نہیں ہو سکتیں۔ (خلاصہ) ۷۰

۴۷ کیا ڈاڑھیوں کے طول، ٹخنوں اور پائچوں کے فاصلے، تسبیحوں کی گردش، اوراد و
وظائف، نوافل اور مراقبوں کے مشاغل وغیرہ کو دیکھ کر ہی اللہ تعالیٰ دھوکا کھا جائیگا؟
کہ آپ اُس کے سچے وفادار اور جاں نثار ہیں۔ (خلاصہ) ۷۱

۴۸ انبیا، اولیا، شہدا، صالحین، مجاذیب، اقطاب، ابدال، علماء، مشائخ اور ظلّ اللّٰہوں
کی خدائی بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی ہی رہی۔ (خلاصہ) ۷۱

۴۹ اسلامی وضع قطع اور شباہت کا اور تزکیۂ نفس کے لیے روحانی تربیت کا سوال
کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ ابھی فہمِ دین بھی پیدا نہیں ہوا۔ (خلاصہ) ۷۱

۵۰ کیا اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول اور انبیاء دنیا میں ڈاڑھیاں رکھوانے اور ڈھکے ہوئے

ٹخنے کھلوانے کے لیے مبعوث کیے تھے یا اُن چند سنتوں کو جاری کرانے کے لیے انبیاءؑ
کی ضرورت پیش آئی تھی جن کے اہتمام کا آپ لوگوں میں بہت چرچا رہتا ہے۔ (خلاصہ) ۷۲

۵۱ دین میں جن چیزوں کو میں مقدم اور مؤخر کر رہا ہوں وہ واقعی مقدم اور مؤخر ہیں اور جو
باتیں میری تقریر کو سن کر لوگ کرتے ہیں اِس سے تو مجھے پورا یقین ہو گیا ہے کہ فی الواقع
وہ لوگ دین کے کسی کام کے نہیں ہیں۔ اُن کا ہمارے نزدیک آنا اُن کے دور رہنے
بلکہ مخالفت کرنے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ (خلاصہ) ۷۳

۵۲ میں اُسوہ اور سنت اور بدعت وغیرہ اصطلاحات کے اُن مفہومات کو غلط، بلکہ دین
میں تحریف کا موجب سمجھتا ہوں جو بالعموم آپ حضرات کے ہاں رائج ہیں آپ کا یہ خیال
غلط ہے کہ جتنی بڑی ڈاڑھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے اتنی ہی بڑی ڈاڑھی
سنتِ رسول یا اُسوہ رسول ہے، اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور پھر
اُن کے اتباع پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریفِ دین
ہے۔ جس سے نہایت بُرے نتائج پہلے بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی
ظاہر ہونے کا خطرہ ہے۔ (خلاصہ) ۷۴

۵۳ جہاں تک حقائقِ علمیہ کا تعلق ہے اسلام کو مغربی علوم و فنون سے کوئی دشمنی نہیں
ہے بلکہ اسلام اُن کا دوست اور وہ اسلام کے دوست ہیں۔ (خلاصہ) ۷۵

۵۴ ممالکِ یورپ کی شان میں عظیم قسم کا ایک تعریفی مقالہ، یورپ کی حکومتوں اور اُن
کے رہنماؤں اور لیڈروں کی دیانہ و مصلحانہ اور پیغمبرانہ مراتب کی تعریفیں (موضوع) ۷۵

۵۵ شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز اور شاہ اسمٰعیل شہید کے نقائص اور کمزوریاں اور
ان کے مقابلے میں اہلِ یورپ کی پیغمبرانہ مراتب کی تعریفیں۔ (موضوع) ۷۶

۵۶ اس اقتباس سے مندرجہ بالا اقتباسات نمبر ۴۳، ۴۴ اور ۵۵ کی زبردست
تردید و تکذیب ملاحظہ فرمائیے اور غور فرمائیے کہ لوہا لوہے کو کاٹ رہا ہے

۶۴	علماءِ کرام اِس امر کو بھول جائیں کہ وہ ہدایہ اور بدائع کے زمانۂ تصنیف میں نہیں بلکہ نت نئی سائنٹیفک ایجادات اور تیز رفتار تمدنی انقلابات کے دور میں رہتے ہیں۔ قدم قدم پر عالمگیری اور تاتارخانی کو لاکر سدِّ راہ بنانے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ نئے زمانے کے مسلمان قرآن و حدیث چھوڑ کر جدھر چاہیں گے چل نکلیں گے۔ جس طرح ترک اور ایرانی چل نکلے۔ (خلاصہ)	۸۷
۶۵	کالجوں اور یونیورسٹی کی تعلیم غیر اسلامی حکومت کے لیے تو سیکرٹری اور وزراء پیدا کرسکتی ہے مگر اسلامی عدالتوں کے لیے چپراسی اور اسلامی پولس کے لیے ایک کانسٹیبل پیدا نہیں کرسکتی اور عربی کے یہ دینی مدارس والے بھی جو سرے سے زمین کی حرکت کے قائل ہی نہیں ہیں وہ بھی اس قدر ناکارہ ہیں کہ اسلامی حکومت کے لیے ایک قاضی ایک وزیرِ مال، ایک وزیرِ جنگ، ایک ناظمِ تعلیمات اور ایک سفیر بھی مہیا نہیں کرسکتے (خلاصہ)	۸۸
۶۶	ترکی کے علماء اور مشائخ کی دُرگت اور اُن پر ناجائز بہتان (موضوع)	۸۸
۶۷	نوجوان ترکوں سے زیادہ گنہگار تو ترکی کے علماء اور مشائخ ہیں (خلاصہ)	۸۹
۶۸	فقہ کی تمام کتابوں کے خلاف لایعنی بکواس کے بعد تفسیر و حدیث کے تمام ذخیروں کو بیکار قرار دینے کی جرأت اور جسارت (موضوع)	۸۹
۶۹	احادیث و تفاسیر اور مترجموں و شارحوں سے بے نیاز ہو کر بغیر استاد کے محض مطالعہ کے ذریعہ اسلامی رُوح اور اسلامی بصیرت حاصل کرنا چاہیے۔ (خلاصہ)	۹۰
۷۰	قرآن سمجھنے، اسلامی رُوح حاصل کرنے اور عربیت میں ترقی کرنے کے لیے کسی تفسیر کی حاجت نہیں بنظرِ غائر مطالعہ کیا ہوا ایک پروفیسر کافی ہے جو طرزِ جدید پر قرآن پڑھانے اور سمجھانے کی اہلیت رکھتا ہو۔	۹۰
۷۱	اصولِ فقہ، احکامِ فقہ، اسلامی معاشیات، اسلام کے اصولِ عمران اور حکمتِ قرآنیہ	

	پرجدیدہ کتابیں لکھوانا نہایت ضروری ہیں (لیکن انسانوں سے نہیں کسی دوسری مخلوق سے! کیونکہ انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں پر عمل کرنے کی وجہ سے جب قیامت کو اللہ تعالیٰ بازپرس کریں گے تو ان مصنفین کے دامنوں میں پناہ نہ مل سکے گی) دیکھیے صفحہ ۸۲ پر اقتباس نمبر ۵۷ (خلاصہ)	۹۰
۷۲	روحانی اور علمِ باطن کی بحث میں تصوف کے خلاف ایک تلبیسی فتویٰ (موضوع)	۹۲
۷۳	میڈیکل کالجوں اور ہسپتالوں میں اور رائج الوقت گرلز کالجوں میں لڑکیوں کو بھیجنے اور تعلیم حاصل کرانے اور معلمات بنانے سے بہتر تو یہ ہے کہ ان کو قبروں میں دفن کر دیا جائے۔ (اس اقتباس کے تبصرے میں بتایا گیا ہے کہ مسٹر مودودی نے اپنی لڑکیوں کو ایم اے اور بی اے انہی رائج الوقت کالجوں میں بھیج کر کرایا ہے) (خلاصہ)	۹۴
۷۴	کسی صحابی کو بھی تنقید سے بالاتر نہ سمجھا جائے اور نہ بغیر جانچ پرکھے کسی صحابی رسول کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہونا چاہیے۔ (خلاصہ)	۹۵
۷۵	(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بے معنیٰ ہے) کیونکہ اس زمانے میں بھی (صحابہ) کے درجے کے معیاری مسلمان بن سکتے ہیں۔ (خلاصہ)	۹۷
۷۶	جب غیرت اور حمیت کا طوفان جوش مارتا ہے تو بڑے بڑے اربابِ عزم و متانت کے پاؤں بھی اس کی زد میں آکر اکھڑ جاتے ہیں .... اسلام کا یہ نازک ترین مطالبہ ہے اور اتنا نازک ہے کہ ایک مرتبہ صدیقِ اکبرؓ جیسا بے نفس متورّع اور سراپا للّٰہیت انسان بھی اس کو پورا کرنے سے چوک گیا۔ (خلاصہ)	۹۸
۷۷	حضرت عمرؓ کے قلب سے وہ جذبۂ اکابر پرستی جو زمانۂ جاہلیت کی پیداوار تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک بھی پوری طرح محو نہ ہو سکا تھا۔ (خلاصہ)	۹۸
۷۸	(۱) حضرت عثمانؓ ان تمام خصوصیات کے حامل نہیں تھے جو ان کے جلیل القدر پیش روؓ کو عطا ہوئی تھیں۔ اس لیے ان کے زمانۂ خلافت میں جاہلیت کو اسلامی نظامِ اجتماع کے اندر گھس آنے کا موقع مل گیا (۲) حضرت علیؓ نے اسلام کے سیاسی اقتدار کو جاہلیت	

بھی باعثِ ننگ ہے لیکن غالب اسے خاندانی مفاخر میں شمار کرتا تھا (خلاصہ) ۱۱۸

۹۷ مکہ کے قریب حجاز کے ساحل سے گذر جانے کے باوجود جو لوگ حج نہیں کرتے وہ قطعاً
مسلمان نہیں، جھوٹ کہتے ہیں اگر وہ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں قرآن سے جاہل ہیں
جو انہیں مسلمان سمجھتا ہے۔ (خلاصہ) ۱۱۹

۹۸ اسلام اب کہیں نہیں، مسلمانوں میں نہ اسلامی سیرت ہے، نہ اسلامی اخلاق،
نہ اسلامی افکار، نہ اسلامی جذبہ، حقیقی اسلامی رُوح نہ اُن کی مسجدوں میں ہے
نہ مدرسوں میں، نہ خانقاہوں میں۔ مسلمانوں کی افسردہ، جامد اور پسماندہ تہذیب کا مقابلہ
ایک ایسی تہذیب سے ہے جس میں زندگی ہے، حرکت ہے روشنی علم ہے، گرمی عمل ہے
(خلاصہ) ۱۲۰

۹۹ اجتہاد ضروری ہے اور علماء اجتہاد کو اپنے اوپر حرام کر چکے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات
اور اُس کے قوانین بیان کرنے کا جو طریقہ ہمارے علماء نے اختیار کر رکھا ہے وہ قابلِ
نفرت اور صدائے بے ہنگام ہے۔ (خلاصہ) ۱۲۰

۱۰۰ مسلمانوں کے رہنماؤں میں کہیں فرنگیت ہے، کہیں نہرو اور گاندھی کا اتباع،
کہیں جُبّوں اور عماموں میں سیاہ دِل اور گندے اخلاق لپٹے ہوئے ہیں، عمل
میں بدکاریاں، خیانتیں، غدّاریاں اور نفسانی اغراض کی بندگیاں بھری ہوئی ہیں (خلاصہ) ۱۲۱

۱۰۱ آپ اگر چاہیں قَالَ اللهُ وقَالَ الرَّسُوْل میں مشغول رہیں آپ کی ڈاڑھیاں
یقیناً زبردستی نہیں مونڈی جائیں گی نہ آپ کی عبا ضبط کی جائے گی نہ آپ کی تسبیح
چھینی جائے گی، نہ آپ کی زبان، درسِ قرآن وحدیث سے روکی جائے گی۔ مگر
اس کے معنی یہ نہیں، کہ آئندہ نسل کو بھی اس غلط فہمی میں مبتلا رہنے دیا جائے گا کہ
اسلام ہی سچا دین ہے اور تمام مذاہب سے برتر اور اصلح ہے مذہبی آزادی کا یہ
پروانہ لے کر جو صاحب خوش ہونا چاہتے ہیں وہ خوش ہولیں۔ ہمیں تو اس پروانے

	کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (خلاصہ)	۱۲۲
۱۰۲ سے ۱۳۴ تک	**مختصر ترین خلاصہ**:۔ محض نسلی مسلمانوں کا وہ انبوہِ عظیم جس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد اسلام اور حق و باطل کی تمیز سے قطعاً محروم ہیں اور جن کے دوٹوں سے زہریلے دُودھ کے زہریلے ترین مکھن کی طرح کافرانہ حکومت ہی نہیں بلکہ ہر کافرانہ حکومت سے بھی بدتر، افغانستان، ایران، ٹرکی، عراق و مصر جیسی کافرانہ حکومت ہی بن سکتی ہے جیسا کہ اسلامی کیریکٹر اور اسلامی ذہنیت اور فکر سے محروم ووٹروں کے ذریعہ پارلیمنٹ اور اسمبلی میں بھیجنے کے لیے "مسلمان قسم" کے بھی ممبر منتخب نہیں ہو سکتے۔	۱۲۴ سے ۱۴۵ تک
۱۳۵	سابقہ مسلم بادشاہوں کی جن روادارانہ خدمات و کارگذاریوں کو سراہا جاتا ہے وہ تو جرائم کی فہرست میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ (خلاصہ)	۱۴۸
۱۳۶	مودُودی صاحب اور اُن کی جماعت کے مقامی امیروں کی طرف سے بے اعتنائی برتنا ویسا ہی گناہ ہے جیسا خدا اور رسُول کی طرف سے بے اعتنائی برتنے کا گناہ۔ (خلاصہ)	۱۴۹
۱۳۷ تا ۱۴۵	مودُودی کا صدارتی انتخابات سے قبل مروجہ طریقۂ انتخابات کو غیر شرعی اور مملکت کے کسی بھی شعبے میں عورت کی شمولیت، اور اُسکی سربراہی کو نصوصِ صریحہ کیخلاف بصورتِ حرمتِ ابدی بدلائل ثابت کرنا (خلاصہ)	۱۵۰ تا ۱۵۵

بہر حال جب قارئین حضرات ان تمام اقتباسات کو باالتفصیل اور مکمل طور پر ملاحظہ فرمائیں گے تب مودُودی صاحب کی تحریفِ قرآن، توہینِ رسالت، تنقیصِ صحابہ، تضحیکِ سلف الصالحین، تذلیلِ اکابرینِ امت اور تخریبِ ملک و ملت جیسی ناقابلِ برداشت جرأت و جسارت کا اور اُن کی اس دریدہ دہنی و بدلگامی اور غیر شعوری قلمی ہفوات کا بھی اندازہ ہو سکے گا جس میں اُنہوں نے دین و دنیا کے ہر دور، ہر حکومت، ہر زمانے، ہر طبقے، ہر گروہ، ہر جماعت، ہر ادارے، ہر شعبے، ہر مسلک، ہر عقیدے اور ہر مکتبِ فکر کے ہر بڑے سے بڑے عظیم المرتبت انسان کی تضحیک و تذلیل اور تلبیس و توہین کی ہے، پورے یقین اور وثوق سے ہی نہیں بلکہ دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ تاریخ عالم میں بھی مودودی کی دریدہ دہنی اور مخصوص بدلگامی اور اُس کی اسلام کُش اور گمراہ و شوریدہ ذہنیت کا جواب تلاش نہیں کیا جا سکتا (مرتب)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

—— ۷۸۶ ——

مودودی اور مودودیوں کے منہ پر ایک

لازوال اور انمٹ

غیبی تھپڑ

(مع اضافات)

یا مودودیت کا ایک تازہ دستاویزی دجل

نیک نیت حضرات کی خدمت میں

اس غیبی تھپڑ میں صدیق الحسن گیلانی (ناظم شعبہ پارلیمانی امور جماعت مودودی) کے نوٹس (بنام قاری عبد الحمید مصنف انکشافات) سے ثابت کیا گیا ہے کہ ضمیر اور ایمان کے دشمن مودودیے خود ہی دوسروں کی عبارتوں کو توڑ موڑ کر اور سیاق و سباق سے کانٹ چھانٹ کر اصل مفہوم کے خلاف پُر دجل و پُر فریب طریقے پر پیش کر کے عوام کو گمراہ کرنے کے ماہر اور عادی مجرم ہیں۔

اس غیبی تھپڑ میں پیش کردہ الزامات کو غلط ثابت کرنے کے لیے مودودی اور تمام مودودیوں کو عام اور کھلا چیلنج ہے کہ اگر جرأت، ہمت، صداقت اور دیانت حاصل ہے تو آؤ جلسہ عام میں فیصل بورڈ کے سامنے، اور ثابت کر کے دکھلاؤ کہ غیبی تھپڑ میں پیش کردہ الزامات غلط ہیں یا توڑ موڑ کر یا سیاق و سباق سے کاٹ چھانٹ کر یا اصل مفہوم کے خلاف درج کیے گئے ہیں۔

لیجیے! ناظم شعبہ پارلیمانی امور جماعت مودودیہ کا پُر دجل نوٹس ملاحظہ فرمائیے۔

نوٹس

(بذریعہ جوابی رجسٹری)

بنام:- قاری عبد الحمید صاحب - دار التبلیغ بنوں

منجانب:- سید صدیق الحسن گیلانی ناظم شعبہ پارلیمانی امور - ۵ اے ذیلدار پارک اچھرہ لاہور

بذریعہ نوٹس ہذا آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ:-

آپ نے ایک کتاب بعنوان "انکشافات" غالباً خان حبیب اللہ خان صاحب وزیرِ داخلہ پاکستان کے ایماء پر تصنیف فرمائی تھی جو کنول آرٹ پریس انارکلی لاہور میں طبع ہو کر زرّیں پبلی کیشنز ۱۳/B شاہ عالم مارکیٹ لاہور سے شائع کی گئی اور جسے حکومتِ پاکستان کے محکمہ اطلاعات نے تمام ملک میں تقسیم کیا ہے۔

یہ کتاب اس وقت تصنیف، شائع اور تقسیم کی گئی جب جماعتِ اسلامی کو غیر قانونی طور پر حکومت نے غیر قانونی قرار دیا تھا اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کو تمام مرکزی مجلسِ شوریٰ کے ارکان سمیت نظر بند کر دیا گیا تھا۔ میں بھی ان نظر بندوں میں شامل تھا اور ۹ر اکتوبر ۱۹۶۴ء کو جب ہائی کورٹ کے احکام کے تحت میری اور تمام دوسرے جماعتِ اسلامی کے نظر بندوں کی نظر بندی کو ناجائز قرار دیا گیا تو میں رہا ہوا۔

آپ نے اس کتاب کے صفحہ ۱۲ پر یہ چیلنج پیش کیا ہے کہ مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی صاحب خود یا ان کا کوئی رفیق اگر تاریخ رہائی سے تین ماہ کے اندر اندر اس کتاب میں مولانا مودودی صاحب کی تصنیفات میں سے دیے گئے حوالوں اور اقتباسات میں سے یہ ثابت کر دے کہ کوئی ایک اقتباس اور حوالہ بھی غلط ہے یا سیاق و سباق سے کاٹ کر اسے غلط معنی پہنائے گئے ہیں۔ تو آپ ایسی ہر تلبیس و بد دیانتی کے لیے مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد ادا کریں گے۔

جہاں تک سیاق و سباق سے کاٹ کر انہیں من مانے معنی پہنانے کا تعلق ہے اس معاملے میں تو آپ نے دل کھول کر ہیرا پھیری کی ہے لیکن سرِ دست میں اس بحث میں پڑنے سے گریز کرتا ہوں البتہ مندرجہ ذیل حوالوں کے متعلق صراحت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ عبارتیں مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی کی سرے سے نہیں ہیں اور ان کے لکھنے والے مولانا صدر الدین اصلاحی مدرس مدرسۃ الاصلاح سرائے میر (ہندوستان)

ہیں اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی ترجمان القرآن اکتوبر ۱۹۵۶ء صفحہ ۱۲۹ پر صراحت کر چکے ہیں کہ یہ عبارتیں ان کی طرف منسوب کرنا غلط ہے۔ یہ تحریریں ان کی نہیں ہیں۔

حوالہ نمبر ۴، ۵، ۷، صفحہ ۹۸، ۹۹
حوالہ نمبر ۷، ۸، صفحہ ۱۰۰
} کتاب "انکشافات"

مجھے جیل سے آتے ہوئے ابھی پورے تین ماہ نہیں گزرے اور آپ کی طرف سے مقرر کردہ میعاد کے اندر میں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ چار حوالے آپ نے غلط درج کیے ہیں اس لیے اخلاقاً اور قانوناً آپ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ مبلغ چار ہزار روپے پندرہ روز کے اندر اندر مجھے ادا کر کے باقاعدہ رسید حاصل کریں ورنہ مجھے قانونی چارہ جوئی کرنا پڑے گی اس صورت میں یہ مقدمہ لاہور کی کسی عدالت مجاز میں دائر کیا جائیگا۔ اور یہ نہ صرف آپ کی بلکہ اُن سرکاری افسروں اور وزراء کی ذلت و رسوائی کا بھی باعث ہوگا جنہوں نے اس ملک کے شریف شہریوں کو بالکل ناجائز اور غیر قانونی طور پر جیلوں میں بند کر کے ان پر کیچڑ اچھالنے اور بہتان تراشی کا سلسلہ جاری رکھا۔ والسلام دستخط صدیق الحسن گیلانی ۳۰/۱۱/۱۹۶۴

نوٹس صفحہ ۲ ——— اس نوٹس کی نقول:۔ (۱) خان حبیب اللہ خان صاحب وزیر داخلہ پاکستان راولپنڈی (۲) سیکرٹری محکمہ اطلاعات حکومت پاکستان۔ راولپنڈی (۳) سیکرٹری محکمہ اطلاعات حکومت مغربی پاکستان لاہور (۴) جناب رشید مرتضےٰ صاحب ایڈووکیٹ لاہور (قانونی مشیر نوٹس دہندہ) (۵) مینیجر زریں پبلی کیشنز بی ۱۳ شاہ عالم مارکیٹ لاہور (۶) اخبارات کو ارسال کر دی گئی ہیں۔ دستخط:۔ صدیق الحسن گیلانی

مرکز جماعت اسلامی پاکستان - ۵ اے ذیلدار پارک اچھرہ لاہور

اب قارئین حضرات، نوٹس بالا اور اس کے بعد جواب نوٹس کے خط کشیدہ محیط کلمات اور جملوں پر غور فرما کر خود ہی فیصلہ کریں کہ صدیق الحسن گیلانی نے کس قدر فریب اور بددیانتی سے کام لیا۔ درحقیقت صدیق الحسن گیلانی نے عوام کے ذہنوں پر صرف یہ اثر ڈالنے کے لیے کہ واقعی

مودودیوں نے مصنفِ انکشافات کا یہ چیلنج قبول کر کے انکشافات کو غلط اور مصنفِ انکشافات کو جھوٹا ثابت کر دیا حالانکہ بحمداللہ تعالیٰ مودودیوں کے اس دجل و فریب سے مصنفِ انکشافات کے نہ صرف یہ چاروں ۴، ۵، ۷، ۸، والے اقتباسات ہی غیر مسخ شدہ اور صحیح ثابت ہو گئے بلکہ انکشافات کے پہلے ایڈیشن کے بقایا تمام ۱۳۰ اقتباسات کی بھی بتائیدِ حق ایسی پختہ صحت او تصدیق ہو گئی کہ اب مودودیوں کو سوائے سر پیٹنے یا توبہ کرنے اور قوم سے معافیاں مانگنے کے، دوسرا کوئی راستہ ذلت اور رسوائی سے نہیں بچا سکتا۔ اے اللہ تمام نیک نیت اور گم کردہ راہ بھائیوں کو مودودیت کے فتنے سے بچا اور ان سب کو توبہ کی توفیق نصیب فرما۔ (آمین)

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر ❊ کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی

جوابِ نوٹس اور نوٹس

حق و صداقت اور ایمان و دیانت سے محروم گیلانی صاحب! نجات دے اللہ تعالیٰ آپ کو گمراہی اور گمراہوں سے، اور ہدایت بخشے اللہ تعالیٰ آپ کو۔!

انکشافات پڑھنے کے بعد، اللہ کے حضور میں مودودیت سے توبہ کرنے اور قوم سے معافیاں مانگنے کے بجائے آپ نے اپنی حقیقی سرشت دکھلانا شروع کر دی! بے شک فرمانِ نبویؐ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۰ (یعنی جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت بخشیں اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دیں اُسے کوئی ہدایت پر نہیں لا سکتا) بالکل حق اور صحیح فرمان ہے۔ افسوس اور ہزار افسوس ہے آپ کی اس بدبختی پر۔ آپ کا ۳۰/۱۲/۶۴ کا تحریر کردہ پندرہ روزہ میعادی نوٹس قبل از اعلان انتخاب صدرِ مملکت مورخہ ۵/۱/۶۵ کو بوقت ۱۱ بجے دن (میری غیر موجودگی میں جبکہ میں انکشافات کے دوسرے

ایڈیشن کی تصحیح کے لیے لاہور گیا ہوا تھا) ناظم دارالتبلیغ بنوں نے وصول کیا جو ۱۰ر جنوری ۶۵ء کو یعنی ۷ر جنوری کے سہ روزہ اخبار ایشیا لاہور کی اشاعت کے بعد میرے علم میں آیا جس میں آپ نے اپنی اسلام کش اور فتنہ پرور ذہنیت کے ثبوت میں انکشافات کے صفحہ ۲۱ کے چیلنج کی صاف ستھری اور سلجھی ہوئی واضح عبارت کو جس غلط انداز میں مسخ کر کے چار ہزار روپے حاصل کرنے کے لیے لایعنی راہ نکالنے کی کوشش کی ہے۔ کم سے کم پڑھے لکھے، دیانت دار اور خوفِ خدا رکھنے والے شریف لوگوں میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ درحقیقت آپ نے اپنے فنیّ دجل و فریب کے ذریعہ نہ صرف میری بے باک حق گوئی کو بدنام کرنے کی یہ ناکام کوشش کی ہے بلکہ محض فاطمہ جناح کی کامیابی کی لایعنی امیدوں میں رہ کر مجھے مرعوب کرنے کی بھی یہ لاحاصل اور فریب خوردہ کوشش کی ہے۔ ہائے مقدس اماں کی ہزاروں امیدوں والی موہوم صدارت ہائے!

نہ چھُٹنے پائے تھے تنکے کہ بجلی گر گئی
بنا نہ تھا کہ لگی آگ آشیانے میں

لیجیے! آپ کے لایعنی اور چھچھورے نوٹس کا خاطر خواہ جواب ارسال ہے۔ ذرا گوشِ ہوش سے پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کیجیے! (۱) میں نے تو ایمان و دیانت اور ضمیر و غیرت فروخت کر دینے والے ڈھیٹ قسم کے فتّینِ اعظم مودودی کو چیلنج کیا تھا، نہ کہ ایرے غیرے نتھو خیرے دو دو پیسے والے ٹکیائیے اور مخبوط الحواس بے ضمیرے لالچی اُچکوں کو۔ البتہ فتّینِ اعظم ڈھیٹ مودودی کو جیل میں مقید رہنے کی صورت میں بہ امرِ مجبوری کسی دوسرے کی وساطت سے ثابت کرنے کی اجازت دی تھی اور رہائی کے بعد تین ماہ کے اندر اندر اگر اُن کے اقتباسات توڑ موڑ کر یا مفہوم کے خلاف مسخ کر کے پیش کیا گیا ہو تو اُن کو جلسۂ عام میں ثابت کرنے اور انعام یا جُرمانہ حاصل کرنے کا حق دیا تھا۔ جس کو فتّینِ اعظم ڈھیٹ مودودی قبول کرنے کی جرأت اور ہمت نہ کر سکا۔

(۲) اور آپ کے یہ چاروں روشن معاش اقتباسات ۴، ۵، ۶، ۷

۸، ۷ نمبرات[1] خواہ کسی کے بھی لکھے ہوئے ہیں مگر مخرب اسلام مودودی کے ہی تو منتخب، پسندیدہ ترتیب دادہ ہیں۔ جیسا کہ انھوں نے اپنے ماہنامے رسالہ ترجمان القرآن میں (اپنا اختراعی اسلام اور اپنا مجہول اور گمراہ کن مسلک و عقیدہ ظاہر اور رائج کرنے کے لیے) ترتیب دے کر ان کو شائع کیا ہے جس کا ایک بیّن اور واضح ثبوت یہ بھی ہے کہ جو بدلگام انسان صحابہ[2] کرام اور انبیا[3] علیہم السلام

---

[1] ناظرین حضرات نوٹ فرمالیں کہ اب یہ چاروں (۴، ۵، ۷، ۸) اقتباسات انکشافات کے دوسرے ایڈیشن میں جدید اضافوں کے باعث علی الترتیب ۷۶، ۷۷، ۷۹، ۸۰ میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ ۱۲

[2] صحابہ کرام پر تنقید کرنا دستور جماعت مودودی دفعہ ۶ میں بصورت عقیدہ شامل ہے۔ جس کے بغیر جماعت مودودی کا رکن بھی کوئی شخص نہیں بنایا جا سکتا (جیسا کہ انکشافات کے صفحہ ۹۵ پر اصل عبارتیں بالتفصیل مع حوالجات درج ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے) ۱۲

[3] مشکوٰۃ شریف اور ترمذی شریف وغیرہ صحاح ستہ کی ایک مشہور اور متفق علیہ حدیث کے متعلق مودودی اپنی کتاب "اسلامی ریاست" کے صفحہ ۳۲۶ میں لکھتا ہے کہ "مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں تہتر فرقوں کے اس افسانے کی حقیقت بھی کھول دوں جس سے خواہ مخواہ ناواقف لوگ اپنے ذہن کو بھی الجھاتے ہیں اور دوسروں کے ذہنوں میں بھی الجھنیں پیدا کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مسلمان فرقوں کی وہ کثیر تعداد جس کا ذکر کتابوں میں ملتا ہے اس کا بہت بڑا حصہ کاغذی وجود کے سوا نہ پہلے کوئی وجود رکھتا تھا اور نہ اب رکھتا ہے" (انکشافات کے صفحہ ۹۵ پر احادیث رسول معہ حوالہ و مکمل تبصرہ اور فیصلہ کن تفصیل پڑھیے۔ ۱۲) اور رسائل مسائل حصہ اول صفحہ ۴۶ پر مودودی لکھتا ہے کہ "یہ کانا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں" اور ذرا آگے چل کر صفحہ ۴۹ پر نہایت بے باکی اور جرأت کے ساتھ حدیث رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ کہہ کر جھٹلاتا ہے کہ "کیا یہ واقعہ نہیں کہ ساڑھے تیرہ سو سال گزر چکے ہیں اور ابھی تک دجال نہیں آیا..." اور رسائل مسائل حصہ دوم صـ ۴۴ پر مودودی کی ایک مزید تنقیدی چھری ملاحظہ فرمائیے! لکھتا ہے کہ یہ دعویٰ کرنا صحیح نہیں کہ بخاری میں جتنی احادیث درج ہیں ان کے مضامین کو بھی جوں کا توں بلا تنقید قبول کر لینا چاہیے"۔ ۱۲ (انکشافات کے صفحہ ۴۵ اور صـ ۴۶ پر مودودی کی یہ اصل عبارتیں بالتفصیل معہ حوالہ جات درج ہیں ملاحظہ فرمالیجیے۔ ۱۲

کے فرمانوں پر تنقید کرنے اور ان میں تنقیص نکالنے سے نہ چوکتا ہو، وہ صدر الدین اصلاحی کے ان مکروہ اور قبیح و قابلِ مواخذہ اقتباسات پر (متفق اور موید المسلک ہوئے بغیر) کیسے خاموش رہ سکتا ہے؟ جیسا کہ آج تک نہ صرف مودودی بلکہ مودودی کی فتنہ انگیز اور نقاد ٹولی کے کسی بھی فردنے "ترجمان القرآن" کے کسی بھی شمارے میں صدر الدین اصلاحی (سربراہ و معتمدِ اعلیٰ جماعت مودودی ہندوستان) کے ان چاروں ملعون اقتباسات کے خلاف کوئی تنقیدی یا اصلاحی مضمون نہیں لکھا۔ جب کہ ہر چہار اطراف سے صدر الدین اصلاحی کے ان اقتباسات پر مسلسل لے دے ہو رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج تک تقریباً تمام اینٹی مودودی مصنفین نے ان چاروں اقتباسات کو فتین اعظم مودودی سے ہی منسوب کر کے اپنی اپنی کتابوں میں پیش کیا ہے۔

لیجیے حق پرست، صداقت شعار اور نیک نیت عوام کو آپ کے دائمی شاطرانہ دجل و فریب سے بچانے کے لیے انکشافات کے صفحہ ۲۱ والے چیلنج کی مکمل عبارت مِن و عَن درج کرتا ہوں۔ تاکہ حق پرست و صداقت شعار عوام ۱۰ر جنوری ۶۵ء کے ہفت روزہ شہاب اور ۷ر جنوری ۶۵ء کے سہ روزہ اخبار ایشیا لاہور میں شائع شدہ آپ کے نوٹس کی مسخ اور ملعون عبارت سے ملا کر موازنہ کر سکیں اور دیکھ سکیں کہ مصنفِ انکشافات نے فی الحقیقت اپنے چیلنج میں مودودی کے سوا کسی ایرے غیرے نتھو خیرے اور لالچی اُچکے کو مخاطب نہیں کیا تھا:

چیلنج کی مکمل اور اصل عبارت

"اور مسٹر مودودی کی دائمی شاطرانہ پہلوتہی کا بھانڈا پھوڑنے اور پردہ چاک کرنے کے لیے ببانگِ دہل کھل کر بتائیدِ حق چیلنج بھی کرتا ہوں کہ مسٹر مودودی **اگر بحالتِ موجودہ خود** (جیسا کہ اُن کو اجازت حاصل ہے) **یا کسی کی وساطت سے** بار ماہ ئی کے بعد تین ماہ

کے اندر اندر میری اس کتاب میں پیش کردہ ماخوذ اقتباسات کو اپنی اصل عبارتوں کے خلاف یہ ثابت کردیں کہ میری عبارتوں کو توڑ موڑ کر پیش کیا گیا ہے یا عبارتوں کو اُن کے مفہوم کے خلاف پیش کیا گیا ہے تو اُن کو ہر ایسے مسخ شدہ اقتباس پر ایک ایک ہزار روپیہ علی الاعلان جلسۂ عام میں حاصل کرنے کا پُورا پُورا حق حاصل ہوگا۔"

یہ تھی چیلنج کی وہ اصل عبارت جس میں صرف مسٹر مودُودی کو ہی تین ماہ کے اندر اندر محض اپنی ہی اصل عبارتوں کے خلاف یہ ثابت کرنے کے لیے میری عبارتوں کو توڑ موڑ کر یا مفہوم کے خلاف مسخ کر کے پیش کیا گیا ہے۔ ایک ایک ہزار روپیہ جلسۂ عام میں حاصل کرنے کا حق دیا گیا تھا۔

لہٰذا بجوابِ نوٹس آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر آپ کے سینے میں ایمان کا کوئی ذرّہ یا شائبہ ہے، اگر آپ کے دِل میں حق وصداقت اور انصاف و دیانت یا شرافت اور انسانیت کا کوئی وصف یا خوفِ خدا موجود ہے تو پندرہ دن کے اندر اندر بلا تاخیرِ مزید سہ روزہ اخبار ایشیا اور ہفت روزہ شہاب لاہور میں اپنے اِس لایعنی نوٹس کی حماقت کا صاف اور واضح الفاظ میں معافی نامہ شائع کرا دیں۔ (اور بہت ہی مناسب ہوگا اگر ساتھ ہی مودُودی کی غلامی پر لعنت اور پھٹکار بھیج کر صحیح معنوں میں **محمد رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت اور غلامی قبول کر لینے کا بھی اعلان کردیں) ورنہ یاد رکھیں اور ذہن نشین کرلیں کہ میں کسی گمراہ طاقت کی دھونس میں آجانے والا نہیں ہوں اور مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوالی یا مولانا احمد علی صاحب رح لاہوری یا پیر صاحب آف دیول شریف کی طرح بخش دینے اور درگزر کردینے والا خاموش صفت جمالی صوفی نہیں ہوں۔ میں فتنۂ مودُودیت کی بیخ کنی کو جزوِ ایمان سمجھتا ہوں اس لیے فتنۂ مودُودیت کی بیخ کنی کے لیے (بتائیدِ حق) زندگی وقف کرچکا ہوں۔ نیز فتنۂ مودُودیت کی صحیح اور قطعی بیخ کنی کے لیے خادم حبیبُ اللہ خان وزیرِ داخلہ پاکستان، قاری عبدالحمید کے محتاج

ہو سکتے ہیں، قاری عبدالحمید اُن کا محتاج[1] نہیں ہے۔ میں مودودی یا مودودیوں کی طرح نہیں ہوں، میں حصولِ اقتدار یا دولت کے لالچ میں دین و ایمان اور ضمیر و غیرت فروخت کر دینے والوں پر لعنت بھیجتا ہوں اور اسی لیے اور صرف اِسی لیے مودودی اور اُس کے پُرفتنہ حواریوں کا لحاظ کرنا بھی گناہ اور کفر سمجھتا ہوں۔ فقط ۲۰/۱/۶۵ خادم الاسلاف، باطل شکن، قامع مودودیت (قاری) عبدالحمید بریلوی غفراللہ عنہ، ولوالدیہ

صدر دار التبلیغ بنوں ۱۶/۹/۸۴ھ

---

[1] اور مودودیوں کا یہ الزام اور پروپیگنڈا کہ مصنف "انکشافات" کو حکومت سے امداد مل رہی ہے بالکل غلط، بے بنیاد اور الزام محض ہے۔ لیکن اگر مملکتِ اسلامیہ پاکستان کے ادارۂ قومی تحقیق و حوالہ نے کتاب انکشافات خرید کر ملک کے ذی علم اور محقق لوگوں میں بہ افادۂ ملک و ملت ایک اِسلام کش، فتنہ پرور و فتنہ انگیز اور مفسدِ دین و ملت گروہ کی سرکوبی اور اس کی بیخ کنی کے لیے تقسیم کی ہے تو اس میں مصنفِ انکشافات کے لیے بُرائی یا اعتراض کی کونسی بات ہے۔ یہ تو انتہائی تعریف کی بات ہے۔ البتہ برائی اور اعتراض کی بات تو جب تھی کہ مودودی اور مودودیوں کی طرح مصنفِ انکشافات بھی دشمنِ اسلام مغربی ممالک سے مملکتِ اسلامیہ اور ملتِ اسلامیہ پاکستان میں اِنتشار پھیلانے اور اِسلام کو مسخ اور تباہ کرنے کے لیے اِسلام ہی کی تبلیغ و اشاعت کے حیلوں اور کتابوں کی فروختگی کے بہانوں سے بے پناہ اور کثیر رقوم اور امدادیں وصول کرتے تو بے شک یہ اعتراض اور برائی ہی نہیں بلکہ قابلِ لعنت اور پھٹکار کی بات ہوتی۔ ۱۲

علمائے اسلام، وُکلاء اور زُعمائے مُلک کی خدمت میں؟

کیا لفظِ اسلام اور اقامتِ دین کا سہارا لے کر انتشار پھیلانے والا تخریب پسند مودُودی گروہ اسلام اور مملکتِ اسلامیہ پاکستان کا باغی نہیں ———— ؟

کیا محترمہ فاطمہ جناح کی صدارتی مہم میں مودُودی کی ضمیر اور ایمان فروشی اور اسلام کُش فریب کاریوں کا پردہ چاک نہیں ہُوا ———— ؟

کیا محترمہ فاطمہ جناح کی صدارتی مہم، اسلام اور ملک و ملّت کے باغی مودودی اور مودودیوں کے مُنہ پر ایک غیبی تھپڑ ثابت نہیں ہوئی ———— ؟

کیا اسلام اور ملک و ملّت کے ایسے عظیم فتنہ انگیز، فریب کاروں اور باغیوں کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھنا یا اُن کا لحاظ کرنا گناہ اور کفر نہیں ———— ؟

کیا مودودی نے جیل جانے سے قبل اپنی تصنیفات میں قرآن وحدیث اور تاریخی تجربات سے نہایت ہی مستحکم استدلال کے ساتھ یہ ثابت نہیں کیا تھا کہ: ————

(۱) پاکستان دارالاسلام اور ہندوستان دارالکفر ہے، اس لیے ہندوستان اور پاکستان کے مسلمانوں کے درمیان بیاہ شادی قرآن کریم کے خلاف ہے۔ (مودُودی از رسائل ومسائل حصّہ دوم ص۱۶۶)

(۲) اسلام میں سیاست اور انتظامِ ملکی کی ذمّہ داری صرف مردوں پر ڈالی گئی ہے اور یہ فرائض عورتوں کے دائرہ عمل سے خارج ہیں۔ (مودُودی از ماہنامہ ترجمان القرآن بابت اگست ۵۲ء ص۱۰)

(۳) از روئے احادیثِ نبوی، سیاست اور ملک داری عورت کے دائرہ عمل سے خارج ہے۔
(مودُودی از ماہنامہ ترجمان القرآن بابت ستمبر ۱۹۵۲ء ص۱۱)

(۴) بعض قومیں ایسی ہیں جن میں عورتوں کو مردوں پر قوّام بنایا گیا ہے مگر ہمیں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ اس قسم کی قوموں سے کوئی قوم تہذیب و تمدّن کے کسی اعلیٰ مرتبہ پر پہنچی ہو۔ کم از کم تاریخی معلومات کے ریکارڈ میں تو کسی ایسی قوم کا نشان پایا نہیں جاتا جس نے عورت

کو حاکم بنایا ہو پھر دنیا میں عزت اور طاقت حاصل کی ہو یا کوئی کارِ نمایاں انجام دیا ہو۔
(مودودی از "پردہ" صہ ۱۹۳)

(۵) عورت کو مردانہ کاموں کے لیے تیار کرنا عین اقتضائے فطرت اور وضعِ فطرت کے خلاف ہے، اور یہ چیز نہ انسانیت کے لیے مفید ہے نہ خود عورت کے لیے .... تمدن کے ان شعبوں میں عورت کو گھسیٹ لانا خود اُس کو بھی ضائع کرنا ہے اور ان شعبوں کو بھی۔
(مودودی از "پردہ" صہ ۲۱۰ و صہ ۲۱۱)

(۶) انتخابات میں عورتوں کے ووٹ صرف مردوں کے لیے ہی استعمال کیے جا سکتے ہیں عورتوں کے لیے نہیں۔ (مودودی۔ از انتخابی جدوجہد صہ ۳۲)

(۷) صدرِ مملکت مرد ہونا چاہیے چونکہ قرآن کہتا ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ ط (سورۃ النسآء ۳۴)
ترجمہ:۔ مرد عورتوں پر قوّام ہیں۔ (مودودی۔ از ماہنامہ ترجمان القرآن بابت جنوری ۱۹۵۳ء صہ ۲۷)

(۸) کیا اللہ تعالےٰ کے متعلق آپ کا یہ گمان ہے کہ وہ ایک گھر میں تو عورت کو قوّام نہ بنائیگا مگر کئی لاکھ گھروں کے مجموعے پر اسے قوّام بنا دے گا؟ (مودودی۔ از ماہنامہ ترجمان القرآن بابت ستمبر ۱۹۵۲ء صہ ۱)

(۹) مجلس شوریٰ میں جو ساری مملکت کی قوّام ہے عورتوں کی شمولیت کا دروازہ قرآن نے بند کر دیا ہے۔ مزید برآں ہمارے سامنے عہدِ نبوی و خلافتِ راشدہ کا تعامل موجود ہے جو قرآن کی منشاء کی تعبیر کے لیے مستند ترین ذریعہ ہے۔ ہمیں تاریخ اور حدیث میں کوئی نظیر بھی ایسی نہیں ملتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین نے کبھی عورتوں کو مجلس شوریٰ میں شامل کیا ہو۔
(مودودی۔ از ماہنامہ ترجمان القرآن بابت جنوری ۱۹۵۳ء صہ ۳۶)

(۱۰) مملکت میں ذمّہ داری کے مناصب (خواہ وہ صدارت ہو یا وزارت، یا مجلس شوریٰ کی رُکنیت، یا مختلف محکموں کی ادارت) عورتوں کے سپرد نہیں کیے جا سکتے۔ اس لیے کسی اسلامی ریاست کے دستور میں عورتوں کو یہ پوزیشن دینا، یا اُس کے لیے گنجائش رکھنا نصوصِ صریحہ کے خلاف ہے
(مودودی۔ از ماہنامہ ترجمان القرآن بابت اکتوبر و نومبر ۱۹۵۲ء صہ ۴۲)

(۱۱) جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عمومی مصالح کے پیشِ نظر نصوص کو بھی نظر انداز کیا جا سکتا ہے وہ سخت غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ ایک ایسی غلط فہمی جو بسا اوقات ایک انسان کو کھلی گمراہی کیطرف

دھکیل دیتی ہے (مودودی - از ماہنامہ ترجمان القرآن بابت اپریل ۱۹۵۸ء صفحہ ۶۲)

(۱۲) (ا) اور جب تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لیے اُس کی پیٹھ سے بہتر ہے۔ (یعنی زمین پر چلنے سے زمین میں دفن ہو جانا بہتر ہے)

(ب) وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کیے ہوں

(مودودی - از ماہنامہ ترجمان القرآن بابت ستمبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۱۱)

لیکن، جیل جانے کے بعد محض صدر ایوب خان سے اپنا اور جماعتی انتقام لینے کی خاطر اپنے ہی ثابت کردہ ان تمام (قرآن و حدیث اور تاریخی تجربات سے ماخوذ) احکامات کو بغیر کسی خوف و خطر یکسر نظر انداز کر کے فاطمہ جناح کی حمایت میں تن من دھن سے بہ اقوالِ خود اُن نسلی مسلمانوں کے انبوہ عظیم کے ساتھ ہو لیے جن کے ۹۹۹ فی ہزار افراد اسلام اور حق و باطل کی تمیز سے قطعاً محروم ہیں اور بہ اقوالِ خود اُن لوگوں کے ساتھ ہو لیے جن کے اسلامی کیرکٹر اور اسلامی ذہنیت اور فکر سے محروم ووٹوں کے ذریعہ پارلیمنٹ اور اسمبلی میں بھیجنے کے لیے مسلمان قسم کے ممبر منتخب ہی نہیں ہو سکتے اور بہ اقوالِ خود ان لوگوں کے ساتھ ہو لیے جن کے ووٹوں سے زہریلے دودھ کے زہریلے ترین مکھن کی طرح کافرانہ حکومت ہی نہیں بلکہ ہر کافرانہ حکومت سے زیادہ بدتر افغانستان، ایران، ترکی، عراق اور مصر جیسی کافرانہ حکومت ہی بن سکتی ہے۔

(پڑھیے انکشافات معہ حوالجات و تبصرہ)

یہ وہ الزامات ہیں جن کو مودودی یا مودودی جماعت کا کوئی رکن کسی بھی مجوزہ سہ جماعتی فیصل بورڈ یا عدالت کے سامنے آ کر نہیں جھٹلا سکتا۔ **لٰہذا** اگر یہ الزامات اور یہ اقتباسات صحیح اور ناقابلِ تردید ہیں تو کیوں نہ مودودی اور مودودی جماعت کے تمام سر کردہ اور فتنہ پرور ان چنیدہ لوگوں کو نہ صرف قانونی شکنجے میں کسنے کے لیے حسبِ ضابطہ عدالتِ عالیہ

سے رجوع کیا جائے؟ بلکہ اس گروہ سے مقاطعے کا بھی اعلان کیا جائے۔ اور کیوں نہ ان کی اسلام اور مملکتِ اسلامیہ میں تخریب اور انتشار پھیلانے والی ایسی تمام کتب کو بھی ضبط و تلف کرانے کی حکومت سے استدعا کی جائے۔؟

۲۵ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۹ جنوری ۱۹۶۵ء

ناشر

مسعود الحسن ناظم دار التبلیغ

بنوں سٹی

(مغربی پاکستان)

التماس خاص

یہ ایک عینِ حقیقت ہے کہ کتاب 'انکشافات' کی تصنیف اور اشاعت سے تجارت یا کوئی دنیوی منفعت ہرگز مقصود نہیں۔ بصورتِ تبلیغ محض فتنۂ مودودیت کا استیصال مقصود ہے۔ لہذا تبلیغ اور

دار التبلیغ، بنوں

کی امداد کے پیشِ نظر خریدیں اور زیادہ سے زیادہ تشہیر میں حصہ لیں۔ اور حسبِ توفیق مزید امداد بھیج کر اجرِ عظیم حاصل کریں کیونکہ مستند اور راسخ العقیدہ علماء اور اعلیٰ خطیبوں میں "انکشافات" بھی مفت تقسیم کیجاتی ہے۔ ناظم دار التبلیغ، بنوں سٹی

عُلمائے کرام

کی خدمت میں

اگر آپؐ نے یہ کتاب از اوّل تا آخر باقاعدہ
تحقیقِ حق کی نظر سے پوری پڑھی ہے

تو:

خدمتِ دین سمجھ کر اپنے تاثر اور اپنی صائب رائے

سے:

مطلع فرما کر اجرِ عظیم حاصل کریں

خادم الاسلاف باطل شکن
(قاری) عبدالحمید

پوری کتاب پڑھنے سے قبل محض چیدہ چیدہ

کچھ مقامات پڑھ کر ہی

فیصلہ کرلینا

اور

رائے قائم کرلینا کوئی

عقل مندی یا قابلیت نہیں!



کیا؟

اللہ خان

ن بیانات سے قبل "انکشافات"

ی اور اہم تر موقع پر

تُند و تیز اور بحصولِ دستخط

دی تھی؟۔

با؟

مودودی صاحب بذاتِ خود "انکشافات" کے مصنف

کی اُس تحریری دعوتِ مناظرہ کے موصول ہونے سے انکار

کی جسارت کر سکتے ہیں؟۔

اگر نہیں، تو پھر جو کچھ کہنا ہے سوچ کر کہیئے!

اور خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھ کر کہیئے۔!!

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ

[illegible]

مودودی صاحبؒ

(اگر حصول اعزاز و اکرام، تجارتی مفاد اور وسعت معاش کی حرص میں اندھے ہو کر)

تحریفِ قرآن، توہین رسالت، تنقیص صحابہ، تضحیک سلف الصالحین، تذلیل اکابرین اُمت اور تخریب ملک و ملت میں شب و روز مصروف و منہمک اور سرگرداں رہیں: تو اُس کو تجدید دین، احیائے دین اور اقامت دین کہتے ہیں۔

مودودی صاحبؒ

(اگر دُنیا کا جدید ترین لیڈر بننے کی خواہش میں اندھے ہو کر)

دین و دُنیا کے ہر دور، ہر زمانے، ہر حکومت، ہر طبقے، ہر جماعت، ہر گروہ، ہر شعبے، ہر ادارے، ہر مسلک، ہر نظریے اور ہر مکتبہ فکر کے بڑے سے بڑے عظیم المرتبت بزرگوں کی شان میں غلاظت اور کیچڑ اُچھالنے سے بھی کہیں زیادہ بدتر "ہفوات اعظم" اپنی مطبوعات میں لکھتے اور پھیلاتے رہیں ——— !

تو اُس کو تبلیغ دین، تفہیم دین اور خدمت دین کہتے ہیں لیکن محض تحفظِ دین کی خاطر

اگر مودودی صاحبؒ کو

اُن کے صحیح استحقاق کے مطابق ناقابلِ تردید خطابات سے مخاطب کیا جائے تو اُس کو بدتمیزی اور اوچھاپن بتایا جاتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ۔ اِسی کو کہتے ہیں مسخ شدہ ذہنیت اسی کا نام ہے "کور امیشانی"